

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اورست ملاؤ حق میں باطل اورست چھپاؤ سچ کو جس کی وجہ سے

قائدِ عظیم، نظریہ پاکستان اور اسلامی نظام

ابوالاعلیٰ مودودی کی نظریں

پیش کردہ: مولانا محمد شفاق احمد

مکتبہ مطلوب

۳۵، المیاس مارکیٹ

بلاک ای، مارٹرہ، ناظم آباد کراچی

قائدِ عظم، نظریہ پاکستان اور اسلامی نظام

ابوالاعلیٰ مودودی کی نظریں

پیش کردہ

مولینا محمد اشفاق احمد

ناشر : مکتبہ مطلوب ، ۳۵، العباس مارکیٹ، بلاک اے، ارتھ ناظم آباد کراچی
طابع : عالمین پبلیکیشنز پریس ۲۲/۱ ریڈینگ روڈ، جمہوری پارک، لاہور

قائدِ عظم، نظریہ پاکستان اور اسلامی نظام

ابوالاعلیٰ مودودی کی نظریں

پیش کردہ

مولینا محمد اشفاق احمد

ناشر : مکتبہ مطلوب ، ۳۵، العباس مارکیٹ، بلاک اے، ارتھ ناظم آباد کراچی
طابع : عالمین پبلیکیشنز پریس ۲۲/۱ ریڈینگ روڈ، جمہوری پارک، لاہور



بائشہ اور حضرت ارحمہ

حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے بار بار دُرُودِ خواہنا مطلوب اور حضرت عثمان
 کے خلیفہ خواہنا محمد اشفاق احمد صاحب نے حضرت عثمان اور شیخ الاسلام خواہنا کو فرمایا ہے
 کے رتبہ کریمہ خواہنا اتر آئے اور تفسیر عثمانی کی موت میں حجاب و رتق پہنچا کر علی اور
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور اس دور میں جبکہ شہر سیاحین کے لئے دعا ہے اور
 تجدید و ایجاد کی دعا ہے اور اہل باطن کی تفسیروں میں جو ان کے لئے دعا ہے اور
 وقت کی اہم بکاز دعا ہے اور تفسیر میں عثمانی کی تفسیر کی تفسیر کا اضافہ
 اور حضرت شیخ الاسلام کے کتب و خدمات کا تعارف بھی صرف زیادہ
 اور حضرت کا حال ہے کیونکہ آج تحریک پاکستان کی عظیم تاریخی جدوجہد
 اور اس کے باغ و بنوں کو قوم کے خون سے چھوڑنے کی ناپاک سازش
 کی جا رہی ہے۔ حق تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری دعا سے
 اس پر عمل فرمائیے حضرت کو قبول عام عطا فرمادے

اپنی دعا ازمنہ دار و جہہ چھان ارضی باد

الحمد لله
 22.3.79

مقدمہ

۱۹۴۹ء میں ایک کتاب لکھی تھی۔ جس کا عنوان تھا جامعہ اعظم، نظریہ پاکستان اور اسلامی نظام مودودی کی فکر میں۔ اس کتاب کے مقدمہ میں مرشدی و مولائی مولانا مطلوب الرحمن عثمانیؒ کے مودودی کے بارے میں کچھ اقوال نقل کئے تھے جو انہوں نے ۱۹۴۸ء میں بیان فرمائے تھے میرے مرشد شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے بڑے بھائی تھے اور شیخ الہند مولانا محمد اونسؒ (اسیر بالٹا) کے خلیفہ تھے۔ مفتی اعظم مولانا مریض الرحمن عثمانیؒ نقشبندیؒ سے بھی آپ کو خلافت حاصل تھی۔ صاحبِ عرفان حضرات کی بصیرت بڑی گہری ہوتی ہے اور یہ حضرات فتنوں کو عام لوگوں سے بہت پہلے جانپ لیتے ہیں جس طرح ایک ماسر طیب مرض کے ابتدائی مرحلہ میں ہی اُس کو معلوم کر لیتا ہے کہ آئندہ چل کر یہ کتنا خطرناک ثابت ہوگا۔

قول نمبر ۱: مرشدی و مولائی نے فرمایا ابو الاعلیٰ مودودی پنداشخص ہے جس نے مغز اسلام پر ضرب لگائی ہے (یعنی امت میں پنداشخص ہے جس نے طریقِ مشائخ پر ضرب لگائی ہے)۔

تشریح: جب آپ سے پوچھا گیا کہ اس کی تشریح کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تمام آسمانی مذاہب کا مشترک مقصد تزکیہ ہے۔ تزکیہ مغز اسلام ہے۔ تزکیہ مقاصدِ بعثت میں سے ہے۔ اُس نے تزکیہ پر ضرب لگائی ہے۔ یاد رکھو جب کوئی شخص ملی لائی میں گمراہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے وہ اپنے زمانہ کے مشائخ اور علماء کی تنقید کرتا ہے۔ پھر نفس اور پھولتا ہے اور وہ علماء کے استادوں اور مرشدوں پر حملے کرتا ہے۔ شدہ شدہ وہ تابعین اور صحابہؓ تک پہنچتا ہے اور ان میں عیب جوئی کرتا ہے۔ مودودی ان تمام مراحل سے گزر چکا ہے۔ شاید ۱۹۴۸ء تک مودودی کی ایسی تحریر نظر سے نہ گزری ہوگی جس میں مودودی نے انبیاء پر حملے کئے ہوں۔

قول نمبر ۲: "میں ابو الاعلیٰ مودودی کو فتنہ انگیز سمجھتا ہوں۔ دیکھو یہ دینوں اور نادینوں کا فتنہ کتنا ہوا ہے اور مودودی کا فتنہ چھپا ہوا ہے۔"

قول نمبر ۱: ”مودودی کا یہ خیال غلط ہے کہ اس امت میں کوئی کامل پیدا نہیں ہوا۔“

”اس کے معنی یہ ہوئے کہ ختم نبوت کر کے نفوذ اللہ ہم پر ظلم کیا کہ پچھلی امتوں پر پے درپے انبیاء بھیجے اور اس امت کو ختم نبوت کر کے کالین سے بھی محروم کر دیا اور یہ امت گویا ہدایت سے محروم ہو گئی۔ ابراہیم علیہ السلام مودودی کا یہ جملہ دراصل خقیقت پر اعتراض ہے اور بارگاہ احدیت میں گستاخی ہے۔ پھر قادیانی کیا کہتے ہیں!“

قول نمبر ۲: ”اگر مودودی خدا نخواستہ حکومت میں آگئے تو موجودہ لوگوں سے بدتر ثابت ہوں گے۔“ یہ بات اسکندر مرزا کے دور میں فرمائی تھی۔

قول نمبر ۳: ”مودودی جماعت منکبرین کا ایک ٹولہ ہے۔“

قول نمبر ۴: ”ایک دفعہ ایک حدیث سنائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کے کلام نبیوں جیسے ہوں گے، دل بھیڑیوں جیسے اور افعال فرعونوں جیسے۔“

قول نمبر ۵: ”ایک مرتبہ میرے پاس بھی آئے تھے مگر انداز بہت حکیمانہ تھا۔ جس شخص کے کبر کا یہ عالم ہو وہ اپنی جماعت کو کس گڑھے میں لے جائیگا۔“

قول نمبر ۶: ”یہ لوگ دائر حیا رکھ کر وہ کام کریں گے جو بے دائر حیا والے نہ کر سکیں گے۔“

قول نمبر ۷: ”مودودی نے حضرت شاہ ولی اللہؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تذکرے میں تصوف یعنی طریق شائع، تزکیہ، کو چننا بیگم سے تعبیر کیا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ اس طریقہ سے لوگوں کو ایسا بچانا چاہیے جس طرح ذیابلیس کے مریض کو تنکے سے پرہیز کرتے ہیں۔“

قول نمبر ۸: ”ایک مرتبہ اسماعیل احمد عینانی اور ظفر احمد انصاری کو خطاب کر کے فرمایا کہ ”مودودی سر سے پیر تک مجھ سے شیطان ہے جو دین کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آ گیا ہے۔“

یہ ہیں ایک بہت بڑے بزرگ اور صاحبِ طریقت انسان کے اقوال جو عرصہ دراز پہلے ان کی زبان مبارک سے نکلے تھے۔ پاکستان کے لوگوں نے دیکھ لیا کہ یہ عارفانہ فراست سے کئے ہوئے الفاظ حزن بحرِ صمیم ثابت ہوئے اور جو کسر وہ گئی تھی وہ اب پوری ہو گئی۔

اس کتاب میں سیاسی باب شروع میں دیا ہوا ہے تاکہ لوگ مودودی اور طفیل محمد کا سفید جھوٹ اچھی طرح معلوم کر لیں کہ آج جو وہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم نے پاکستان کی مخالفت میں کی تھی بلکہ پاکستان بنانے میں ہمارا بہت بڑا ہمتہ ہے کتاب بڑا دروغ اور کذب ہے۔ مودودی نے پاکستان کی اسی طرح مخالفت کی تھی جس طرح ہندو اور پٹیل نے کی تھی یا دوسرے کانگریسی لوگوں نے

شکاً ابوالکلام آزاد مولوی حفص الرحمن سیولہ دی و غیرہ۔ ہماری فوج کو ان کی مخالفانہ تحریروں کا شاید پتہ نہ ہو۔ ان کو بھی معلوم ہونا چاہیے کہ قائد اعظم کے بارے میں مودودی کے کیا خیالات تھے۔ اور اب منافقت میں جناح صاحب کے بارے میں اُن کی برسی کے دن کیا بیانات دیتے ہیں۔

مفتی محمود نے مودودی کا ساتھ دے کر بہت بڑی غلطی کی ہے اور اپنے قول کی خلاف ورزی کی ہے۔ مفتی محمود نے ہم سے کہا تھا کہ دو آدمی ایسے ہیں کہ ہم اُن سے سیاست میں تعاون نہیں کر سکتے؛ چونکہ ہم اُن کے ساتھ تعاون کر کے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ایک مودودی اور ایک فلاں صاحب۔ مگر مضمون نے اپنے قول کے خلاف مودودی سے تعاون کیا۔ حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا تھا ”مصلحت مسئلہ کے تابع ہے اور مسئلہ مصلحت کے تابع نہیں“ مفتی صاحب نے مسئلہ سے کنارہ کر کے مصلحت پرستی اختیار کی۔

حضرت مدنیؒ سے ہندوستان میں دلوں کی مودودی جماعت کے امیر نے کہا تھا کہ سیاست میں ہم سے تعاون کریں مگر حضرت مدنیؒ نے صاف انکار کر دیا تھا۔ حضرت مدنیؒ نے مشرکین سے تعاون کر لیا تھا۔ جنگ آزادی میں چونکہ دلوں دین اسلام کو خطرہ نہ تھا (تمہارا دین تمہارے ساتھ اور تمہارا دین ہمارے ساتھ) مگر مودودی جماعت کے ساتھ تعاون میں تمہیں کاندیشہ تھا کہ حق اور باطل گٹھ بند ہو جاتا۔ اس لئے حضرت مدنیؒ نے مودودی جماعت (بند) سے تعاون نہیں کیا۔

فتنہ کی تعریف

تمام کمالات کی جیسٹہ امانت ہے اور تمام خرابیوں کی جیسٹہ فتنہ ہے۔ امانت اصل میں مادۂ ایمان کا دوسرا نام ہے۔ امانت پر ہی ایمان اور ہدایت موقوف ہے۔ جس طرح ایمان اور تمام اعمال صالحہ امانت پر موقوف ہیں۔ اسی طرح گمراہی، کفر اور اعمال بدضد امانت یعنی فتنہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب باطن میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے کہ حق باطل اور باطل حق معلوم ہونے لگے اور اچھا بُرا اور بُرا اچھا لگنے لگے تو اس کیفیت کو فتنہ کہتے ہیں۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ ہدایت کی خبر دی ہے۔ اسی طرح دحبا لَوْن کذابون کی خبر بھی دی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

يَكُونُ فِي أَخِي دَحَابُونَ
كَذَّابُونَ يَا تَوَنُّكُم مِّنَ
الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا
أَنْتُمْ وَلَا آبَاءُكُمْ
وَأَيُّكُمْ لَا يَضْلُونَكُمْ
وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ -

آخر زمانہ میں بہت سے جھوٹے دجال
نکلیں گے جو تم کو ایسی باتیں سنائیں گے
کہ نہ تم نے کبھی سنی ہوں گی نہ تمہارے
باپ دادا نے۔ ایسے لوگوں سے بچتے
رہنا کیسے تم کو گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ
میں مبتلا نہ کر دیں۔

باطنی فتنہ سے بچنے کا واحد ذریعہ تزکیہ باطن ہے۔ بعض علماء کے مودودی کی
طرف جانے کی اصل وجہ تزکیہ سے مودودی ہے۔ تزکیہ سے بعد قریب مودودیت کا لازمہ
ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ جو فتنہ دجال سے قریب تر ہے وہ شدید تر ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۖ وَسَلَامٌ
عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۖ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

احقر ان کس محمد اشفاق احمد

خلیفہ ارشد

مولینا مطلوب الرحمن عثمانیؒ

مارچ ۶۷۹

(قطب العالم و صاحب دوران)

فہرست مضامین

سلسلہ ۷۱ (الف)

نمبر	عنوان	نمبر	عنوان	نمبر
۱۷	مسلمان قوم اخلاقی اوصاف سے محروم ہو گئی ہے (دورودی)	۱۶	باب اول : نظریہ پاکستان اور قائداعظم کی مخالفت	۱
۱۷	مسلمانوں کی عزت کٹوں کی طرح سو گئی ہے (دورودی)	۱۷	قائداعظم اور ان کے مقتدی اسلام سے جاہل ہیں (دورودی)	۲
۱۸	مسلمان قوم میں منافقین کی ایک بڑی جماعت شامل ہے (دورودی)	۱۸	قرآن مسلمانوں کا مابعدیات ہے دکاندیشی کے نام قائداعظم	۳
۱۸	مسلمانوں میں تین گروہ ہیں فقیرین گروہ میں (دورودی)	۱۹	کا ایک خط	۴
۱۸	مؤدودی صاحب کا نسب الہین شہد دار اسلام تھا	۲۰	مسلمان رہنماؤں کی تعریف (دورودی)	۵
۱۹	نظریہ پاکستان اسلامی انقلاب کی دستہ میں بدترین کاوش ہے	۲۱	ہمارا پروگرام قرآن میں موجود ہے۔ (قائداعظم)	۶
۱۹	مسلمانوں کی کارخانہ حکومت پاکستان، غیر مسلموں کی کارخانہ	۲۲	نظریہ پاکستان اشاعت اسلام میں رکاوٹ ہے (دورودی)	۷
۱۹	حکومت سے بھی زیادہ قابل ستائش ہوگی (دورودی)	۲۳	پاکستان کا مطالبہ اسلامی نظام حیات قائم کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔	۸
۲۰	پاکستان کا مطالبہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا (قائداعظم)	۲۴	پاکستان کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا حماقت ہے (دورودی)	۹
۲۰	پاکستان کی اصلاح مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ منافقین کے لیے ہے (دورودی)	۲۵	عظیم انسان شریعت ہماری راہنما ہے (قائداعظم)	۱۰
۲۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت قائداعظم کی نظر میں	۲۶	۹۹۹ فی ہزار مسلمان حق اور باطل کی تینوں قسمیں نہیں دیکھتے	۱۱
۲۰	قرآن کریم مسلمانوں کا قانون حیات ہے (قائداعظم)	۲۷	اجتہاد سے اسلامی کام کی ترقی رکھنا بنیادی غلطی ہے (دورودی)	۱۲
۲۱	اقتدار اہل کا تصور اسلامی ریاست میں (قائداعظم)	۲۸	قرآن کریم وہ مشترکہ رشتہ ہے جس سے مسلمان بھائی بھائی بن جاتے ہیں	۱۳
۲۱	پاکستان کو دنیا کے سامنے ایک منفرد اسلامی معاشی نظام پیش کرنا ہے (قائداعظم)	۲۹	قرآن کریم (قائداعظم)	۱۴
۲۲	باب دوم - قرآن کریم	۳۰	نظریہ پاکستان کا غیر مسلموں کی کارخانہ حکومت ہمارا دورودہ ہے	۱۵
۲۲	قرآن کے لفظی ترجمے دور قرآن سے خالی ہیں (دورودی)	۳۱	مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے تیرہ سو سال قبل قرآن کریم نے	۱۶
۲۲	دعوت اور دہریم کی مثال ایسی ہے جیسے مٹی کا گورہ چٹا لیا	۳۲	فیصل کر دیا تھا (قائداعظم)	۱۷
۲۲	تو تھکا۔ ہم دعوت کی کئی کئی بار کرنے کے لیے دہریم کا اضافہ کیا گیا ہے۔ (دورودی)	۳۳	جناح صاحب سے اختلاف کا رنگ (دورودی)	۱۸
۲۳	حروف مقطعات کوئی پیستان نہ تھے (دورودی)	۳۴	مسلمانوں پر کفر قزوۃ غامضہ کی لغت (دورودی)	۱۹
۲۳		۳۵	مسلمانوں کا سوا قائداعظم نہیں اسلام اور غیر اسلام سے باری ہے۔ (دورودی)	۲۰

نمبر	عنوان	نمبر	نمبر	نمبر	عنوان
۳۱	حضرت نوحؑ میں جاہلیت کا جذبہ (موردوی)	۸	۲۳	۳	سجدہ ملائکہ سے مراد تیسرا کتبہ ہے (موردوی)
۳۱	حضرت ابراہیمؑ سے شرک کا ارتکاب (موردوی)	۹	۲۴	۵	بنی اسرائیل پر دفع طور میں ایک کیفیت تھی حقیقت تھی (موردوی)
	بعثت سے پہلے عرم انبیاء آثار کائنات سے تعلق جوتے ہیں۔ (موردوی)	۱۰	۲۴	۶	سامعون کا سکہ اٹھ روپی کی قیمت تھی حقیقت تھی (موردوی)
۳۲	رسول اللہؐ کی معرفت قریم ہیں آثار کائنات کی اس شہادت سے متعلق تھی۔ (موردوی)	۱۱	۲۴	۷	حضرت یحییٰ کا رفع الی السماء قرآن سے ثابت نہیں ہے (موردوی)
۳۲	سرور انبیاء اور انبیاء کے علوم بعثت سے پہلے کسی جوتے ہیں۔ (موردوی)	۱۲	۲۵	۸	قرآن کے لیے تفسیر کی حاجت نہیں (موردوی)
۳۲	بہا اوقات پیغمبروں تک کو نفس خیر پر کی دہل نہ کہ غطر سے پیش آئے ہیں (موردوی)	۱۳	۲۵	۹	قرآن کی تعلیم تفسیر و حدیث کے پرانے (غیر روایتیں) پر ہی چاہیے۔ (موردوی)
۳۳	حضرت موسیٰؑ سے ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا نبوت سے پہلے جب راہ جاہلیت اُن پر مکمل نہ تھی۔ (موردوی)	۱۴	۲۵	۱۰	شاہ عبدالقادر صاحب کا تیسرا قرآن (مذہب)
۳۳	حضرت موسیٰؑ ایک جگہ باز قلعہ (Misty Veil) سے تھے (موردوی)	۱۵	۲۵	۱۱	اللہ کی صفات اور اسماء میں الحاد و غلط فہمی (موردوی)
۳۳	حضرت یونسؑ سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گئی تھی، ان کی قوم کا غضب ان کی کوتاہی کی وجہ سے تھا۔ (موردوی)	۱۶	۲۶	۱۲	حکومت کے بغیر عقائد لایمینی اور بیکار ہیں (موردوی)
۳۳	حضرت داؤدؑ کے بارے میں شک میں جتنا تھے، تاریخ نے حضرت کا ادریش غلط ثابت کر دیا۔ (موردوی)	۱۷	۲۶	۱۳	مراتب انبیاء حکومت الہیہ کے قیام پر موقوف ہیں انبوت کا ششائے مقصود حکومت الہیہ کا قیام ہے (موردوی)
۳۳	انبیاء۔ لیدوں کی حقیقت میں۔ سرور انبیاء لید کی حقیقت میں۔ (موردوی)	۱۸	۲۶	۱۴	حضرت انبیاء۔ اصل انبیاء کے لازمات سے نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے باوجود وہ ہر نبی سے غلطی کرانی ہے (موردوی)
۳۳	نبی کا علم نبوت سے پہلے عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے (موردوی)	۱۹	۲۶	۱۵	انبیاء کو سزا بھی دی جاتی تھی۔ (موردوی)
۳۵	حضرت آدمؑ کو نفس کے عذاب سے روک دیا گیا۔ (موردوی)	۲۰	۲۶	۱۶	نبی کا علم نبوت سے پہلے عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے (موردوی)
۳۵	حضرت آدمؑ کو سورہ وی صاحب نے زمین اور بارش کا حق کی طرح پیش کیا ہے۔	۲۱	۲۶	۱۷	حضرت آدمؑ کو سورہ وی صاحب نے زمین اور بارش کا حق کی طرح پیش کیا ہے۔

نمبر شمار	عنوان	نمبر شمار	نمبر شمار
۲۶	عصمت اور حفاظت	۳۷	۱۲
۲۷	انبیاء سے ذرائع رسالت میں کوتاہی علم الہی کے خلاف ہے	۳۸	۱۳
۲۸	سامری کا بھڑا حق اور باطل کا جھوٹا دھما (شاہ عبدالقادر گیلانی)	۳۹	۱۴
۲۹	دین کے پیشواؤں پر طعن کرنا سامریت، غایت اور وحایت ہے۔	۴۰	۱۵
۳۰	(حضرت شاہ عبدالقادر صاحب)	۴۱	۱۶
۳۱	تاریخ انبار غیب کی تکذیب میں کسکتی (مولانا محمد تقی عثمانی)	۴۲	۱۷
۳۲	باب چہارم — خلافت راشدہ اور صحابہ کرام	۴۳	۱۸
۳۳	صحابہ کرامؓ کے انفرادی افعال اور اعمال ہمارے لیے	۴۴	۱۹
۳۴	مرتب و برہنہ نہیں ہیں۔ (موردی)	۴۵	۲۰
۳۵	صحابی کا قول و فعل حجت شرعی نہیں ہے (موردی)	۴۶	۲۱
۳۶	عمومی صحابہؓ کی سیاری سلمان بھی نہ تھے (موردی)	۴۷	۲۲
۳۷	امام ابن تیمیہ اور شاہ عبدالعزیزؒ خلافت راشدہ کے	۴۸	۲۳
۳۸	باب میں دیکھ صفائی کی حیثیت دیکھتے ہیں (موردی)	۴۹	۲۴
۳۹	حضرت عثمانؓ کی ملکیت لانے کے ذمہ دار تھے (موردی)	۵۰	۲۵
۴۰	خلافت عثمانؓ میں باجیت داخل ہو گئی تھی (موردی)	۵۱	۲۶
۴۱	حضرت مولانا عثمانؓ مل صاحب تھا تو نے حضور معلوم کو	۵۲	۲۷
۴۲	کہنا بھی اور بندہ و دیوتاؤں کے رنگ میں پیش کیا (موردی)	۵۳	۲۸
۴۳	ذیل حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بھی حضور معلوم کو کہنا بھی	۵۴	۲۹
۴۴	اور بندہ و دیوتاؤں کے رنگ میں پیش کیا (موردی)	۵۵	۳۰
۴۵	(موردی کے اقوال)	۵۶	۳۱
۴۶	حضرت انسؓ کی ثقاہت پر جاننا حقد (موردی)	۵۷	۳۲
۴۷	صحابہ کرامؓ پر چور و زانیہ سے طعن (موردی)	۵۸	۳۳
۴۸	اللہ کی اطاعت بغیر اطاعت رسولؐ کی کفر ہے۔	۵۹	۳۴
۴۹	رسول اللہ کی اطاعت بغیر اطاعت صحابہؓ کے کفر ہے۔	۶۰	۳۵
۵۰	حضرت محمدؐ و اہل بیتؑ کے اطاعت کا یہودی صاحب کا عقیدہ	۶۱	۳۶
۵۱	صحابہ کرامؓ پر طعن و راصل رسول اللہ پر طعن ہے۔	۶۲	۳۷
۵۲	(حضرت محمدؐ و اہل بیتؑ کے اطاعت کا یہودی صاحب کا عقیدہ)	۶۳	۳۸
۵۳	صحابہ کرامؓ کی مائندگی و حضرت محمدؐ و اہل بیتؑ کے اطاعت کا یہودی صاحب کا عقیدہ	۶۴	۳۹
۵۴	حضرت وحشیؒ و حضرت اویسؓ کے کفر و کفر ہے۔	۶۵	۴۰
۵۵	(محمدؐ و اہل بیتؑ کے اطاعت کا یہودی صاحب کا عقیدہ)	۶۶	۴۱
۵۶	حضرت عثمانؓ اور صحابہ کرامؓ پر طعن کرنے والا	۶۷	۴۲
۵۷	تہذیب و تمدن ہے (محمدؐ و اہل بیتؑ کے اطاعت کا یہودی صاحب کا عقیدہ)	۶۸	۴۳
۵۸	صحابہ کرامؓ کے معاملات میں گشت و گشت ہے۔	۶۹	۴۴
۵۹	(محمدؐ و اہل بیتؑ کے اطاعت کا یہودی صاحب کا عقیدہ)	۷۰	۴۵
۶۰	ملی کے ساتھ حق حکومت کیا بعد مر علیؓ کے (خلیفہ)	۷۱	۴۶
۶۱	دین کی اصل خلافت راشدہ ہے (شاہ ولی اللہ)	۷۲	۴۷
۶۲	حضرت عثمانؓ کی شان پر گستاخی کرنے والا معلوم قرآن	۷۳	۴۸
۶۳	سے محروم ہے (مولانا محمد تقی عثمانی)	۷۴	۴۹
۶۴	باب بیچم — احادیث کے متعلق	۷۵	۵۰
۶۵	احادیث سے علم الیقین حاصل نہیں ہو سکتا (موردی)	۷۶	۵۱
۶۶	احادیث پر اور روایات احادیث پر کلی اعتماد نہیں	۷۷	۵۲
۶۷	کیا جاسکتا۔ (موردی)	۷۸	۵۳
۶۸	سننک کثرت حدیث کی محنت پر لازمی دلیل نہیں ہے۔	۷۹	۵۴
۶۹	(موردی)	۸۰	۵۵
۷۰	بخاری شریف پر حملہ (موردی)	۸۱	۵۶
۷۱	سننک صحیح ترمذی پر کھنے کا یہودی نہیں ہے (موردی)	۸۲	۵۷
۷۲	اسناد رجال میں کوئی چیز جس میں غلطی کا احتمال ہو نہ ہو	۸۳	۵۸
۷۳	اسناد اور اسناد رجال پر کلی اعتماد نہیں کیا جاسکتا (موردی)	۸۴	۵۹
۷۴	قادیانی (وہ جو گروہ کے لیے یہودی صاحب کا عقیدہ)	۸۵	۶۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	باب ششم - ایمان اور عمل	۵۴	۱	جو نماز نہ پڑھے اور نہ کھائے وہ مسلمان نہیں (موردی)	۶۵
۲	حج نہ کرنے والے کو مسلمان سمجھنے والا قرآن سے جاہل ہے۔	۵۴	۲	کمال تاتاری کے لادینی قزاقوں کے خلاف ترکی میں اسلامی قانون پر حملہ، دمشق کا اصرار جماعت تھا (موردی)	۶۶
۳	جو نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو کلمہ طیبہ کا اقرار اس کے لیے بے معنی ہے۔ (موردی)	۵۴	۳	دنیا کو ایک نئے اسلام کی ضرورت ہے، پھر انانیا غیبہ و سیرہ ہو چکا ہے۔ (موردی)	۶۶
۴	ایمان میں کوتاہی سے ایمان اور اسلام ناقص نہیں ہوتا ایمان کی کوتاہی سے فسق آتا ہے کفر نہیں آتا شیخ الاسلام مدنی	۵۵	۴	فقہ کا نیا بحر، پرانی کتابیں اب دس دس دس کے لیے لکھ رہے ہیں (موردی)	۶۶
۵	احمال کو جزو ایمان قرار دینا۔	۵۵	۵	خدا کے بقا، اس زمانہ میں نام قابل اطلاق ہیں (موردی)	۶۷
۱	باب ہفتم - علماء اور مشائخ	۵۸	۶	موجودہ مسائل حل کرنے کے لیے نئی قوت ایجاد کی ضرورت ہے (موردی)	۶۸
۲	تصرف ضیاء بیگم ہے۔ (موردی)	۵۸	۷	سکت اور اجتہاد کی حقیقت (مولانا محمد قاسم)	۶۸
۳	سید احمد شہید اور احمیل شہید کی ترکیب جادوی موفیت کے جراثیم تھے۔ (موردی)	۵۹	۸	باب نهم - تقلید کے متعلق	۶۹
۴	اب تک یہ احیائے دین کے لیے مسلمانوں کو نہ گوں کے مسائل اور ان کے طریقوں سے اس طرح پرہیز کرنا نہیں	۵۹	۱	تقلید کے بارے میں (موردی)	۷۰
۵	طرح ذیابیس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرنا ہے (موردی)	۵۹	۲	اپنے بارے میں (موردی)	۷۰
۶	مشائخ کے متعین کردہ جاہلیت اور شرک میں گرفتار ہے۔ (موردی)	۶۰	۳	تقلید امور میں اللہ ہے (حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی)	۷۰
۷	صوفیاء حضرت جاہلیت و باطنیت پیلا تے رہے (موردی)	۶۰	۴	باب دهم - احکام شریعت میں قطع پرہیز	۷۱
۸	مشائخ نظام کو مقام بہت حال ہے (حضرت احمیل شہید)	۶۱	۱	مذہب کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں (موردی)	۷۱
۹	اکابرین کے سامنے ہونا کھرا دین کا چہرہ ہے۔ اس کی محبت	۶۱	۲	مذہب کی حرمت کا قرآن سے ثبوت (حضرت شیخ الحداد)	۷۲
۱۰	زہر کا قاتل ہے۔ (حضرت محمد الہی ثانی)	۶۲	۳	غبارِ فقر کے لیے شریعت میں کوئی یقین نہیں (موردی)	۷۲
۱	صلوات و امن کی تیس گزیاں لاکھ ہے اور قرآن و سنت سے کفر ہے	۶۲	۴	قرأت خلف الامام میں موردی ملکہ	۷۳
۲	فلاح تین چیزوں پر موقوف ہے۔ (حضرت محمد الہی ثانی)	۶۳	۵	اسوۃ اور بہت کا تعلق موردی کی نظر میں	۷۳
۳	باب ہشتم - اسلامی نظام کی حقیقت	۶۳	۶	محقق الزمینی (موردی)	۷۴
۴	موجودہ معاشرہ میں حدود کا تقاضا نظر ہے (موردی)	۶۳	۷	حلت اور حرمت میں موردی کا اجتہاد (موردی)	۷۴
۵			۸	سینائی غیبہ جائز ہے (موردی)	۷۵
۶			۹	حکام مستتر کا خلاف بھی موجب فسق ہے (مولانا محمد قاسم)	۷۶

نمبر	عنوان	صفحہ	نمبر	عنوان	صفحہ
	جو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملا وہ اس سے احادیث روایت کر سکتا ہے	۱۰		باب یازدہم - تفہیمات	
	منہم کہے وہ کافر و کذب کران اور ان سے اس سے	۷۷	۱	امت رسول کی فیضیت تھی (تفسیر عثمانی)	
۸۲	خارج ہے (تفسیر عثمانی)	۷۷	۲	انکس کے چار شرائط اور امت کی حرمت (تفسیر عثمانی)	
۸۳	ابو جریح امت کا نائب جنہیں ہے (تفسیر عثمانی)	۷۹	۳	مشائخ کی بیعت کا قرآن سے ثبوت	
۸۴	ہر عیدہ اور گنیمت کا فرق (تفسیر عثمانی)	۸۰	۴	قرآن کی تفسیر بھی معتبر ہے جو ان لوگوں سے ہوئی کے مطابق ہو	
۸۵	وکرانہ کی فیضیت ذکر سے بڑی چیز ہے (تفسیر عثمانی)	۸۱	۵	تفسیر عامر بن عثمان ہے (تفسیر عثمانی)	
۸۶	کرمہ کے لئے جو وہاں حضرت ابراہیمؑ کے لئے تھی	۸۲	۶	بقول کا خیال بھی پایا جاتا ہے جب اور آتا ہے	
۸۷	اس کا اثر آج تک مشورہ ہے	۷۹	۷	صحیقت اور (تفسیر عثمانی)	
	ابراہیمؑ مسودین کے امام اور اپنی ذات میں ایک	۸۰	۸	نارے سے منہ و ظلم اللہ کی یاد ہے (تفسیر عثمانی)	
۸۸	عظیم امت تھے (تفسیر عثمانی)	۸۰	۹	جنت میں مراتب کے ذکر پر وقت ہیں (تفسیر عثمانی)	
۸۹	شہید اور قربیت میں فرق (تفسیر عثمانی)	۸۰	۱۰	سارے حق اور باطل کا امتزاج ہے (تفسیر عثمانی)	
	اللہ تعالیٰ نے حدیث و آثار کے احادیث	۸۱	۱۱	جو ان کے پیشانیوں پر لکھے ہوئے ہیں وہ ساری اور خارجی ہے	
۹۰	لوہا زہم کر دیا تھا (تفسیر عثمانی)	۸۱	۱۲	صحابہ کرام کی بیعت خصوصاً ہے (تفسیر عثمانی)	
	تحت میانی کو زبان سے عاصمہ اٹھائی تھی	۸۲	۱۳	اقوم امام میں صحابہ کا ایسا اور قرآنی ہے (تفسیر عثمانی)	
۹۱	اور فضائیں رخسار سے جاتی تھی	۸۲	۱۴	خلفائے راستہ کی تعریف (تفسیر عثمانی)	
	تحت میانی میں سے شرم اور شام سے ہیں ایک اوکی	۸۳	۱۵	صحابہ کرام کی ایسا اور ایمان اور پارسیت ہے (تفسیر عثمانی)	
۹۲	راہ چھوٹوں میں فضائیں ملے کرتا تھا		۱۶	جو لوگ ذکر اللہ سے غافل ہیں ان کا شمار	
۹۳	سلمانؓ کے لئے ہوا اور عزیٰ کو سفر کر دیا تھا	۸۳		حق والوں میں نہیں (تفسیر عثمانی)	
	حضرت یونس علیہ السلام سے اجنبی اور غافل ہوئی تھی	۸۴	۱۷	حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکیزگی پر قرآن کی گواہی (تفسیر عثمانی)	

نمبر	عنوان	نمبر	نمبر	عنوان	نمبر
۹۳	مدرسہ اور خانقاہ	۴۲	۸۸	فرائض رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی تھی	
	پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ گرم کو صکرت مل جائے	۴۳		صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور غلطیوں کی حیثیت سے تہذیب اثر	۲۰
۹۴	تو عزرائیلؑ ملک میں اور قطع کرو اپنا قرابتیں		۸۸	منہجیت کا پشت تاج کا تاج نہیں بلکہ قرآن میں ہے	
۹۴	قرآن کا اصل کا نام مزدودہی کے نزدیک	۴۵	۸۹	انبیاء علیہم السلام کے دشمن مجاہدین سے جتنے ہیں	۲۱
۹۸	مزدودہی کے کا کوئی پڑا نہیں اور سید قوں کا نمبر	۴۶	۹۰	قصہ سرتو، گناہ بیادہ فیروسلطانی شافقت میں داخل نہیں ہیں	۲۲
۹۹	جو شخص صحابہؓ کی بیعت کرے اس کے لئے ہاتھ میں کپڑا نہیں	۴۷	۹۰	اپنی جان رکھی اگل میں انا و انہیں اگر نبی تکلم ہے تو غرض ہر جہاں	۲۳
	مقام بدشت چار ہیں (۱) تلاوت (۲) تزکیہ	۴۸		جو طیب نظر ہے جہاد کے لئے ظاہر میں ہلکے پر گلا اور خطیب	۲۴
۹۹	(۳) تعلیم کتاب (۴) تعلیم حکمت		۹۰	ہلکے سے بھلائی کے لئے وہ ہلکے میں ہلکے ہو گا۔	
	یاد دہی علماء تزکیہ سے روزی کی وجہ سے گرے ہو گئے تھے	۴۹		تمام انبیاء علیہم السلام پر اللہ کا حرف سے سلام تسلیم جو ان کی عظمت	۲۵
۹۹	جس پر کتابیں لہی چلی		۹۰	حکمت مسلم اور حسنہ کے دل ہے۔ (تفسیر عثمانی)	
۱۰۰	عبداللہؐ میں جو سیدہی اور سیدہی کا معاذان مرقف	۵۰	۹۱	یہاں کے تہذیب پر جہد یعنی دھواؤں کے سنی	۲۶
۱۰۴	معاذ اللہ علیہم کو ہر دو اور ہلاک کشتیوں کے تہذیب دی ہے		۵۱	حضرت علیؓ کی دعا اور یہ کہ کوہ بادشاہی کو مناسب	۲۷
	ہر ایک حیرم دونوں پہلو کے سینے میں بیٹھیں ہیں ترجمہ زیادہ	۵۲	۹۱	نہر کسی کیسے بعد	
	مہربانے ترجمہ میں ان سب باتوں کو لکھا ہے شروع اللہ کے نام		۹۱	بال پرست پتھر میں کا رہا ہے اور ہر کہ رہا کریا نہیں	۲۸
۱۰۶	ہے جو ہے حکم بان نہایت زہم والا ہے (تفسیر عثمانی)			جو لوگ قرآن کی آیات میں اٹھا کر کہتے ہیں ان کو	۲۹
	مردودہی کے جس میں تک اور اول کی رسائی نہیں ہو کر	۵۲	۹۲	فہمیل دی جاتی ہے مگر انعام آگ ہے	
۱۰۷	بصیرۃ اللہ اور اسکے نول کچھ بیان اور حکمت جہد میں نہیں ملتا		۹۲	انبیاء علیہم السلام انظر ایان کے ساتھ ہمیشہ متصف رہتے ہیں	۳۰
۱۰۷	وَلْيَسْلُوكُمْ نَارُ عَيْنِ الدَّجَالِ	۵۳	۹۲	قرآن کا موضوع توحید و رسالت ہے	۳۱
۱۰۷	وَلْيَسْلُوكُمْ نَارُ عَيْنِ الدَّجَالِ	۵۵	۹۳	کیا خدا اور کیں اسطرح کفر سے ناواقف تھے؟	۳۲

باب

نظریہ پاکستان اور قائد اعظم کی مخالفت

(۱) قائد اعظم اور اُن کے مقصدی اسلام سے جاہل میں (مودودی)

”مگر افسوس کہ ایک کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو، اور معاملات کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو، یہ لوگ مسلمان کے معنی و مفہوم اور اس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے۔ ان کی نگاہ میں مسلمان بھی ویسی ہی ایک قوم ہے جیسی دنیا میں دوسری اور قریب میں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مسکن سیاسی چال اور ہر مفید مطلب سیاسی تدبیر سے اس قوم کے مفاد کی حفاظت کر دینا ہی بس اسلامی سیاست ہے۔ حالانکہ ایسی ادنیٰ وجہ کی سیاست کو اسلامی کہنا اسلام کے لیے ازالہ حیثیت عربی سے کم نہیں۔“
(سیاسی کشمکش (۳) ص ۳۵۳)

۲ : قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ (گاندھی کے نام قائد اعظم کا ایک خط)

(قائد اعظم بنام گاندھی جی۔ اگست ۱۹۳۳ء)

”قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور تعلیمی، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعمیری، معاشی اور معاشرتی، غرضیکہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ امورِ حیات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک، اخلاق سے لے کر انسدادِ جرم تک زندگی میں جزا و سزا سے لے کر عقیقہ کی جزا و سزا تک ہر ایک فعل، قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔ لہذا جب میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہے تو حیات و مابعد حیات کے ہر عصار اور ہر مقدار کے مطابق کہتا ہوں۔“

۳ : مسلمان رہنماؤں کی تعریف (مورد دی)

”جو لوگ مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے اُٹھے ہیں ان کی زندگی میں عمدہ صلہ علیہ وسلم کی زندگی کی ادنیٰ جھلک تک نظر نہیں آتی۔ کیسے مکمل فرہنگیت ہے۔ کیسے شہر اور گاندھی کا اتباع ہے۔ کیسے جتوں اور عواموں میں سیاہ دل اور گندے اخلاق لیے ہوئے ہیں۔ زبان سے وعظ اور عمل میں بدکاریاں، ظاہر میں خدمتِ دین اور باطن میں خیانتیں، ٹھوڑیاں اور اعراضِ نفسانی کی بندگیاں۔“

(مسلمانوں کی سیاسی کشش جلد اول صفحہ ۲۸)

۴ : ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے (قائد اعظم)

(نومبر ۱۹۳۹ء، میدانِ انظر، بمبئی)

مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن پاک میں موجود ہے۔ ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں اور قرآن پر وگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی۔“

۵ : نظریہ پاکستان اشاعت اسلام میں رکاوٹ ہے۔ (مورد دی)

”پاکستانی خیل کے لوگ“ کے ہیڈنگ کے تحت لکھتے ہیں :

”اس طرح انہوں نے نہ صرف اپنے آپ کو اسلام کی دعوت کے قابل نہیں رکھا ہے بلکہ اسلام کی اشاعت کے راستے میں اتنی بڑی رکاوٹ پیدا کر دی ہے کہ اگر دوسرے مسلمان بھی یہ کام کرنا چاہیں تو غیر مسلموں کے دلوں کو اسلام کے لیے متقبل پائیں گے۔“

(سیاسی کشش (۳) صفحہ ۱۲۸)

۶ : پاکستان کا مطالبہ اسلامی نظامِ حیات قائم کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ (قائد اعظم)

”ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا متحدہ حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا۔ بلکہ ہم ایسی تجربہ نگاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزمائیں۔“ (خطابِ اسلامیہ کالج پشاور - ۱۲ جولائی ۱۹۴۸ء)

۷ : پاکستان کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا حماقت ہے۔ (مورد دی)

”اس سے زیادہ خونخوار حقیقت یہ ہے کہ نام کے مسلمان سمونے کی وجہ سے یہ لوگ کفار کی بہ نسبت بہت زیادہ

جہارت اور بے باکی کے ساتھ ایسی ہر کوشش کو پھیلے گئے اور ان کے نام اُن کے ظلم کی پردہ پوشی کے لیے کافی ہونگے۔ جب صورت معاملہ یہ ہے تو کیا وہ شخص نادان نہیں ہے جو اسلامی انقلاب کا نصب العین سامنے رکھ کر ایسی جبروتی حکومت کے قیام کی کوشش کرے جو ہر کاقرآنہ حکومت سے بڑھ چڑھ کر اُس کے مقصد کی راہ میں مانع ہوگی۔

(سیاسی کشمکش (۲)، صفحہ ۱۳۲)

۸ : عظیم الشان شریعت ہماری راہنما ہے۔ (قائد اعظم)

(قائد اعظم کی ملی گزشتہ میں تقریر ۲۰۱۹ء)

”راہنمائی کے لیے ہمارے پاس اسلام کی عظیم الشان شریعت موجود ہے۔ درختوں کا زائے، تار پکنی کا میاں اور روایتیں موجود ہیں۔ اسلام ہر شخص سے اُمید رکھتا ہے کہ وہ اپنا فرض سجالا سکتے۔“

۹ : ۹۹۹ فی ہزار مسلمان حق اور باطل کی تمیز سے نا آشنا ہیں ان کے اجتماع سے اسلامی کام کی توقع رکھنا بنیادی غلطی ہے۔ (مؤدوی)

=====

”ایک قوم کے تمام افراد کو محض اس وجہ سے کہ وہ مسلمان ہیں تحقیقی معنی میں مسلمان فرض کر لینا اور یہ اُمید رکھنا کہ ان کے اجتماع سے جو کام بھی ہوگا اسلامی اصول ہی پر ہوگا پہلی اور بنیادی غلطی ہے۔ یہ انبؤہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اُس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہو رہا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے، اس لیے یہ مسلمان ہیں نہ انہوں نے حق کو حق جان کر اسے قبول کیا ہے نہ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیا ہے، ان کی کثرتِ رائے کے باعث میں یاگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ اُمید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستے پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابلِ داد ہے۔“

(سیاسی کشمکش ۲، صفحہ ۱۳۱)

۱۰ : قرآن کریم وہ مشترک رشتہ ہے جس سے مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں۔ (قائد اعظم)

”وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی قدرت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن کریم ہے۔ جیسے یقین ہے کہ جو جن جو ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک ضلع

ایک رسوائی، ایک کتاب، ایک اقت " (خطاب مجلس مسلم لیگ کراچی ۱۹۴۲ء)

۱۱ : نظریہ پاکستان کا نتیجہ مسلمانوں کی کاملاً نہ حکومت ہوگا۔ (مودودی)

سکھ کے بعد اس طبقہ کا جائزہ لیجئے جس سے یہ برہم خود اسلامی نصب العین تک پہنچنے کی اُمید رکھتے ہیں۔ ان کی تجویز یہ ہے کہ پہلے اسی جمہوری دستور کے مطابق جو انگریزی حکومت یہاں نافذ کرنا چاہتی ہے۔ مسلم اکثریت کے مفویض میں مسلمانوں کی اپنی حکومت ہو جائے۔ پھر کوشش کی جائے گی کہ یہ قومی حکومت اسلامی نظام حکومت میں بتدریج تبدیل ہو جائے لیکن یہ ویسی ہی غلطی ہے جیسی "آزادی ہند" کو مقدم رکھنے والے حضرات کر رہے ہیں۔ ان کی تجویز پر مجھے جو اعتراضات ہیں بعینہ وہی اعتراضات ان کی تجویز پر بھی ہیں۔ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں مائیت جموں کے اصول پر خود مختار حکومت کا قیام آؤگا۔ حاکمیت رب العالمین کے قیام میں مدگار ثابت ہو سکتا ہے۔ جیسی مسلم اکثریت اس تجویز پاکستان میں ہے ویسی ہی بلکہ مددی حیثیت سے بہت زیادہ زبردست اکثریت افغانستان، ایران، عراق، ترکی اور مصر میں موجود ہے اور وہاں اس کو وہ "پاکستان" حاصل ہے جس کا یہاں مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ پھر کیا وہاں مسلمانوں کی خود مختار حکومت کسی درجہ میں بھی حکومت الہیہ کے قیام میں مدگار ہے یا ہوتی نظر آتی ہے۔ پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلمان اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الہیہ قائم ہو جائے گی ان کا گمان غلط ہے، دراصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کاملاً نہ حکومت ہوگی۔ اس کا نام حکومت الہیہ رکھنا اس کا نام کو ذیل کرنا ہے۔

(دیباچہ کشش صفحہ ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶)

۱۲ : مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے تیرہ سو سال قبل قرآن حکیم نے فیصل کر دیا تھا۔ (قائد اعظم)

"مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہوگا؟ پاکستان کا طرز حکومت تعین کرنے والا میں کون؟ یہ کام پاکستان کے رہنے والوں کا ہے، اور میرے خیال میں مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے تیرہ سو سال قبل قرآن حکیم نے فیصل کر دیا تھا۔"

(قائد اعظم کی صدیقی تقریر - جاننہر - بموقع آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن ۱۹۴۲ء)

۱۳ : جناح صاحب سے اختلاف کا رنگ (مودودی)

"ظاہر ہے کہ کوئی غیر مسلم مسٹر جناح کے ۱۲ یا ۲۴ حکمت پر ایمان تو نہیں لاسکتا۔ نہ مسلم لیگ یا مجلس احرار

یا جمعیت المسلماء کے ریڑھ پر ایسی چیز ہے جس پر کوئی ایمان لائے۔ ایمان اگر
(سیاسی کشمکش جلد ۲، صفحہ ۱۳۷)

۱۳ : مسلمانوں پر کُونُوا اَقْدَمَ دَقَّ خَاسِیْنِ — کی لعنت — (مردودی)

”مسلمانوں میں سے جو لوگ اس انقلاب کے دامن سے وابستہ ہیں ان کی زندگیاں جہاد کے سانچے میں بان کی صورت میں، ان کے لباس، ان کی بات چیت، ان کی چال و حال، ان کے آداب و اطوار، ان کے خیالات سب کچھ ہمارے سامنے اس مسلمان کا نمونہ پیش کر رہے ہیں جو اس آنے والے انقلاب میں پیدا ہوگا۔ ہم ابھی سے دیکھ رہے ہیں کہ مشرکوں کے بجائے شریعت اور رسول کے بجائے شریعتیاں ہمارے ہاں پیدا ہونے لگی ہیں گڑبازنگ کی جگہ ہاتھ جوڑ کر نئے کیا جانے لگا ہے۔ ہیٹ کی جگہ گاندھی کیپ لے رہی ہے اور یمن علماء دین کوئی نئے عجیب کریم تشبہ ترویج خانہ بطور کُونُوا اَقْدَمَ دَقَّ خَاسِیْنِ (مہربانہ ذلیل پسند) کی لعنت جو ان پر بیشتر سال پہلے نازل ہوئی تھی اب ایک ڈھ مری شکل اختیار کر رہی ہے۔“
(سیاسی کشمکش جلد ۱، صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹)

۱۵ : مسلمانوں کا سواد اعظم، شعور اسلام اور غیر اسلام سے عاری ہے۔ (مردودی)

”مسلمانوں کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کا سواد اعظم اپنی قوی تہذیب اور اس کی اقتادی خصوصیات سے ناواقف ہے حتیٰ کہ ان میں ان حدود کا شعور تک باقی نہیں رہا ہے جو اسلام کو غیر اسلام سے ممتاز کرتی ہیں۔“
(سیاسی کشمکش جلد ۱، صفحہ ۲۴)

۱۶ : مسلمان قوم اخلاقی اوصاف سے محروم ہو گئی ہے۔ (مردودی)

”مگر وہ اخلاقی اوصاف باقی نہیں جن کی بدولت یہ قومی مفاد کی حفاظت کے لیے اجتماعی کوشش کر سکیں۔ ان میں اتنی تیز بین کہ صحیح راہ کا انتخاب کر سکیں، ان میں اطاعت کا مادہ نہیں کہ کسی کو راہنما تسلیم کرنے کے بعد اس کی بات کو مانیں اور اس کی ہدایت پر چلیں، ان میں اتنا ایشاد نہیں کہ کس بڑے مقصد کے لیے اپنے ذاتی مفاد اپنی ذاتی رائے، اپنی آسائش، اپنے مال اور اپنی جان کی قربانی کسی حد تک بھی گوارا کر سکیں۔“ (سیاسی کشمکش جلد ۱، صفحہ ۲۴)

۱۷ : مسلمانوں کی حالت کشتوں کی طرح ہو گئی ہے۔ (مردودی)

”ان کا حال یہ ہو گیا ہے کہ جہاں کسی نے روٹی کے ٹکڑے اور نام نمود کے چند کھلونے پھینکے، یہ

کتوں کی طرح ان کی طرف پکھتے ہیں، اور ان کے معاوضے میں اپنے دین و ایمان، اپنے ضمیر، اپنی غیرت و شرافت اپنی قوم و ملت کے فلاح کوئی خدمت بجالانے میں ان کو پاک نہیں جوتا۔ (سیاسی کشمکش جلد ۱ صفحہ ۳۳۲)

۱۸ : مسلمان قوم میں منافقین کی ایک بڑی جماعت شامل ہے۔ (مودودی)

”ہماری قوم میں منافقین کی ایک بڑی جماعت شامل ہے اور اس کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ بجز ان اشخاص تعلیم یافتہ، صاحبِ قلم، صاحبِ زبان، صاحبِ مال و زر، صاحبِ اثر اشخاص ایسے میں جو دل سے اسلام اور اس کی تعلیمات پر یقین نہیں رکھتے، مگر نفاق اور قطعی بے ایمانی کی راہ سے مسلمانوں کی جماعت میں شریک ہیں۔ یہ اسلام سے عقیدہ اور عملاً نکل چکے ہیں۔“ (سیاسی کشمکش جلد ۱، صفحہ ۳۴۳)

۱۹ : مسلمانوں میں تین گروہ ہیں اور تینوں گمراہ ہیں۔ (مودودی)

”مسلمانوں میں زیادہ تر تین گروہ پائے جاتے ہیں۔ ایک گمراہ آزادی وطن کے لیے بے چین ہے اور کافرین کی طرف کھینچ رہا ہے یا کھینچ گیا ہے۔ دوسرا گمراہ اپنی قومی تہذیب اور اپنے قومی حقوق کی حفاظت کے لیے انگریز کی گود میں جانا چاہتا ہے اور آئندہ انقلاب کے خطرات سے بچنے کی یہی صورت مناسب سمجھتا ہے کہ سرکارِ برطانیہ کا معاون بن کر آزادی کی تحریک کو روکے۔ تیسرا گمراہ عالم حیرت میں کھڑا ہے اور خاموشی کے ساتھ واقعات کی رفتار کو دیکھ رہا ہے۔“ (سیاسی کشمکش جلد ۱ صفحہ : ۳۵۰)

۲۰ : مودودی صاحب کا نصب العین مشبہ دارالاسلام تھا۔ مودودی

”منزل مقصود کا انتہائی مقام یعنی ہندوستان کی کھیت دار الاسلام بنانا تو اتنا بلند مقام ہے کہ آجکل کا کم بہت مسلمان اس کا قصد کرنے کی جرأت اپنے اندر نہیں پاتا۔ خیر جانے دیجئے اس کو۔ اس سے فروتر درجے میں جس مقصد کے لیے ہم کو لڑنا چاہیے وہ کم سے کم یہ ہے کہ ہندوستان نہ تو بیرونی کفار کے تسلط میں رہے اور نہ اندرونی کفار کے کامل تسلط میں چلا جائے بلکہ آزاد ہو کر مشبہ دارالاسلام بن جائے۔ ہم جس چیز کو مشبہ دارالاسلام سمجھتے ہیں اور جو چیز درحقیقت اس نام سے موسوف ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان کی حکومت میں ہم محض ہندو ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے حصہ دار ہوں۔“

۲۱ : نظریہ پاکستان اسلامی انقلاب کے راستہ میں بدترین رکاوٹ ہے۔ (مودودی)

”اس سے زیادہ غرناک حقیقت یہ ہے کہ نام کے مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کفار کی بہ نسبت بہت زیادہ جسارت اور بے باکی کے ساتھ ایسی ہر کوشش کو کھیل دیں گے اور ان کے نام اُن کے ظلم کی پردہ پوشی کے لیے کافی ہونگے جب صورت معاملہ یہ ہے تو کیا وہ شخص نادان نہیں ہے جو اسلامی انقلاب کا نصب العین سامنے رکھ کر ایسی جمہوری حکومت کے قیام کی کوشش کرے جو ہر کافرانہ حکومت سے بڑھ چڑھ کر اس کے مقصد کی راہ میں حائل ہوگی۔“

(سیاسی کشمکش، ص ۱۲۳)

۲۲ : مسلمانوں کی کافرانہ حکومت (پاکستان) غیر مسلموں کی کافرانہ حکومت سے بھی زیادہ قابل لعنت ہوگی! (مودودی)

”اس موقع پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسلم لیگ کے ریڈیو لیوشن اور لیگ کے ذمہ دار لیڈروں میں سے کسی کی تقریر میں یہ بات واضح نہیں کی گئی کہ ان کا آخری مطلب نظریہ پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قائم کرنا ہے۔ برعکس اس کے ان کی طرف سے بعصرت اور بھکار جس چیز کا اظہار کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے پیش نظر ایک ایسی جمہوری حکومت ہے جس میں دوسری غیر مسلم قومیں بھی حقہ دار ہوں مگر اکثریت کے حق کی بنا پر مسلمانوں کا حق غالب ہو بالفاظ دیگر ان کو مطمئن کرنے کے لیے صرف اتنی بات کافی ہے کہ ہندو اکثریت کے تسلط سے وہ صوبے آزاد ہو جائیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ باقی رہا نظام حکومت تو وہ پاکستان میں دیسا ہی ہوگا جیسا ہندوستان میں ہوگا۔ ان کے نصب العین پر جب یہ اعتراض کیا گیا کہ مسلمانوں کی کافرانہ حکومت اسلامی نقطہ نظر سے غیر مسلموں کی کافرانہ حکومت — کے مقابلہ میں کچھ قابل ترجیح نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قابل لعنت ہے تو ذمہ دار لیڈروں میں سے تو کسی نے اس کا جواب نہیں دیا، البتہ جو لوگ پاکستانی حلقوں کی صفِ آخر میں شامل تھے ان میں اور جن کی کوئی ذمہ دارانہ حیثیت نہیں ہے انہوں نے کتنا مشرور کیا کہ مسلم اکثریت کو جب خود اختیاری حاصل ہو جائے گی تب ہم نظام حکومت بدلنے کی کوشش کریں گے۔“

(سیاسی کشمکش، ص ۱۳۰، ۱۳۱)

۲۳ : پاکستان کا مطالبہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا۔ (قائد اعظم)

”آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے مطالبے کا جذبہ محرکہ کیا تھا؟ مسلمانوں کے لیے ایک مبادلہ نہ ملکیت کی وجہ جواز کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وجہ نہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا“ (خطاب مسلم یونیورسٹی - علیگندہ - ۸ اگست ۱۹۴۴ء)

۲۴ : پاکستان کی فلاح حضورؐ کے دیئے ہوئے ضابطہ حیات میں مضمر ہے۔ (قائد اعظم)

”میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا واحد ذریعہ اس سنہری اصولوں والے ضابطہ حیات پر عمل کرنا ہے جو ہماری عظیم و جامع قانونی پیغمبر اسلامؐ نے ہمارے لیے قائم کر رکھا ہے۔ ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں چھ اسلامی اصولوں اور تفکرات پر رکھنی چاہئیں۔ اسلام کا سبق یہ ہے مملکت کے امور و مسائل کے بارے میں فیصلے باہمی بحث و تمحیر اور شعوروں سے کیا کرو۔“ (دُعا اُمّہم شوریٰ بئسہم)

(خطاب سینی جوہستان - ۱۲ فروری ۱۹۴۸ء)

۲۵ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی قائد اعظم کی نظر میں

”آج ہم یہاں دُنیا کی عظیم ترین ہستی کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ آپؐ کی عزت اور تکریم کو ہر دین عام انسان ہی نہیں کرتے بلکہ دُنیا کی تمام عظیم شخصیتیں آپؐ کے سامنے سر جھکا تی ہیں۔ میں ایک عاجز ترین و انتہائی خاکسار، بندہ ناچیز اتنی عظیم، عظیموں کی بھی عظیم ہستی کو بھلا کیا اور کیسے نذرانہ عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم مصلحت تھے۔ عظیم رہنما تھے، عظیم واضع قانون تھے، عظیم سیاست دان تھے، عظیم حکمران تھے۔“ (خطاب کراچی بار ایسوسی ایشن - ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء)

۲۶ : قرآن کریم مسلمانوں کا قانون حیات ہے۔ (قائد اعظم)

(قائد اعظم کا پیغام حبیب - ستمبر ۱۹۴۷ء)

”میرے پھیل چمکے پیغام کے بعد سے مسلمانوں میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس زیادہ سے زیادہ بڑھ رہا ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادت اور اخلاقیات تک ہی محدود نہیں، بلکہ قرآن کریم سب مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانون حیات ہے۔ یعنی مذہبی اور معاشرتی، تمدنی، تجارتی، عسکری، عدالتی اور تعزیری احکام کا

مجموعہ ہے۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کو یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان کے پاس اللہ کے کلام پاک کا ایک نسخہ ضرور ہو اور وہ اس کو بغور و غور مطالعہ کرے تاکہ یہ اس کی انفرادی و اجتماعی ہدایت کا بھی باعث ہو۔

۲۷ : اقتدار اعلیٰ کا تصور اسلامی ریاست میں — (قائد اعظم)

(ISLAMIC STATE VERSUS SECULAR STATE)

”اسلامی حکومت کے تصور کا یہ اختیار پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشتی کا مرعع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ پارلیمنٹ کی، نہ کسی شخص یا ادارے کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی و پابندی کی حدود و قیود بن سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآنی احکام و اصول کی حکومت ہے۔“

(خطاب کراچی ۱۹۴۸ء)

۲۸ : پاکستان کو دنیا کے سامنے ایک منفرد اسلامی معاشی نظام پیش کرنا ہے۔ (قائد اعظم)

”میں اشتیاق اور دل چسپی سے معلوم کرتا ہوں گا کہ آپ کی ”مجلس تحقیق“ بنگاری کے ایسے طریقے کیونکر وضع و اختیار کرتی ہے جو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات کے مطابق ہوں۔ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے ایجنل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور اکثر لوگوں کی یہ رائے ہے کہ مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے جو کہ مغرب کی وجہ سے دنیا کے سر پر منڈلا رہا ہے۔ مغربی نظام افراد انسانی کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی میدان میں آویزش اور جھپٹش دہور کرنے میں ناکام رہا ہے۔ بلکہ گزشتہ نصف صدی میں ہونے والی دو عظیم جنگوں کی ذمہ داری سراسر مغرب پر عائد ہوتی ہے۔ مغربی دنیا صنعتی قابلیت اور مشینوں کی دولت کے ذریعہ دست فرائد رکھنے کے باوجود انسانی تاریخ کے بدترین باطنی بحران میں مبتلا ہے۔ اگر ہم نے مغرب کا معاشی فظریہ اور نظام اختیار کیا تو عوام کی پرسکون خوش حالی حاصل کرنے کے اپنے نصب العین میں ہمیں کوئی مدد نہ ملے گی۔“

”اپنی تقدیر ہمیں اپنے منفرد انداز میں بنانی پڑے گی۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔ ایسا نظام پیش کر کے گویا ہم مسلمانوں کی حیثیت میں اپنا فرض انجام دیں گے۔ انسانیت کو سچے اور صحیح امن کا پیغام دیں گے کہ صرف ایسا امن ہی بنی نوع انسان کو جنگ کی ہولناکی سے بچا سکتا ہے۔ صرف ایسا امن ہی بنی نوع انسان کی خوشی اور خوشنالی کا امن و محافظ ہو سکتا ہے۔“

(خطاب میٹجنگ آف پاکستان کا افتتاح - ۵ جولائی ۱۹۴۸ء)

قرآن کریم

۱ : قرآن کے لفظی ترجمے روح قرآن سے خالی ہیں (موردی)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبدالقادر صاحب شاہ رفیع الدین صاحب حضرت شیخ الہند مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے تراجم کے بارے میں موردی صاحب فرماتے ہیں :-
 ” پہلی چیز جو ایک لفظی ترجمے کو پڑھتے وقت محسوس ہوتی ہے وہ روان عبارت، زور بیان، بلاغت زبان اور تاثیر کلام کا فقدان ہے۔ قرآن کی سطروں کے نیچے آدمی کو ایک ایسی بے جان عمارت ملتی ہے جسے پڑھ کر نہ اس کی روح وجد میں آتی ہے، نہ اس کے دماغ میں گھڑے ہوتے ہیں، نہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں، نہ اس کے جذبات میں کوئی طوفان برپا ہوتا ہے، نہ اسے محسوس ہوتا ہے کہ کوئی چیز عقل و فکر کو تسخیر کرتی ہوئی قلب پر ٹکراتی ہوئی چلی جا رہی ہے، اس طرح کا کوئی تاثر نہ رہتا ہوتا تو درکنار ترجمے کو پڑھتے وقت تو بسا اوقات آدمی یہ سوچتا رہ جاتا ہے کہ کیا واقعی یہی وہ کتاب ہے جس کی نظیر لانے کے لیے دنیا بھر کو چیلنج دیا گیا تھا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظی ترجمے کی چھلنی صرف دو اکنے خشک اجزاء ہی کو اپنے اندر سے گزرنے دیتی ہے، بری اہب کی وہ تیز و تند اسپرٹ جو قرآن کی اصل عبارت میں بھری ہوئی ہے، اس کا کوئی حصہ ترجمے میں شامل نہیں ہونے پاتا۔ وہ چھلنی کے اوپر ہی سے اڑ جاتی ہے۔“
 (تفہیم القرآن ص ۸۷)

۲ : رحمن اور رحیم کی مثال ایسی ہے جیسے سخی داتا، گور اچھا، لمبا ترنگا۔

(موردی)

اسم رحمن کی کمی کو پورا کرنے کے لیے رحیم کا اضافہ کیا گیا ہے

” انسان کا غماستہ ہے کہ جب کوئی چیز اس کی نگاہ میں بہت زیادہ ہوتی ہے تو وہ مبالغہ کے صیفوں میں اس کو

قرآن کریم

۱ : قرآن کے لفظی ترجمے روح قرآن سے خالی ہیں (موردی)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبدالقادر صاحب شاہ رفیع الدین صاحب حضرت شیخ الحدید مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے تراجم کے بارے میں موردی صاحب فرماتے ہیں :-

” پہلی چیز جو ایک لفظی ترجمے کو پڑھتے وقت محسوس ہوتی ہے وہ روان عبارت، زور بیان، بلاغت زبان اور تاثیر کلام کا فقدان ہے۔ قرآن کی سطروں کے نیچے آدمی کو ایک ایسی بے جان عمارت ملتی ہے جسے پڑھ کر نہ اس کی روح وجد میں آتی ہے، نہ اس کے دماغ میں گھڑے ہوتے ہیں، نہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں، نہ اس کے جذبات میں کوئی طوفان برپا ہوتا ہے، نہ اسے محسوس ہوتا ہے کہ کوئی چیز عقل و فکر کو تسخیر کرتی ہوئی قلب پر ٹکراتی ہوئی چلی جا رہی ہے، اس طرح کا کوئی تاثر نہ رہتا ہوتا تو درکنار ترجمے کو پڑھتے وقت تو بسا اوقات آدمی یہ سوچتا رہ جاتا ہے کہ کیا واقعی یہی وہ کتاب ہے جس کی نظیر لانے کے لیے دنیا بھر کو چیلنج دیا گیا تھا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظی ترجمے کی چھلنی صرف دو اکنے خشک اجزاء ہی کو اپنے اندر سے گزرنے دیتی ہے، بری اہب کی وہ تیز و تند اسپرٹ جو قرآن کی اصل عبارت میں بھری ہوئی ہے، اس کا کوئی حصہ ترجمے میں شامل نہیں ہونے پاتا۔ وہ چھلنی کے اوپر ہی سے اڑ جاتی ہے۔“

(تفہیم القرآن ص ۸۷)

۲ : رحمن اور رحیم کی مثال ایسی ہے جیسے سخی داتا، گور اچھا، لمبا ترنگا۔

(موردی)

اسم رحمن کی کمی کو پورا کرنے کے لیے رحیم کا اضافہ کیا گیا ہے

” انسان کا نام مست ہے کہ جب کوئی چیز اس کی نگاہ میں بہت زیادہ ہوتی ہے تو وہ مبالغہ کے صیفوں میں اس کو

بیان کرتا ہے، اور ایک مبالغہ کا لفظ بول کر وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس شے کی فراوانی کا حق ادا نہیں ہوا، تو پھر وہ اسی معنی کا اور لفظ بولتا ہے تاکہ وہ کئی پوری ہو جائے جو اس کے نزدیک مبالغہ میں رہ گئی ہے۔ اللہ کی تعریف میں رحمان کا لفظ استعمال کرنے کے بعد پھر رحیم کا اضافہ کرنے میں بھی یہی نکتہ پوشیدہ ہے۔ رحمان عربی زبان میں بڑے مبالغہ کا صیغہ ہے لیکن خدا کی رحمت اور مہربانی اپنی مخلوق پر اتنی زیادہ ہے اور اس قدر وسیع ہے، ایسی بے حد حساب ہے کہ اس کے بیان میں بڑے سے بڑا مبالغہ کا لفظ بول کر بھی کمی نہیں بھرتا۔ اس لیے اس کی فراوانی کا حق ادا کرنے کے لیے پھر رحیم کا لفظ مزید استعمال کیا گیا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ہم کسی شخص کی فیاضی کے بیان میں سخی کا لفظ بول کر جب تشنگی محسوس کرتے ہیں تو اس پر داتا کا اضافہ کرتے ہیں۔ رنگ کی تعریف میں جب ”گورے“ کو کافی نہیں پاتے تو اس پر ”چٹے“ کا لفظ اور ”سجادیتے“ میں۔ وراثتی قد کے ذکر میں جب ”لمبا“ کہنے سے قسبی نہیں ہوتی تو اس کے بعد ”ترانگا“ بھی کہتے ہیں۔

(تفہیم القرآن ۱۱، صفحہ ۴۲)

۳ : حروف مقطعات کوئی حیثیت نہ تھیں — (مودودی)

السمک تشریح میں لکھتے ہیں :-

”یہ حروف مقطعات، قرآن مجید کی بعض سورتوں کے آغاز میں پائے جاتے ہیں جس زمانے میں قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ اس دور کے اسالیب بیان میں اس طرح کے حروف مقطعات کا استعمال عام طور پر معروف تھا۔ خطیب اور شعراء دونوں اس اسلوب سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ اب بھی کلام جاہلیت کے جو نمونے محفوظ ہیں ان میں اس کی مثالیں ہمیں ملتی ہیں۔ اس استعمال عام کی وجہ سے یہ مقطعات کوئی حیثیت نہ تھے جس کو بولنے والے کے سوا کوئی نہ سمجھتا ہو بلکہ سامعین بالعموم جانتے تھے کہ ان سے کیا مراد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کے خلافت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر مخالفین میں سے کسی نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ یہ بے معنی حروف کیسے ہیں جو ہم بعض سورتوں کی ابتدا میں بولتے ہو اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام سے بھی ایسی کوئی روایت منقول نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے معنی پوچھے ہوں۔ بعد میں نیا مخطوب عربی زبان میں متروک ہوتا چلا گیا اور اس بناء پر غسرین کے لیے ان کے معنی متعین کرنا مشکل ہو گیا۔“

(تفہیم القرآن جلد ۴ صفحہ ۴۹)

۴ : سجدہ ملائکہ سے مراد تسبیح ملائکہ ہے — (مودودی)

”فَسَجَدُوا لِلْإِبْلِيسَ کی تفسیر میں سجدہ ملائکہ سے دنیا کی آئندہ زندگی میں نوع انسان کے لیے فرشتوں کا سحر ہونا مراد لیا ہے۔“

(تفہیم القرآن صفحہ ۶۵)

۵ : بنی اسرائیل پر رفع طور محض ایک کیفیت تھی، حقیقت نہ تھی۔ (مودودی)

وَرَفَعْنَا قُفُوفَكُمْ الطُّورَ كِ تفسیر میں فرماتے ہیں :-

”سہار کے دامن میں میثاق لیتے وقت ایسی غوغا کی صورت حال پیدا کر دی تھی کہ ان کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا پہاڑ ان پر آ کر گرے گا۔“ (تفہیم القرآن ص ۳۳)

نوٹ : یہی تفسیر سرسید احمد خان نے کی ہے۔

۶ : ساحروں کا سجدہ اندرونی کیفیت تھی، حقیقت نہ تھی (مودودی)

وَأَنفَعُ الشَّيْءُ لِمَا سَاجَدُونَ كِ تفسیر میں لکھتے ہیں :-

”اور جادوگروں کا یہ حال ہوا کہ گویا کسی چیز نے اندر سے انہیں سجدہ میں مگرادیا۔“ (تفہیم القرآن ص ۱۹۷)

۷ : حضرت عیسیٰ کا رفع الی السماء قرآن سے ثابت نہیں ہے۔ (مودودی)

آیت۔ مَا قَتَلُوا يُعْقِبُ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ كِ تشریح میں لکھتے ہیں :

”یہ اس معاملہ کی اصل حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے اس میں جزم و صراحت کے ساتھ جو چیز بتائی گئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ حضرت یسوع کو قتل کرنے میں یہودی کامیاب نہیں ہوئے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اب رہا یہ سوال کہ اٹھانے کی کیفیت کیا تھی تو اس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی قرآن نہ صرف اس کی تفسیر کرتا ہے کہ اللہ نے ان کو جسم و روح کے ساتھ کرم زمین سے اٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا اور نہ ہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے طبعی موت پائی اور صرف ان کی رُوح اُٹھائی گئی۔ اسی لیے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جاسکتی ہے اور نہ اثبات۔“ (تفہیم القرآن صفحہ اول ص ۱۷)

۸ : قرآن کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں۔ (مودودی)

”قرآن کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں۔ ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بہ نظر فائز مطالعہ کیا ہو اور جو طرز جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ وہ اپنے لکچروں سے انٹرمیڈیٹ میں طلباء کے اندر قرآن نفی کی مزید وسیع استعداد پیدا کر لے گا۔ پھر ل۔ اسے میں ان کو پورا قرآن اس طرح پڑھا دے گا کہ وہ عربیت میں کافی ترقی کر جائیں گے اور اسلام کی رُوح سے بھی بخوبی واقف ہو جائیں گے۔“ (حقیقات ۱۹۶۲ء، صفحہ ۳۴۳)

۹۔ قرآن کی تعلیم تفسیر و حدیث کے پُرانے ذخیروں سے نہیں ہونی چاہیے (مؤدی)

”قرآن اور سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے۔ مگر تفسیر و حدیث کے پُرانے ذخیروں سے نہیں۔ اُن کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہیے جو قرآن اور سنت کے مغز کو پانچے ہیں۔“

ذنیقات ص ۱۳۳، ترجمان القرآن ۷ جون ۱۹۳۹ء

۱۰۔ شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ قرآن

”تمام ہندوستان کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ قرآن الہامی ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب ربانی دارالعلوم دیوبند فرماتے تھے کہ اگر قرآن اردو زبان میں نازل ہوتا تو شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمے کے ٹکڑے کے ٹکڑے نازل ہوتے۔ حضرت شیخ المنہ نے شاہ صاحب کے ترجمہ کی تعریف اپنے ترجمہ کے مقدمہ میں لکھی ہے۔ شیخ المنہ نے شاہ صاحب کے ترجمہ کی جو خوبیاں اور باریکیاں بیان کی ہیں وہ قابل دید ہیں۔ حضرت شیخ المنہ نے اپنے مقدمہ میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ میں نے قرآن کا نیا ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ شاہ صاحب ہی کے ترجمہ کو دورِ حاضر کی زبان میں پیش کیا ہے تاکہ مرور زمانہ کی وجہ سے ہر الفاظ متروک ہو گئے ہیں اُن کو جہانہ بنا کر لوگ اس میں قیمت ترجمہ سے استفادہ کرنے سے اعراض نہ کرنے لگیں۔ اہل فہم پر شاہ صاحب کے ترجمہ کے حقائق و دقائق بغض نہ کھٹکتے ہیں لیکن ایک گدہ باطن کو وہ ترجمہ بے جان اور بے روح ہی معلوم ہو گا۔“ (مؤلف)

۱۱۔ اللہ کی صفات اور اسماء میں الحاد۔ (علامہ عثمانی)

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا وَذُرُّوْا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآئِهٖ
سُجَّدُوْنَ مَا کَانُوْا یُعْبَدُوْنَ۔

ترجمہ: اور اللہ کے لیے میں سب نام اچھے، سو اُس کو پکارو وہی نام کہہ کر، اور چھوڑ دو اُن کو جو کچھ راہ چلتے ہیں اس کے ناموں میں وہ بدلہ پا رہیں گے اپنے کئے کا۔ (حضرت شیخ المنہ)

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی؟ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

”غافلین کا حال ذکر کر کے مؤمنین کو متنبہ فرمایا ہے کہ تم غفلت اختیار نہ کرنا۔ غفلت دُور کرنے والی چیز خدا کی یاد ہے۔ سو تم ہمیشہ اُس کو اچھے ناموں سے پکارو اور اچھی صفات سے یاد کرو۔ جو لوگ اس کے اسماء و صفات کے بارے میں کچھ روش اختیار کرتے ہیں انہیں چھوڑ۔“ جیسا کریں گے ویسا جگائیں گے۔ خدا کے ناموں اور

مفتوں کے متعلق کچھ دوسری بات یہ ہے کہ خدا پر ایسے نام یا صفت کا اطلاق کرے جس کی شرعیعت نے اجازت نہیں دی اور جو حق تعالیٰ کی تعظیم اور جلال کے لائق نہیں۔ یا اس کے مخصوص نام اور صفت کا اطلاق غیر اللہ پر کرے یا ان کے معانی بیان کرنے میں بے اصول تاویل اور کھینچ جان کرے۔ یا ان کو معصیت (مثلاً سحر وغیرہ) کے مواقع میں استعمال کرنے لگے۔ یہ سب الحادونی الاسماء کی شکلیں ہیں۔

اسی آیت کے حاشیہ میں شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں کہ الحادیہ کہ جو صفت نہیں بتائے وہ کہے جیسے اللہ کو بڑا کہنا لمبا نہیں کہنا یا قدیم کہنا پرانا نہیں کہنا۔

۱۲ : حروف مقطعات اسرار لدنی کے بحر مواج ہیں (حضرت مجدد العالی امام ربانی)

”یہ فقیر قرآن مجید کے حروف مقطعات کی نسبت کیا لکھے۔ کیونکہ ان حروف میں سے ہر ایک حرف عاشق و معشوق کے پوشیدہ اسرار کا ایک بحر مواج ہے اور محب و محبوب کے دقیق اور باریک رازوں اور رموز کی ایک پوشیدہ رمز ہے۔“ (مکتوب ۲۶، صفحہ ۵۱، ۵۲، کتابات امام ربانی)

”یہ اسرار حروف مقطعات کے ساتھ متعلق رکھتے ہیں جو قرآن کی آیات و تشابہات میں سے ہیں جن کی تاویل علماء و محققین کو اطلاع دی ہے۔“

ہم جو الف ربیب حبیب سندا
لام مربی خلیل اللہ است
حضرت حکیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاروبار کا مبداء الف کی حقیقت ہے اور اس حقیر کے معاملہ کا مبداء بھی جمیعیت و وراثت کے طور پر یہی الف کی حقیقت ہے، لیکن حضرت حکیم اللہ کی بازگشت میم کی حقیقت کی طرف ہے۔

اور حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے کاروبار کا مبداء وہ حقیقت جو الف کی حقیقت سے ہر تر ہے اور ایسے ہی حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبداء وہی حقیقت فوقانی ہے۔“
(مکتوب ۳۲، صفحہ ۱۳، ۱۴، ۱۵، کتابات امام ربانی و فرائد)

۱۳ : تفسیر بالرائے حرام ہے

تفسیر وہی مقبول ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ بدعی و مفسرین حق نے روایت کی ہے۔ تفسیر میں اپنی رائے کا دخل نہ پائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر بالرائے کرنے والے کو جہنمی ٹھرایا ہے۔

من قال فی القرآن بغیر علم (دو فی ردایہ)
برائہ فلیمتلوا مقعدہ فی النار۔
جس نے قرآن کی تفسیر میں علم کے بغیر اپنی رائے سے کچھ بیان کیا تو اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا پائیے۔

توحید و رسالت

(۱) : حکومت کے بغیر عقائد لایعنی اور بیکار ہیں — (مردودی)

”اس کے بعد تمدن کی تفصیلی صورت جو اس بنیاد پر بنتی ہے اس کا سارا نقشہ دُنیا کے دوسرے نقشوں سے جدا ہوا ہوتا ہے۔ طہارت، لباس، خوراک، طرز زندگی، آداب و اطوار، شخص کروار، کسب معاش، صحت و دلت از دوامی زندگی، خاندانی زندگی، معاشرتی رسوم، مجلسی طریقے، انسان اور انسان کے تعلق کی مختلف شکلیں لین دین کے معاملات، دولت کی تقسیم، مملکت کا انتظام، قانون کے اصول، تفصیلی ضوابط کا اصول سے استنباط، عدالت، پولیس، احتساب، انگریزی، فینانس، امورِ نافذ (PUBLIC WORKS)، صنعت و تجارت، خبر و سانی، تعلیمات اور دوسرے محکموں کی پالیسی، نوچ کی تربیت و تنظیم، جنگ و صلح کے معاملات اس تمدن کا طور و طریق اپنی ایک مستقل شان رکھتا تھا۔ اور ہر ہر جز میں ایک واضح خطا افتاد اس کو دوسرے تمدنوں سے الگ کرتا ہے۔ اس کی ہر چیز میں اقل سے آخر تک ایک خاص نہ تعلق نظر، ایک خاص مقصد اور ایک خاص اخلاق و ذیہ کار فرما ہوتا ہے جس کا براہ راست تعلق خدا سے واحد کی حاکمیت مطلقہ اور انسان کی محکومیت، مسئولیت اور دُنیا کے سبب سے آخرت کی مقصودیت سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔“

اسی تہذیب اور تمدن کو دُنیا میں قائم کرنے کے لیے انبیاء علیہم السلام نے پہلے بھیجے گئے تھے۔
 ”راہبانی تہذیب کو مستثنیٰ کر کے ہر وہ تہذیب جو دنیا کی زندگی کے متعلق ایک جامع نظریہ اور کار و بار دُنیا کو چلانے کے لیے ایک ہمہ گیر طریقہ رکھتی ہو، قطع نظر اس سے کہ وہ جاہلیت کی تہذیب ہو یا اسلام کی طبقات بات کی طالب ہو تو یہ ہے کہ حاکمانہ اختیارات پر قبضہ کرے، زمام حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے اور زندگی کا نقشہ اپنے طرز پر بنائے۔ حکومت کے بغیر کسی ضابطہ و نظریہ کو پیش کرنا یا اس کا معتقد ہونا محض بے معنی ہے۔ راہب تو دُنیا کے معاملات کو چلانا ہی نہیں چاہتا بلکہ ایک خاص قسم کے سلسلہ سے اپنی خیالی نباتات کی منزل تک باہری باہر پہنچانے کو فکر میں لگا رہتا ہے۔ اس لیے نہ اس کو حکومت کی حاجت نہ طلب، مگر جو دُنیا کے معاملات ہی کو چلانے کا ایک خاص

ڈھنگ لے کر اٹھے اور اُسی ڈھنگ کی پیروی میں انسان کی فلاح اور نجات کا معتقد ہو، اس کے لیے تو بجز اس کے کوئی چارہ ہی نہیں کہ اقتدار کی کنبیوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ جب تک وہ اپنے نقشہ پر عمل درآمد کرنے کی طاقت حاصل نہ کر لے اس کا نقشہ واقعات کی دنیا میں قائم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کاندھ پر اور ذہنوں میں بھی زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہ سکتا۔ جس تہذیب کے ہاتھ میں زمانہ کار ہوئی ہے۔ دنیا کا سارا کاروبار اُسی کے نقشہ پر چلتا ہے، وہی علوم، افکار اور فنون و آداب کی رہنمائی کرتی ہے، وہی افغان کے سانچے بناتی ہے، وہی تعلیم و تربیت عام کا انتظام کرتی ہے۔ اسی کے قوانین پر سارا نظام تمدن مبنی ہوتا ہے اور اسی کی پالیسی ہر شعبہ زندگی میں کارفرما ہوتی ہے۔ اس طرح کی زندگی میں کہیں بھی اس تہذیب کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی جو اپنی حکومت نہ رکھتی ہو۔“

(تجدید و احیاء دین۔ اشاعت ہشتم جون ۱۹۶۳ء صفحہ ۳۱، ۳۲، ۳۳)

۲ : مراتب انبیاء و حکومت الہیہ کے قیام پر موقوف ہیں
نبوت کا مقصد و حکومت الہیہ کا قیام ہے
(موردوی)۔

”یہ دنیا کے انبیاء و علمائے اسلام کے مشن کا خستہ و پور ہے کہ حکومت الہیہ قائم کر کے اس پورے نظام زندگی کو نافذ کریں جو وہ خدا کی طرف سے لاتے تھے وہ اپنی جاہلیت کو یہ حق تو یہ کہ لیے تیار تھے کہ اگر جاہلیت اپنے جاہلی اعتقادات پر قائم رہیں اور جس حد کے اندر ان کے عمل کا اثر ان ہی کی ذات تک محدود رہتا ہے، اس میں اپنے جاہلی طریقوں پر چلتے رہیں مگر وہ انہیں یہ حق دینے کے لیے تیار نہ تھے اور فطرتاً نہ دے سکتے تھے کہ اقتدار کی دنیا ان کے ہاتھ میں رہیں اور وہ انسانی زندگی کے معاملات و کلمات کے ذریعہ سے جاہلیت کے قوانین پر چلائیں۔ اسی وجہ سے تمام انبیاء نے سیاسی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی۔ بعض کی مصلحتیں زمین تیار کرنے کی حد تک رہیں جیسے ابراہیم علیہ السلام۔ بعض نے انقلابی تحریک عملاً شروع کر دی۔ مگر حکومت الہیہ قائم کرنے سے پہلے ان کا کام ختم ہو گیا۔ جیسے حضرت مسیحؑ۔ اور بعض نے اس تحریک کو کامیابی کی منزل تک پہنچا دیا۔ جیسے حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔“

(تجدید و احیاء دین۔ اشاعت ہشتم جون ۱۹۶۳ء صفحہ ۳۴)

نوٹ : ان احکامات کو پڑھتے وقت ناظرین و اوراق مقاصد بشت کی آیت
هو اذی بعث فی الاممین الخ اور آیت استخلاف و بعد اللہ الذین آمنوا منکم
و عملوا الصالحات الخ ذہن میں رکھیں۔ (موقوف)

”لیکن ان حضرات نے شاید اس امر پر غور نہیں کیا کہ عصمت و راصل انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منصب نبوت کی ذمہ داریاں صبح طور پر استعمال کرنے کے لیے مصلحتہ خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ فرمایا ہے؛ ورنہ اگر اللہ کی حفاظت تھوڑی دیر کے لیے بھی ان سے منفعک ہو جائے تو جس طرح عام انسانوں سے بھول چوک اور غلطی ہوتی ہے اسی طرح انبیاء سے بھی ہو سکتی ہے اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر مہل سے کسی وقت اپنی حفاظت اتنا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں تاکہ لوگ انبیاء کو خدا سے تمیزیں اور جان لیں کہ یہ بھی بشر ہیں۔“

(تتمعات مہد ثانی ص ۱۱۱)

۴ : انبیاء کو سزا بھی دی جاتی تھی — (موردی)

۱۰ چہارم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقبول بارگاہ ہونے کے باوجود اور اس کی طرف سے بڑی بڑی حیرت انگیز طاقتیں پانے کے باوجود تھے تو وہ بندہ اور بشر ہی۔ الوہیت ان میں سے کسی کو حاصل نہ تھی۔ رائے اور فیصلہ کی غلطی بھی کرتے تھے، بیماریاں بھی ہوتے تھے، آزمائشوں میں بھی ڈالے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ تصور بھی ان سے ہو جاتے تھے اور انہیں سزا عکس دی جاتی تھی۔“ (ترجمان القرآن صفحہ ۱۰، مئی ۱۹۵۵ء)

۵ : نبی کا علم نبوت سے پہلے عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے۔ (ممودی)

”قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام وحی آنے سے پہلے جو علم رکھتے تھے اس کی نوعیت عام انسانی علوم سے کچھ بھی مختلف نہ تھی۔ ان کے پاس نزول وحی سے پہلے کوئی ایسا ذریعہ علم نہ ہوتا تھا جو دوسرے لوگوں کو حاصل نہ ہو، چنانچہ فرمایا: مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ الْآيَةُ (مشوری)
”تم کچھ نہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی تھی اور ایمان کیا ہوتا ہے“
وَوَحَّدَكَ مَالِكًا نَهْدِي آيَاتِهِ - ”اور اللہ نے تم کو واقع راہ پایا۔ پھر

تھیں راہ بتایا ہے

۶ : حضرت آدمؑ کو نفس کے حوالے کر دیا گیا۔ (مودودی)

”گمان کرنے کے لیے کوئی معقول وجہ موجود نہیں کہ شجر منہ کا چکھتے ہی آدم و حوا کے سر مکمل جانا اس ذنبت کی کسی خاصیت کا نتیجہ تھا۔ درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے سوا کسی اور چیز کا نتیجہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کا ستر اپنے انتظام سے ڈھانکا تھا۔ جب انہوں نے حکم کی خلاف ورزی کی تو خدا کی حفاظت ان سے ہٹا لی گئی۔ ان کا پردہ کھول دیا گیا اور انہیں خود ان کے نفس کے حوالے کر دیا گیا کہ اپنی پردہ پوشی کا انتظام خود کریں اگر اس کی ضرورت سمجھتے ہیں اور اگر ضرورت نہ سمجھیں یا اس کے لیے سہمی نہ کریں تو خدا کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ کس حال میں پھرتے ہیں۔“ (تفسیر القرآن، ص ۱۲، صفحہ ۱۲)

۷ : حضرت آدمؑ کو مودودی صاحب نے ملٹن اور مارٹن لوٹھر کی طرح پیش کیا ہے

”اللہ“ علاوہ ازیں اگر موقع محل اور سیاق و سباق کی مناسبت کو دیکھا جائے تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پوزیشن صاف کرنے کے لیے یہ قطعہ نہیں بیان کیا ہے بلکہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ وہ بشری کمزوری کیا تھی جس کا صدور ان سے ہوا اور جس کی بدولت صرف وہی نہیں بلکہ ان کی اولاد بھی اللہ تعالیٰ کی بیشک تہنیت کے باوجود اپنے دشمن کے پسندے میں پھنسی اور بھنستی جا رہی ہے۔“

”مگر اس عہد پر مستقل تقرر ہونے سے پہلے امتحان لینا ضروری سمجھا گیا تاکہ امیدوار کی صلاحیتوں کا حال معلوم ہو جائے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ اس کی کمزوریاں کیا ہیں اور خوبیاں کیا۔ چنانچہ امتحان لیا گیا اور جوابات مکمل وہ یہ تھے کہ یہ امیدوار تحریص اور اطلاع کے اثر میں آکر پھیل جاتا اطاعت کے موعوم پر مضبوطی سے قائم نہیں رہتا اور اس کے علاوہ نسیان غالب آجاتا ہے اس امتحان کے بعد آدم اور ان کی اولاد کو مستقل خلافت پر نامور کرنے کے بجائے زلزلہ خلافت دی گئی اور آزمائش کے لیے ایک مدت (اصل جس کا اختتام قیامت پر ہوگا) مقرر کر دی گئی۔ اس آزمائش کے دور میں امیدواروں کے لیے ہمیشہ کا سرکاری انتظام ختم کر دیا گیا اب اپنی تلاش کا انتظام انہیں خود کرنا ہے البتہ زمین اور اس کی مخلوقات پر ان کے اختیارات برقرار ہیں۔“ (ترجمان القرآن ص ۱۳، مئی ۱۹۵۵ء)

”دب“ اس فقرے کا دوبارہ اعادہ معنی خیز ہے۔ اوپر کے فقرے میں یہ بتایا گیا ہے کہ آدم نے توبہ کی اور اللہ نے قبول کر لی۔ اس کے معنی یہ ہونے کہ آدم اپنی نافرمانی پر عذاب کے مستحق نہ رہے۔ گناہ گاری کا جو داغ ان کے دامن پر لگ گیا تھا وہ صاف اُلا گیا۔ نہ یہ داغ ان کے دامن پر رہا اور نہ اس کی ضرورت پیش آئی

کہ معاذ اللہ! اند کو اپنا اکلوتا بیٹھ کر نوح انسانی کا کفارہ ادا کرنے کے لیے سولی پر چڑھوانا پڑتا۔ برعکس اس کے اللہ نے آدمؑ علیہ السلام کی توبہ ہی قبول کرنے پر استغناء فرمایا بلکہ اس کے بعد انھیں نبوت سے بھی سرفراز کیا تاکہ وہ اپنی نسل کو سیدھا راستہ بتا کر بائیں۔“
(تفہیم القرآن جلد ۱، ص ۵۸)

۸ : حضرت نوحؑ میں جاہلیت کا جذبہ — (مردودی)

لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں متنبہ فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اُس کو محض اس لیے اپنا سمجھنا کہ وہ تواری صلیب سے پیدا ہوا ہے محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے، تو وہ اپنے دل کے زخم سے بے پروا ہو کر اُس فکر کی طرف پلٹ آئے جو اسلام کا مقتضی ہے۔“
(تفہیم القرآن، جلد ۱، ص ۱۹۴، ۱۹۵)

۹ : حضرت ابراہیمؑ سے شرک کا ارتکاب — (مردودی)

”اس سلسلہ میں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ جب حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے مارے کو دیکھ کر کہا یہ میرا رب ہے اور جب چاند سورج کو دیکھ کر انہیں اپنا رب کہا تو کیا وہ اس وقت غائبی طور پر ہی سہی شرک میں مبتلا نہ ہو گئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طالب حق اپنی جستجو کی راہ میں سفر کرتے ہوئے بیچ کی منزلوں میں غزوہ فکر کے لیے ٹھہرتا ہے۔ اصل اعتبار ان منزلوں کا نہیں ہونا۔ بلکہ اصل اعتبار اس سمت کا ہوتا ہے جس پر وہ پیش قدمی کر رہا ہے اور اس آخری منزل کا مقام ہوتا ہے جہاں پہنچ کر وہ قیام کرتا ہے۔ بیچ کی منزلیں ہر جوئے حق کے لیے ناگزیر ہیں۔“
(تفہیم القرآن ص ۵۵۵)

نوٹ ۱: آخری جہد کی زد میں تمام انبیاء آگئے (مؤلف)

نوٹ ۲: مردودی سے ہوئے تو قرآن سے یہ آیت ہی نکلا دیں، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

Note for page No 30

مذروع کرتا ہوں انسان کی پہلی نافرمانی سے
کھانا اُس شجر ممنوعہ کا
جو لایا انسان کو اس دُنیا میں
(ملین - پیرے ڈائریکٹ)

Of man's first disobedience the eating
of that forbidden tree that brought
man unto this world,

(Milton—Paradise Lost)

۱۰ : بعثت سے پہلے علوم انبیاء آثار کائنات سے متعلق ہوتے ہیں۔ (موردی)

”سورہ انعام کی آیت فلما جن علیہ الیل را کو کب کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ یہاں ابراہیم علیہ السلام کے ابتدائی تفکر کی کیفیت بیان کی گئی ہے جو منصب نبوت پر سر فراز ہونے سے پہلے ان کے لیے حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ بنا۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ایک صحیح المعارف اور سلیم النظر انسان جس نے سراسر شرک کے ماحول میں ابھیں کھولی نہیں اور جسے توحید کی تعلیم کہیں سے حاصل نہ ہو سکتی تھی کس طرح آثار کائنات کا مشاہدہ کر کے اور ان پر غور و فکر اور ان سے صحیح استدلال کے امر حق معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔“
(تفہیم القرآن سورہ انعام ج ۱، ص ۵۵)

۱۱ : رسول اللہ کی معرفت توحید بھی آثار کائنات کی اسٹیجی سے متعلق تھی (موردی)

سورہ ہود مکر؛ کی آیت اذن کان علیٰ بیتہ من ربہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں :
”اس ارشاد سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نزول قرآن سے پہلے ایمان بالذیب کی منزل سے گزر چکے تھے جس طرح سورہ انعام میں حضرت ابراہیمؑ کے خالق بتایا گیا ہے کہ ہر نبی جو نے سے قبل آثار کائنات کے مشاہدہ سے وہ توحید کی معرفت حاصل کر چکے تھے۔ اسی طرح یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ نبی نے بھی غور و فکر سے اس حقیقت کو پایا تھا اور اس کے بعد قرآن نے اگر اس کی نہ صرف تصدیق و توثیق کی بلکہ آپ کو حقیقت کا براہ راست علم بھی عطا کر دیا۔“
(تفہیم القرآن ج ۲، ص ۳۲)

۱۲ : سرور انبیاء اور انبیاء کے علوم بعثت سے پہلے محض کسی ہوتے ہیں۔ (موردی)

”اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ وہی کے ذریعہ سے حقیقت کا براہ راست علم پانے سے پہلے انبیاء علیہم السلام مشاہدہ اور غور و فکر کی فطری قابیلیتوں کو صحیح طریقہ پر استعمال کر کے (جیسے آدب کی آیت میں بیتہ من ربہ سے تعبیر کیا گیا ہے) توحید و معاد کی حقیقتوں تک پہنچتے تھے اور ان کی رسالہ وہی نہیں کہیں ہوئی تھی۔“ (دعائی و مسائل ص ۱۵۱)

نوٹ : پیر رگزانؒ اور علامہ انصاریؒ (مؤلف) (مؤلف) آثار کائنات اور تخلیق کائنات میں فرق ہے (مؤلف)

Note: (a) Science is an approach to truth through observation and experimentation of آثار کائنات

(b) Philosophy is an approach to truth through meditation and speculation of آثار کائنات

۱۳ : بسا اوقات پیغمبروں تک کو نفس شریک دہن کی خطرے میں آتے ہیں (مردودی)

”اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریک دہن کی خطرے میں آتے ہیں، چنانچہ واؤد علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو ایک موقع پر تنبیہ کی گئی ہے کہ :

(صودا ص ۶) ”ہو اے نفس کی پیروی نہ کرنا ورنہ یہ تیس اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی“

(تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۱ طبع مجم)

۱۴ : حضرت موسیٰؑ سے ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا
نبوت سے پہلے جب راہ ہدایت ان پر کھلی تھی (مردودی)

”نبی ہونے سے پہلے تو کسی نبی کو وہ صحت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰؑ سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا تھا، چنانچہ جب فرعون نے ان کو اس فعل پر عتاب کی تو انہوں نے بھرے دبا میں اس بات کا اقرار کیا۔
یعنی یہ فعل کچھ ہے اس وقت مرزد ہوا جب راہ ہدایت مجدد پر نہ کھلی تھی“

(رسائل و مسائل مطبوعہ بار دوم ۱۹۵۶ء) و (ترجمان القرآن ص ۱۱، جن، جولائی تا اکتوبر ۱۹۴۲ء)

۱۵ : حضرت موسیٰؑ — ایک جلد باز فاتح — A HASTY VICTOR (مردودی)

آیت : عَجَلْتُ أَمْرَكَ رَبِّ لِرَحْمَتِكَ حَتَّىٰ تَصْلَحَ لِي الْأَرْضُ وَالْبَنَاءُ (مردودی)
”ان کی مثال اس جلد باز فاتح کی سی ہے جو اپنے اقتدار کا استحکام کئے بغیر مارچ کرنا ہوا چلا جائے اور پیچھے جھگڑ کی آگ کی طرح مضموعہ علاقہ میں بغاوت پھیل جائے“

(رسالہ ترجمان القرآن، جلد ۲۹، عدد ۱۱ ص ۱۱)

نوٹ : آثارِ بلائیات اور حکومت الشریعۃ والذین میں مت فرق ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اس کائنات کے اصول و کلیات پر مطلع کیا گیا۔ مردودی نے آثارِ کائنات کو بنیاد کی جولانہ بتایا ہے حالانکہ آثارِ کائنات تو پہلا قدم ہے۔ سیکس حریت تحقیقات آثار سے سب سے پہلے گزرتے ہیں ان کے بعد تعلیمات اضافیہ، تعلیمات منافیہ اور خیرین ذاتیہ سے واسطہ پڑتا ہے۔ پھر تعلیمات ذاتیہ انبیاء کی سرور میں اور غیر انبیاء کی سرور میں واقع ہوتی ہے۔ فلاسفوں اور سائنسدانوں کی جولانہ، صرف — علوم کی جولانہ — بھی ہیں آثار ہیں۔

۱۶ : حضرت یونسؑ سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گئی تھی

ان کی قوم کا عذاب ان کی کوتاہیوں کی وجہ سے ظہور (مودودی)

”ہم قرآن کے ارشادات اور صحیفہ یونسؑ کی تفصیلات پر غور کرنے سے اتنی بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ حضرت یونسؑ سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں اور غالباً انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا اس لیے جب آثار عذاب دیکھ کر آشوریوں نے قہر استغفار کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ پس جب نبی اور اسے رسالت میں کوتاہی کرے گا اور اللہ کے مقرر کردہ وقت سے پہلے بطور خود اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو اللہ تعالیٰ کے انصاف نے اس قوم کو عذاب دینا گوارا نہ کیا۔ کیونکہ اس پر اتمامِ حجت کی تقاضی شرائط پوری نہیں ہوئی تھیں۔“ (تفہیم القرآن جلد ۲، سورہ یونس، حاشیہ ص ۳۱۴)

۱۷ : حضورؐ دجال کے بارے میں شک میں مبتلا تھے

تایخ نے حضورؐ کا اندیشہ غلط ثابت کر دیا (مودودی)

”دجال کے متعلق جتنی احادیث نبیؐ سے مروی ہیں ان کے معنوں پر مجموعی نظر ڈالنے سے یہ بات صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضورؐ کو اللہ کی طرف سے اس معاملہ میں جو علم ملا تھا وہ صرف اس حد تک تھا کہ بڑا دجال ظہور ہونے والا ہے اس کی یہ اور یہ صفات ہوں گی اور وہ ان خصوصیات کا حامل ہوگا، لیکن یہ آپؐ کو نہیں بتایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہوگا۔ کہاں ظاہر ہوگا اور یہ کہ وہ آیا آپؐ کے عہد میں یہ ابھریکا ہے یا آپؐ کے بعد کسی بعد زمانہ میں پیدا ہونے والا ہے۔ ان امور سے متعلق جو مختلف باتیں حضورؐ سے احادیث میں منقول ہیں۔ وہ دراصل آپؐ کی قیاسات میں جن کے بارے میں آپؐ خود شک میں تھے۔ یہ تردد اول تو خود ظاہر کرتا ہے کہ یہ باتیں آپؐ نے علم وحی کی بناء پر نہیں فرمائی تھیں بلکہ اپنے گمان کے مطابق فرمائی تھیں۔ اور آپؐ کا گمان وہ چیز نہیں جس کے صحیح نہ ثابت ہونے سے آپؐ کی نبوت پر کوئی حرج آتا ہو۔ حضورؐ کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپؐ کے عہد میں ظاہر ہو جائے یا آپؐ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو، لیکن کیا سارے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضورؐ کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا۔“ (ترجمان القرآن فردی ۱۹۶۶ء)

۱۸ : انبیاء لیڈروں کی حیثیت میں سرورِ انبیاءؐ لیڈر کی حیثیت میں (مودودی)

دو، ”اسلامی تحریک کے تمام لیڈروں میں ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ تنہا لیڈر ہیں جن کی زندگی میں ہم کو

اس تحریک کی ابتدائی دعوت سے لے کر اسلامی اسٹیٹ کے قیام تک اور پھر قیام کے بعد اس اسٹیٹ کی شکل و دستور داخلی و خارجی پالیسی اور نظم و حکومت کے پہنچنے تک ایک ایک مرحلہ اور ایک ایک پہلو کی پوری تفصیلات اور نہایت مستند تفصیلات ملتی ہیں۔

(ج) "اس دوران میں تحریک کے لیڈر نے اپنی شخصی زندگی سے اپنی تحریک کے اصول کا اور ہر اس چیز کا جس کے لیے یہ تحریک اٹھی تھی پورا پورا مظاہرہ کیا۔"

(ج) "مگر جس لیڈر کو اللہ نے رہنمائی کے لیے مقرر کیا تھا اُس نے دنیا کے اور خود اپنے ملک کے اُن بہت سے مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کی طرف توجہ بھی نہ دی بلکہ دعوت اس چیز کی طرف دی کہ خدا کے سوا تمام الٰہوں کو چھوڑ دو۔ اور صرف اسی ایک الٰہ کی بندگی قبول کرو۔" (اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے ص ۲۴۰-۲۴۱)

۱۹ : رسول خدا کے علاوہ کوئی انسان معیار حق نہیں ہے (مودودی)

یعنی انبیا بھی معیار حق نہیں ہیں (مؤلف)

"رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائیے کسی کو متعبد سے بالاتر نہ سمجھیے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بتائے ہوئے اسی معیار کا مل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اسی درجہ میں رکھتے۔" (دستور جماعت اسلامی پاکستان ص ۱)

۲۰ : اس امت میں کوئی مجددِ کامل پیدا نہیں ہوا (مودودی)

یعنی ختمِ نبوت پر اعتراض ہے (مؤلف)

"تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجددِ کامل پیدا نہیں ہوا۔ قریب تھا کہ عمر ابن عبد العزیز اس منصب پر فائز ہو جاتے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔"

(تجدیدِ احیائے دین - اشاعتِ ہشتم جون ۶۲ء صفحہ ۱۱۴)

یعنی نوٹ : سید المرسلین کی امت اور کالمین سے خالی ؛ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ختمِ نبوت کر کے اس امت پر ظلم کیا گیا کہ کالمین سے محروم کر دیا گیا اور یہ امت گمراہی میں پڑ گئی حالانکہ پچھلی امتوں میں پے در پے انبیاء اُن کی ہدایت کے لیے اُٹھائے گئے۔ پس یہ کہنا کہ اس امت میں کوئی کامل نہیں ہوا۔ دراصل ختمِ نبوت پر اعتراض ہے اور بارگاہِ اہدیت کی شان میں گستاخی ہے (مؤلف)

اس تحریک کی ابتدائی دعوت سے لے کر اسلامی اسٹیٹ کے قیام تک اور پھر قیام کے بعد اس اسٹیٹ کی شکل و دستور داخلی و خارجی پالیسی اور نظم و حکومت کے پہنچنے تک ایک ایک مرحلہ اور ایک ایک پہلو کی پوری تفصیلات اور نہایت مستند تفصیلات ملتی ہیں۔

(ج) "اس دوران میں تحریک کے لیڈر نے اپنی شخصی زندگی سے اپنی تحریک کے اصول کا اور ہر اس چیز کا جس کے لیے یہ تحریک اٹھی تھی پورا پورا مظاہرہ کیا۔"

(ج) "مگر جس لیڈر کو اللہ نے رہنمائی کے لیے مقرر کیا تھا اُس نے دنیا کے اور خود اپنے ملک کے اُن بہت سے مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کی طرف توجہ بھی نہ دی بلکہ دعوت اس چیز کی طرف دی کہ خدا کے سوا تمام الٰہوں کو چھوڑ دو۔ اور صرف اسی ایک الٰہ کی بندگی قبول کرو۔" (اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے ص ۲۴۰-۲۴۱)

۱۹ : رسول خدا کے علاوہ کوئی انسان معیار حق نہیں ہے (مودودی)

یعنی انبیا بھی معیار حق نہیں ہیں (مؤلف)

"رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائیے کسی کو متفہم سے بالاتر نہ سمجھیے۔ کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ ہر ایک کو خدا کے بتائے ہوئے اسی معیار کا مل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اسی درجہ میں رکھتے۔" (دستور جماعت اسلامی پاکستان ص ۱)

۲۰ : اس امت میں کوئی مجددِ کامل پیدا نہیں ہوا (مودودی)

یعنی ختم نبوت پر اعتراض ہے (مؤلف)

"تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجددِ کامل پیدا نہیں ہوا۔ قریب تھا کہ عمر ابن عبد العزیز اس منصب پر فائز ہو جاتے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔"

(تجدیدِ احیائے دین - اشاعتِ ہشتم جون ۶۲ء صفحہ ۱۱۴)

یعنی نوٹ : سید المرسلین کی امت اور کالمین سے خالی ؛ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ختم نبوت کر کے اس امت پر ظلم کیا گیا کہ کالمین سے محروم کر دیا گیا اور یہ امت گمراہی میں پڑ گئی حالانکہ پچھلی امتوں میں پے در پے انبیاء اُن کی ہدایت کے لیے اُٹھائے گئے۔ پس یہ کہنا کہ اس امت میں کوئی کامل نہیں ہوا۔ دراصل ختم نبوت پر اعتراض ہے اور بارگاہِ امدیت کی شان میں گستاخی ہے (مؤلف)

۲۱: عصمتِ انبیاء کی تشریح

مولانا محمد قاسم صاحب فرماتے ہیں :

”اطاعت اور فرمانبرداری اور تبعاداری اس کو کہتے ہیں کہ اللہ کی مرضی کے موافق کام کیا جائے۔ جس طرح باطنیان دنیا اپنی مرضی ہر شخص سے بیان نہیں کرتے بلکہ مقررانِ بارگاہ کے ذریعے دوسروں کو مطلع کر دیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے اس شان بے نیازی پر کب مرزا وار ہے کہ وہ ہر کسی سے کتا پھرے کہ اس کام کو کرنا چاہیے اور اس کام کو نہیں کرنا چاہیے۔ وہ بھی اپنے مقررانِ خاص کے ذریعہ اور دل کو اپنی رضا اور غیر رضا سے مطلع کرے گا۔ ہم ان مقررانِ بارگاہ کو جو اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی اطلاع اوروں کو کرتے ہیں پیغمبرِ نبی اور رسول کہتے ہیں۔“

”وجہ تسمیہ خود ظاہر ہے، لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ کوئی کسی کا مقرب جب ہی ہو سکتا ہے جبکہ اس کی موافقی ہو۔ جو لوگ مخالف مزاج ہوتے ہیں قرب و منزلت اُن کو میسر نہیں آ سکتا، چنانچہ ظاہر ہے مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص یوسف ثانی ہو اور حسن نہیں لائق ہو، پر اس کی ایک آنکھ کافی ہو تو اس ایک آنکھ کا نقصان تمام چہرہ کو بہ نما اور نازیبا کر دیتا ہے، ایسے ہی اگر ایک بات بھی کسی میں دوسروں کے مخالف مزاج ہو تو ان کی ادغریاں بھی ہوتی نہ ہوتی برابر ہو جائیں گی۔ مریض ایک عیب بھی کسی میں ہوتا ہے تو پھر عجبیت اور موافقت طبیعت و رضا متصور نہیں ہوا تئیدِ مقرب ہو۔ اس لئے یہ بھی ضرور ہے کہ انبیاء اور مرسل مرزا یا اطاعت ہوں اور ایک بات بھی ان میں خلاف مرضی خداوندی نہ ہو، اسی وجہ سے ہم انبیاء کو معصوم کہتے ہیں اور معصوم کہنے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ ان میں گناہ و خاوندِ عالم کا مادہ اور سامان ہی نہیں؛ کیونکہ جب اُن میں کوئی کھسٹ بُری ہی نہیں تو پھر اُن سے بُرے افعال کا صادر ہونا بھی ممکن نہیں اس لیے کہ افعالِ امتیازی تابع صفات ہوتے ہیں۔ اگر مخالفت ہوتی ہے تو داد و دہش کی فوج آتی ہے اور اگر بخل ہوتا ہے تو کوڑی کوڑی جمع کی جاتی ہے۔ شجاعت میں معرکہ آرائی اور بزدلی میں پسپائی ظہور میں آتی ہے۔ ہاں یہ بات ممکن ہے کہ بوجہ سہو یا غلط فہمی جو گناہ بگاہ بڑے بڑے عاقلوں کو بھی پیش آ جاتی ہے اور سوائے خداوندِ عظیم و خیر اور کوئی اس سے منزه نہیں کسی مخالف مرضی کام ہو جائے یا وجہ غفلت و محبت مطاع ہی مخالفت، مرضی کچھ جائیں اور اس وجہ سے بظاہر خلاف مرضی کام ہو جائے تو ہو جائے یا وجہ غفلت و محبت مطاع ہی مخالفت، کی فوج آ جائے مگر اس کو گناہ نہیں کہتے۔ گناہ کے لیے یہ ضرور ہے کہ خدا مخالفت کی جائے۔ مجبور چوک کو لغزش کہتے ہیں گناہ نہیں کہتے۔ یہی وجہ ہے کہ مرتبہ عذیر کہہ کر کہتے ہیں کہ میں مجبور کیا گیا یا میں سمجھا نہ تھا۔ اگر مجبور چوک بھی گناہ ہی نہ ہو اگر تا تو یہ عذر اور اُلٹا اقرار غلط ہو اگر تا عذر نہ ہو اگر تا۔ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ افعالِ تابع صفات میں تو اب دو باتیں قابلِ لحاظ باقی رہیں۔ ایک اخلاق یعنی صفاتِ اصلیہ دوسرے عقل و فہم۔ اخلاق کی ضرورت تو ہمیں سے ظاہر

ہے کہ افعال جن کا کرنا نہ کرنا عبادت و اطاعت اور فرائض و عبادت میں مطلوب ہوتا ہے ان کا جملہ بڑا ہونا اخلاق کی بھلائی پر موقوف ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل میں پہلی اور بڑی اخلاق و صفات ہی ہوتی ہیں اور عقل و فہم کی ضرورت اس لیے ہے کہ اخلاق کے مرتبے میں موقع بے موقع دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ افعال میں بوجہ بے موقع ہو جانے کے کوئی خرابی نہ آجائے۔ دیکھئے منادات اہم چیز ہے، لیکن موقع میں صرف ہونا پھر بھی شرط ہے اگر مساکین اور مستحقین کو دیا جائے تو نبھاؤ نہ رہند میوں اور بھڑوؤں کو دنیا شراب خوروں اور بھنگ نوشوں کو عطا کرنا کون نہیں جانتا کہ اور برائیوں کا سامان ہے وجہ اس کی بھڑاس کے اور کیا ہے کہ بے موقع صرف ہونا بالجمہ افعال ہر جہ تابع صفات ہیں مگر موقع اور بے موقع کا پہچانا بجز عقل سلیم اور فہم مستقیم ہرگز متصور نہیں۔ اس لیے ضرور ہے کہ انبیاء میں عقل کامل اور اخلاق حمیدہ ہوں۔ ظاہر ہے کہ جب اخلاق حمیدہ ہوں گے تو محبت بھی ضرور ہوگی، بیکہ نہ فطرت حسنہ کی بناء محبت ہی پر ہے اور جب موقع اور محل کا لحاظ ہے اور عقل کامل موجود ہے تو پھر خدا سے بڑھ کر اور کون سا موقع سزاوار محبت ہوگا مگر خدا کے ساتھ محبت ہوگی تو پھر عزم اطاعت و فرائض و عبادت بھی ضرور ہوگا جس کا انجام یہی نکلے گا کہ ارادہ نافرمانی کی گنجائش ہی نہیں اور ظاہر ہے کہ اسی کو معصومیت کہتے ہیں۔

(مباحثہ شاہجہان پور۔ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۸۵ تا ۱۹۰)

۲۲ : عصمت اور حفاظت

”حضرت اسماعیل شہیدؑ نے عصمت کی مندرجہ ذیل تقسیم کی ہے۔

۱) عصمت مطلقہ، ظاہرہ و دائمہ : عصمت مطلقہ سے مراد یہ ہے کہ اقوال، اعمال، افعال، علوم گویا زندگی کے ہر شعبہ میں عصمت حاصل ہو۔ عصمت ظاہرہ سے مراد یہ ہے کہ بدابستہ شریعت میں اس کا ثبوت ہو۔ عصمت دائمہ سے مراد یہ ہے کہ پیدائش سے لے کر موت تک عصمت حاصل ہو۔

۲) عصمت مقیدہ، خفیہ، حادثہ : مقیدہ سے مراد یہ ہے کہ جس منصب کے فرائض اس شخص کے سپرد ہوئے ہیں ان میں غلطی واقع نہ ہو۔ خفیہ سے مراد یہ ہے کہ عصمت ظاہرہ کی طرح بدابستہ شریعت میں ثبوت مہیا نہ ہو۔ عصمت حادثہ سے مراد یہ ہے کہ قرب الہی حاصل ہونے کے بعد یہ صفت اس میں پائی جانے لگے۔ عصمت کی پہلی قسم یعنی عصمت مطلقہ ظاہرہ دائمہ صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسری قسم یعنی عصمت مقیدہ خفیہ عاشرہ منبروں کے سوا دوسرے انسانوں میں بھی پائی جاسکتی ہے۔ فرق مراتب کی وجہ سے اس کو حفاظت کہتے ہیں۔ اس اصول پر خلافت راشدہ، ائمہ شریعت و طریقت اور بڑے بڑے اولیاء کرام کے معاملات کو سمجھنا چاہیے۔ موردی چونکہ متاخر اور معارف باطنی سے ناواقف اور محروم ہے اس لیے وہ عصمت اور

مخالفت کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس حقیقت کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو کمالات و ولایت کے ساتھ ساتھ نبوت کے بھی عاملین ہوں۔

علم حق در علم صوفی گم شود ای سخن کے باد سے مردم شود
مولوی ہرگز نہ شد مولا سے دوم تا غلام شمس تبریزی نہ شد
قال را بگذارد و مرد صالحی شو پیش مردم کاٹے پامال شد

۲۳ : انبیاء سے فرائض رسالت میں کوتاہی علم الہی کے خلاف ہے
عبودیت اور عصمت انبیاء کے مخصوص کمالات ہیں

شیخ النبی فرماتے ہیں : عالم الغیب فلا یظهر علی غیبہم احدا الا من اراد ان یرسل
رسول فامنه یستلک من بین یدیه ومن خلفہ رصدا لعلہ ان یتدابلوا ورسالات
ربہم و احاط بما لدیہم و احصى کل شیء مددا۔

خلاصہ معنوں آتے یہ ہے کہ حق تعالیٰ عالم الغیب اپنے پیغمبروں کے سوا کسی پر ظاہر نہیں فرماتا اور اپنے
رسول کی مخالفت و حمایت سب طرف سے کرتا ہے تاکہ رسولوں کا احکام الہی کی تبلیغ کرنا محقق ہو جائے اور کوئی فتور
قصور تبلیغ وحی میں نہ آوے اور اللہ کا علم و قدرت رسولوں کے احوال اور تمام اشیاء کو محیط ہے کوئی امر اس کے
علم و قدرت سے خارج نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ احکام بذریعہ وحی خاص انبیاء پر نازل ہوتے ہیں اور بغیر
ارضیٰ سے یہ بھی سمجھ میں آ گیا کہ حضرات انبیاء کرام کے تمام ملکات و علم و اعمال اخلاق و احوال پسندیدہ جناب بارئ
اکمل و اعلیٰ ہوتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ وحی الہی اور اس کی تبلیغ کا ہر طرح سے ایہ انتظام و محافظت نام منجاب
اللہ ہوتا ہے کہ کسی نقصان و غفل کا اس میں امکان محال ہے نہ یہ ہو سکتا ہے کہ شیطان کے کسی قسم کے دخل کو وہاں تک
رسائی ہو نہ یہ ممکن ہے کہ حضرات انبیاء سے اس کے فہم مطلب میں غلطی اور اس کی تبلیغ میں کسی قسم کی کوتاہی یا بخل
چوک ہو جائے۔

اسی کے ساتھ یہ ہوتا ہے کہ منجملہ کمالات، گونا گوں عبودیت و عصمت و کمال عظیم الشان انبیاء عظیم السلام
کو خاص طور سے عطا ہوتے ہیں۔

عبودیت کا خلاصہ تو یہ ہے کہ اپنے تمام کمالات کو محض انعام و عطائے خداوندی اور اپنے آپ کو تمام کمالات
و فیرو میں اسی کا محتاج اور دست نگر سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے اتباع احکام الہی میں ایسے چست اور اس کی رضا

میں اس قدر محو اور چلاک کہ ہر ایک امر خداوندی کے سبب لانے کو جان و دل سے تیار اور ہر ایک مخالفت امر سے متغیر اور بیزار بجز اطاعت و فرمانبرداری نہ راحت کا خیال نہ تکلیفات شاقہ کا فکر و حلال نہ عزت سے سروکار نہ کسی کی ایذا و سانی کا دل پر بار۔

اور حصص کا محصل یہ ہے کہ انبیاء عظیم السلام کے اقوال و افعال و عبادات و معاملات حالات و عبادات و معاملات و ملکات جو سر تا پا پسندیدہ اور برگزیدہ اور حق سبحانہ کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں بنیابت و حمایت الہی وہ سب دخل شیطانی اور عوارض نفسانی سے معصوم و محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ ان کے کسی قول و فعل وغیرہ میں دوسرے احتمال کی گنجائش نہیں ہو سکتی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کی تعلیم قوی فعلی وغیرہ سب قابل قبول اور واجب الانضباط ہیں اور ان کے کسی قول یا فعل یا عبادات یا معاملات سے انحراف موجب خسار و ایرین ہے۔ (مقالات شیخ الحداد)

۲۴ : سامری کا بکچرِ حقیقی اور باطل کا مجموعہ تھا

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں :

”سونا تھا کافروں کا مال یا ہٹا غریب سے، اس میں مٹی پڑی برکت کی پاک و ناپاک یعنی حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح کی روح اور آواز اس میں ہو گئی۔ ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہیے۔ ایسی چیزیں بہت خطرناک ہوتی ہیں اسی سے بت پرستی بڑھتی ہے۔“ (تفسیر موضح القرآن - سورہ طہ - آیت ۹۹)

۲۵ : دین کے پیشواؤں پہ طعن کرنا سامیت، خارجیت اور قبائلیت ہے

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں :

”دنیا میں سامری کو یہ سزا ملی کہ وہ لشکر بنی اسرائیل سے باہر الگ رہتا تھا۔ اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے دونوں کو تپ چڑھتی، اس مارے لوگوں کو دُور دُور کرتا اور ایک دوسرے سے کہ فطرت نہ ہوگا۔ شاید مذاہبِ کثرت ہے اور شاید وصال کا نکلنا۔ وہ بھی یہودیوں سامری کے فتنہ کی تکمیل کرے گا۔ جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تھے ایک شخص نے کہا انصاف سے، فرمایا اس کی جنس کے لوگ نکلیں گے۔ وہ اٹھے خارجی کر گئے اپنے پیشواؤں پر امتزاج کرنے جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے۔“ (تفسیر موضح القرآن - سورہ طہ - آیت ۹۹)

۲۶ : تاریخ انجیل غیب کی کذیب نہیں کر سکتی

”ہَمَّا وَمَا يُنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ صاف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور کا کلام خدا ہی کا کلام ہے خاص کر ایسی بات جو منجملہ انجیل غیب ہے (ہدیۃ المشیعہ از مولانا محمد قاسم صاحب)

خلافتِ راشدہ اور صحابہ کرامؓ

=====

۱ : صحابہ کرامؓ کے انفرادی افعال اور اعمال ہمارے لئے مرجع و رہبر نہیں ہے (مودودی)

=====

” اس معاملہ میں جب ہم سب سے پہلے کتاب اللہ کی جانب رجوع کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کسی مقام پر بھی صحابہ کرامؓ کے انفرادی افعال اور اعمال کو ہمارے لیے مستقل اسوہ اور مرجع قرار نہیں دیا گیا۔“
(ترجمان القرآن نومبر ۶۳ء)

۲ : صحابی کا قول و فعل حجت شرعی نہیں ہے (مودودی)

=====

یہ روایت بالعموم اس طرح بیان کی جاتی ہے :

” (میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی اقتداء کر دگے راستہ پاؤ گے)

اگرچہ اصول فقہ کی کتابوں میں اس روایت کا جابجا ذکر کیا جاتا ہے، لیکن میرے علم میں کوئی ایک اصولی یا فقہی بھی ایسا نہیں ہے جس نے اس روایت سے صحابی کے قول و فعل کو مطلقاً حجت ثابت کرنے کی کوشش کی ہو۔“
(اپنا ترجمان القرآن نومبر ۶۳ء)

۳ : عمومی صحابہؓ معیاری مسلمان بھی نہ تھے (مودودی)

=====

” حقیقت یہ ہے کہ عامی لوگ نہ بھی عہد نبویؐ میں معیاری مسلمان تھے اور نہ اس کے بعد کسی ان کو معیاری مسلمان سمجھنا کا فخر حاصل ہوا۔ معیاری مسلمان تو اس زمانہ میں بھی وہی تھے اور اب بھی وہی ہیں جو قرآن اور حدیث کے علوم پر نظر رکھتے ہوں اور جن کی رنگ دہیٹھنے میں قرآن کا علم ادنیٰ اگر تم کی حیات طیبہ کا نمونہ سراپت کر گیا ہو۔ باقی سب عوام تو اس وقت بھی

ان معاری مسلمانوں کے پیرو تھے اور آج بھی ہیں ۵۴ تقیہات جلد اول سنہ ۲۹۰۰ ترجمان القرآن جوفی ۲۰۲۲

۴ : امام ابن تیمیہؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ خلافت راشدہ کے
باب میں وکیل صفائی کی حیثیت رکھتے ہیں (مودودی)

۵۴ یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کی العواصم من العواصم امام ابن تیمیہؒ کی منہاج السنۃ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تحفۃ اثناعشریہ پر انحصار کیوں نہ کیا۔ میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدہ مند ہوں اور یہ بات میرے حاشیہ خیال میں بھی کہیں نہیں آئی کہ یہ لوگ اپنی دیانت اور صحت تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتماد نہیں، لیکن جس وجہ سے اس مسئلہ میں میں نے ان پر انحصار کرنے کے بجائے براہ راست اصل مآخذ سے تحقیق کرنے اور اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا وہ یہ ہے کہ ان تینوں حضرات نے دراصل اپنی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیان واقعات کے لیے نہیں بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور ان کے احاطہ و تقریط کے رد میں لکھی ہیں جن کی وجہ سے عملاً ان کی حیثیت وکیل صفائی کی سی ہو گئی ہے اور دلائل خواہ الزام کی ہو یا صفائی کی اس کی عین فطرت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی اس مواد کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے اس کا معتد بہ مضبوط ہوتا ہو اور اس مواد کو نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اس کا مقدمہ کمزور ہو جائے ۵۵

(خلافت و ملکیت - صفحہ ۳۲۱)

۵ : حضرت عثمانؓ ملکیت لانے کے ذمہ دار تھے (مودودی)

۵۵ " لیکن ان کے بعد جب حضرت عثمانؓ بن عفان شین ہوئے تو دفنہ و دفنہ وہ اس پالیسی سے بچنے چلے گئے انھوں نے پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کئے اور ان کے ساتھ و دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں بدعت اعتراض بن کر رہیں ۵۶

نوٹ : القیدی فی یحییٰ و الذکب فی یحییٰ یعنی سچ میں نجات ہے اور جھوٹ میں تباہی، واقعی اس بے پروا سامان کے پاس اس قسم کا سامان کچھ نہ تھا پر ایک تحفہ اثناعشریہ تھا اور جب تحفہ تھا تو جاننے والے جانتے ہیں کہ سب کچھ تھا۔ کافی بے تن کو تری اک نظر ہی اور کہیں نہ کسی ایک تحفہ ہی بہت ہے کیونکہ خزانہ تحفہ خزانۃ اللہ فی العالمین خاتم العبدین والمفسرین عہدۃ النکالین ذبۃ المناظرین مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے نام کے سنی توہید پرانے ہیں (ہدیۃ الشیعہ از مولانا محمد قاسم صاحب)

” حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو معزول کر کے انہوں نے کوفہ کی گورنری پر اپنے ماں جانے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مقرر کیا اور اس کے بعد یہ منصب اپنے ایک عزیز سعید بن حاص کو دیا۔ حضرت موسیٰ اشعریؓ کو بصرہ کی گورنری سے معزول کر کے اپنے ماموں زاذبھائی عبد اللہ بن عامر کو ان کی جگہ مامور کیا۔ حضرت عمر بن العاصؓ کو مصر کی گورنری سے ہٹا کر اپنے رفقاء بھائی عبد اللہ بن ابی مرہب کو مقرر کیا۔“ (خلافت و ملوکیت ص ۶۷)

” بعض معززات اہماء الرجال کی کتابیں کھول کر دیکھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں فلاں راویوں کو آئندہ رجال نے مجروح قرار دیا ہے اور فلاں راوی جس وقت کا واقعہ بیان کرتا ہے اس وقت تو وہ کچھ تھا یا پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ اس طرح وہ تاریخی روایات پر تنقید حدیث کے اصول استعمال کرتے ہیں اور اس بناء پر ان کو رد کرتے ہیں کہ فلاں واقعہ سند کے بغیر کہا گیا ہے اور فلاں روایت کی سند میں انقطاع ہے۔“

(خلافت و ملوکیت ص ۶۸)

۹ : خلافت عثمانؓ میں جاہلیت داخل ہو گئی تھی (موردی)

” مگر ایک طرف حکومت اسلامی کی تیز رفتار وسعت کی وجہ سے کام روز بروز زیادہ سخت ہوتا جا رہا تھا اور دوسری طرف حضرت عثمانؓ جن پر اس کا عظیم بار رکھا گیا تھا ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں۔ اس لیے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی کے اندر گھس آنے کا موقع مل گیا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنا سر دے کر اس خطرے کا راستہ دوکنے کی کوشش کی مگر وہ نہ رکا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے اسلام کے سیاسی اقتدار کو جاہلیت کے تسلط سے بچانے کی انتہائی کوشش کی، مگر ان کی جان کی قربانی بھی اس انقلاب معکوس (COUNTER-REVOLUTION) کو نہ روک سکی آخر کار خلافت علی مہدیہ القیوۃ کا دور ختم ہو گیا۔ ملک عفو (TYRANT KINGDOM) نے اس کی جگہ لی، اور اس طرح حکومت کی اساس اسلام کے بجائے پھر جاہلیت پر قائم ہو گئی۔“

” حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد جاہلیت نے مرض سرطان کی طرح اجتماعی زندگی میں اپنے دیشے بستہ بیج پھیلانے شروع کر دیئے۔ کیونکہ اقتدار کی کبھی اب اسلام کے بجائے اس کے ہاتھ میں تھی اور اسلام زور و حکومت سے محروم ہونے کے بعد اس کی نفوذ و اثر کو بڑھنے سے نہ روک سکتا تھا۔“

۷ : حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کنہیاجی اور ہندو دیوتاؤں کے رنگ میں پیش کیا (نغوذ باللہ)

۸ : ذیل حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کنہیاجی اور ہندو دیوتاؤں کے رنگ میں پیش کیا (نغوذ باللہ) - (موردی کے الزامات)

۹ : حضرت انسؓ کی ثقاہت پر جابلانہ حملہ -

مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیے :

”جو حدیثیں ہم نے اہل اہل میں نقل کی ہیں ان میں کان یطوف، یا کان میدور، طاقت کے الفاظ آئے ہیں ان سب الفاظ کا لفظی ترجمہ چکر لگاتا، یا پھر ”نا“ ہے اور ان سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام بیویوں کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ویسے آپ کا عام معمول تو یہ تھا کہ ایک ایک رات ایک ایک بیوی کے پاس بسر فرماتے، مگر احياناً ایسی بھی ہو جایا کرتا تھا کہ ایک ہی رات میں سب کے ہاں ہوتے تھے۔ راوی جس بات کا معنی مشابہ ہے وہ صرف یہی ہے کہ آپ ہر ایک کے ہاں گئے سب بیویوں کے ہاں جلنے سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ لامحالہ سب کے ساتھ ہم بستری بھی کی جائے۔ یہ راوی کا اپنا قیاس ہے جب تشریف لے گئے تو ہر ایک کے ساتھ مباشرت بھی کی ہوگی۔ راوی حضرت انسؓ ہیں اور ان کی عمر کو دیکھتے ہوئے ان کا ایسا قیاس کرنا کچھ زیادہ قابل تہیب نہیں معلوم ہوتا۔ وہ جب حضورؐ کی ملازمت میں داخل ہوئے ہیں تو ان کی عمر صرف دس سال کی تھی اور آپؐ کی وفات کے وقت وہ بیس سال کے تھے۔ اتنے کم عمر نوجوان کا قیاس ایسے معاملات میں چنداں لائق اعتبار نہیں ہو سکتا۔ نوجوان بڑے جب کسی شوہر کو بیوی کے پاس جانے دیکھتے ہیں تو ان کا ذہن خواہ مخواہ مباشرت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے وہ اس بات کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ ایک سن رسیدہ آدمی کا تعلق اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت ہی کا تعلق نہیں ہوتا۔ یہی وہ بات جو حضرت انسؓ نے فرمائی ہے کہ آپ کو تیس یا چالیس مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی تو وہ نہ حضورؐ کا کوئی قول ہے نہ کوئی مستند بات، حضرت انسؓ خود فرماتے ہیں کہ ہم آپؐ میں ایسا کما کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس وقت نوجوان تھے اور اپنے ہم عمر دوستوں ہی میں اس قسم کی گفتگو کرتے ہوں گے۔ محمدؐ غفوان شباب میں عموماً لوگ رجولیت کی ناپائی کو خاص اہمیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پھر حضرت انسؓ تو اس زمانہ کی عربی موسیقی کے ایک نوجوان تھے جس میں رجولیت کی زیادتی انسانیت کا ایک قابل فخر جوہر سمجھی جاتی تھی۔ انہوں نے اپنے محبوب آتیا میں جس کی غیر معمولی شخصیت سے وہ بے حد محو رہتے تھے اس فخر کے قابل چیز کا ادا کیا تو یہ بالکل ایک امر فطری ہے۔ بڑے آدمیوں کے ساتھ

ہمیشہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ جو لوگ ان کی غیر معمولی شخصیتوں سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں وہ ان کی ذات میں فوق البشری طاقتوں کے اعتقاد پر جاتے ہیں مگر ایسے معتقدات اس قابل نہیں ہوتے کہ ان کو حجت بنا کر ان پر استدلال کی جائے گمراہی کی بجائے "حضرت انس رضی اللہ عنہ تو صرف اسی قدر کہنا کہ حضور کو ۳۰ یا ۴۰ مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی۔ اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر بعض دوسری روایتوں میں جن کو ابو نعیم اور احمد اور نسائی اور حاکم نے نقل کیا ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ چالیس مرد جن کی قوت حضور کو عنایت کی گئی تھی دنیا کے نہیں بلکہ جنت کے مرد ہیں اور جنت کے ہر مرد کو دنیا کے سو مردوں کے برابر قوت حاصل ہوگی اس طرح چالیس کو سو سے ضرب دے کر حساب لگایا کہ حضور میں چار ہزار مردوں کی قوت تھی۔ یہ سب باہمی خوش عقیدگی پر مبنی ہیں اور ایسے لوگوں نے کہی ہیں جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکمت سے کمال درجہ متاثر ہو کر آپ کے اندر ایسی تمام فوق البشری طاقتوں کا اعتقاد رکھتے تھے جن کو نیک نیتی کے ساتھ وہ فخر کے قابل سمجھتے تھے انہی باتوں کو ہمارے زمانہ کے ایک فاضل بزرگ نے جن کے علم و فضل اور تقویٰ کا پورا احترام ہمارے دل میں ہے اپنے ایک مضمون میں نقل کر دیا اور استدلال کی عمارت اس طرح قائم کی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۴ ہزار مردوں کی طاقت رکھتے تھے اور اس طرح ۱۶ ہزار بیویاں رکھ سکتے تھے۔ مگر آپ نے صرف گیارہ بیویوں پر قناعت فرمائی۔ یہ بات اگرچہ حسن عقیدت کے رنگ میں کہی گئی تھی، لیکن ایسی بات خواہ کسی کے قلم سے اور کسی نیت سے نکلے ہر حال ہم یہ کہنے سے باز ہیں رہ سکتے کہ اللہ کے نبی کی قوت باہ کا حساب لگانا مذاقِ معلم پر بھی بار ہے کجا کہ اس کو دشمنانِ اسلام اور مشکلیں اور مذہبِ جن کے مقابلہ میں محبت کے طور پر لایا جائے اور ان کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کنیا جی اور ہندو دیوتاؤں کے رنگ میں پیش کر کے یہ امید کی جائے کہ اس قسم کی باتوں سے ان کے دلوں میں ذرا ایمان پیدا ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرتِ ازواج پر مخالفین کے اعتراضات کی تردید بہت سے قوی دلائل سے ہو سکتی تھی۔ ان سب کو چھوڑ کر یہ طرز استدلال اختیار کرنا یقیناً افسوسناک ہے۔ خصوصاً ایسے زمانے میں جبکہ علماء کے دشمن ذرا اسی لغزشوں پر بات چیت کا تیغ نکالتے ہیں اور علماء سے گزر کر خود علومِ دینی پر حملے کرنے لگتے ہیں۔"

(تقیہات طبع چہارم اجد نظر ثانی ۱۹۴۷ء ص ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳)

نوٹ ۱: فاضل بزرگ سے مراد مکیم الامت حضرت سرہن اشرف ملتانویؒ کی ذات گرامی ہے۔ علاوہ اس میں حضرت مسند شیر احمد عثمانیؒ نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ سرورِ احزاب آیت نمبر ۵۰ کی تفسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر جو کہ اس فقرہ نوٹ میں لکھا گیا ہے اس سے ایک مسلمان کا دل غفلت و رشوت سے سرشار ہو جاتا ہے۔ اس میں معتزین نے لیے ایک دندانِ شکن جواب ہے۔ مگر انرس کہ ایک گور باطن کو اس طرز میں کنیا جی اور ہندو دیوتاؤں کا رنگ معلوم ہوتا ہے۔

۱۰ : صحابہ کرامؓ پر چور دروازہ سے طعن — (مردودی)

ان سب سے عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ رضوان اللہ علیہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جاتے تھے۔ ابن مسعودؓ نے سنا کہ ابو ہریرہؓ و ترکہ مذبذبی نہیں سمجھتے تھے زمانے گئے۔ ابو ہریرہؓ جھوٹے ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے ایک موقع پر انسؓ اور ابو سعید خدریؓ کے متعلق فرمایا کہ وہ حدیث رسول اللہ کو کیسا جانیں وہ تو اس زمانہ میں پتے تھے۔

حضرت حسنؓ لائی سے ایک مرتبہ شاہد مشہود کے معنی پر پچھے گئے انہوں نے اسکی تفسیر بیان کی، عمر بن الخطابؓ نے ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ ایسا اور ایسے کہتے ہیں۔ فرمایا دونوں جھوٹے ہیں۔

حضرت علیؓ نے ایک موقع پر بغیرہ بن شعبہؓ کو جھوٹا قرار دیا۔ عبادہ بن صامت نے ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے مسعود بن اوس انصاریؓ پر جھوٹ کا الزام لگا دیا حالانکہ وہ بدری صحابہ میں سے ہیں۔

(تغیبات طبع چہارم بعد نظر ثانی ص ۲۹۴)

- ۱۱ : اللہ کی اطاعت بغیر اطاعت رسولؐ کفر ہے — (حضرت مجدد الف ثانیؒ)
- ۱۲ : رسول اللہؐ کی اطاعت بغیر اطاعت صحابہؓ باطل ہے — (حضرت مجدد الف ثانیؒ)
- ۱۳ : صحابہؓ پر طعن در اصل رسول اللہؐ پر طعن ہے — (حضرت مجدد الف ثانیؒ)
- ۱۴ : جس نے صحابہؓ کی تعظیم نہیں کی وہ مفسد و پر ایمان نہیں لایا — (حضرت مجدد الف ثانیؒ)

”تمت فرقوں میں سے ہر ایک شریعت کی تابعداری کا دعویٰ ہے اور اپنی نجات کا دعویٰ کرتا ہے۔ علیؓ جذبہ ایسا لَذِیہٖمْ فِیْ حُدُوْثِ۔ ان کے حال کے شامل ہے۔ لیکن وہ دلیل جو پیغمبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان فرقوں میں سے ایک فرقہ ناجیہ کی تمیز کے لیے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے : اَتَذِیْنَتْهُمْ مَا اَنَا عَلَیْہِمْ وَاَصْحَابِیْ یعنی وہ ایک فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں جو اس طریق پر ہیں جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں۔ اصحابؓ کا ذکر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے کال ہونے کے باوجود اس مقام میں ایسی واسطے ہر گز ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ میرا طریق میں اصحابؓ کا طریق ہے اور نجات کا راستہ صرف ان کے طریق کے اتباع سے وابستہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا : مَنْ یُّطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ پس رسولؐ کی اطاعت میں حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اور ان کی مخالفت بعینہ حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے جن

کے انکار کی جہتی اختلاف میں ڈال دیتی ہے اور اتفاق سے باہر نکال دیتی ہے بلکہ قائل کا انکار اس کے اقوال کے انکار تک پہنچا دیتا ہے اور نیز شریعت کے پہچانے والے سب اصحاب ہی ہیں جیسے کہ ذکر ہو چکا ہے کیونکہ سب کے سب اصحاب عادل تھے۔ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ شریعت ہم تک پہنچائی ہے اور ایسے ہی قرآن بھی ہر ایک سے کچھ نہ کچھ لے کر جمع کیا گیا ہے پس بعض کا انکار کرنا گویا اس کی تبلیغ سے بھی انکار کرنا ہے۔ پس تمام شریعت کا انکار منکر کے مادہ میں ثابت ہے پھر کس طرح نجات اور خلاصی کی امید ہے۔

امام شافعیؒ نے فرمایا ہے۔ تِلْكَ وَمَا ظَهَرَ اللَّهُ عَنْهَا آيِدُنَا فَلَسَطُ هَرَّ عَنْهَا أَلَسْتِنَا۔ یہ ایسے غول ہیں جن سے ہمارے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک رکھا پس اپنی زبانوں کو ہم پاک رکھتے۔
 (مکتوبہ ۵۰ دفتر اول مکتوبات امام زہبیؒ)

۱۵: صحابہ کرامؓ ستاروں کی مانند ہیں (حذیث مجہد والف ثانی)

اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں (الحدیث)

”بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابؓ کو ستاروں کی مانند فرمایا: رَوَى الْجَعْفَرِيُّ عَنْهُمْ يَوْمَئِذٍ ذُرِّيَّةٌ اور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں اور اہل بیت کو کشتی نوح کی طرح۔ اس میں اشارہ ہے کہ کشتی کے سوار کیسے ستاروں کو نظر رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جائے اور ستاروں کی رعایت کے بغیر نجات بالکل محال ہے۔ اور اس بات کو اچھی طرح معلوم کریں کہ بعض کا انکار کرنا سب کے انکار کو مستلزم ہے کیونکہ حضرت خیر البشرؐ کی محبت کی فضیلت میں سب صحابہؓ مشترک ہیں اور محبت کی فضیلت تمام فضیلتوں اور کمالوں سے بڑھ کر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اویس قرنیؓ جو تمام تابعین میں سے اچھا ہے ایک نئی صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچا ہے۔ پس محبت کی فضیلت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی ہوگی۔ اُن کا ایمان محبت اور نزول وحی کی برکت سے شہودی ہو گیا تھا اور صحابہؓ کے بعد کسی کو اس درجہ کا ایمان نصیب نہیں ہوا اور اعمال دنیا پر مترتب ہوتے ہیں اور اُن کا عمل ایمان کے کمال کے موافق ہے۔“

”اور جو کچھ ان کے درمیان لڑائی جھگڑے واقع ہوئے ہیں سب بہتر مکتبوں اور نیک گمانوں پر محمول ہیں۔ وہ حرص و ہوا اور جہالت سے نہ تھے بلکہ وہ اجتہاد کی رُوس تھے اور اگر اُن میں سے کسی نے اجتہاد میں خطا کی ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک خطا کار کے لیے بھی ایک وجہ ہے۔ اور یہی افراط و تفریط کے درمیان سیدھا راستہ ہے جس کو اہلسنت و جماعت نے اختیار کیا ہے اور یہی ہموار والا اور سیدھا راستہ ہے۔“ (مکتوبہ ۵۱۔ دفتر اول)

۱۶ : حضرت وحشی حضرت اویس قرنیؓ سے کئی درجہ افضل ہے

”صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ حاصل کر لیتے تھے کہ امت کے اولیاء کو نہایت النہایت میں بھی اس کمال سے نفوذِ اساعتد بشکل حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی ہوا جبکہ اسلام میں ایک ہی مرتبہ سیدہ اقولین و آخرین کی صحبت سے مشرف ہوا، اویس قرنیؓ سے جو خیر السابین ہے افضل ہے۔ جو کچھ وحشی کو حضورؐ کی پہلی ہی صحبت میں حاصل ہوا۔ اویس قرنیؓ کو وہ خصوصیت انتہا میں بھی میسر نہ ہوئی۔ اسی واسطے سب زمانوں میں سے بہتر زمانہ اصحابؓ کا ہے اور تشکر کے لفظ نے دوسروں کو پیچھے ڈال دیا اور درجہ کے بعد کی طرف اشارہ کیا۔

ایک شخص نے عبد اللہ بن مبارکؓ سے پوچھا کہ معاویہؓ افضل ہے یا عمر بن عبد العزیزؓ تو اس نے جواب دیا کہ وہ غبارِ جو حضورؐ کے ساتھ جہاد میں معاویہؓ کے ٹھوڑے کے ناک میں داخل ہوا وہ عمر بن عبد العزیزؓ سے کئی درجہ بہتر ہے۔“ (مکتوب ۶۶ - دفتر اول مکتوبات امام ربانیؒ)

۱۷ : حضرت عثمانؓ اور صحابہ کرامؓ پر طعن کرنے والا زندقہ و طغی ہے (بجہد الف ثانی)

اگر حضرت عثمانؓ مطعون ہیں تو قرآن بھی مطعون ہے (بجہد الف ثانی)

”یقینی طور پر نفوذِ ذہان میں کہ زندقہ اور طغی کی صحبت کا فساد کا فرق کی صحبت کے فساد سے زیادہ تر ہے اور تمام گمراہ فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبرؐ کے اصحابؓ کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام نکال رکھتا ہے۔ لِيَغِيْظَ بِمُصْحٰرِ الْكُفٰرَاتِ۔ قرآن اور شریعت کی تبلیغ اصحابؓ ہی نے کی ہے اور اگر ان پر طعن لگائیں تو قرآن اور شریعت پر طعن آتا ہے۔ قرآن کو حضرت عثمانؓ نے جمع کیا ہے۔ اگر حضرت عثمانؓ مطعون ہیں تو قرآن مجید بھی مطعون ہے۔ حق تعالیٰ ان زندقوں کے ایسے بُرے اعتقاد سے بچائے۔ منافقت اور جھگڑے جو اصحاب کرامؓ و رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان واقع ہوئے ہیں نفسانی خواہشات پر محمول نہیں ہیں۔ کیونکہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ان کے نفسوں کا تزکیہ ہو چکا تھا اور نامہ دین آزاد ہو چکا تھا۔ اس قدر جانتا ہوں کہ حضرت امیرؓ اس بارہ میں حق پر تھے اور ان کے مخالف خطا پر لیکن یہ خطا اجتہادی ہے جو فسق کی حد تک نہیں پہنچاتی بلکہ اس قسم کی خطا میں ملامت کی بھی مجال نہیں کیونکہ ایسی خطا کرنے والے کو بھی ایک درجہ قراب کا حاصل ہے۔“ (مکتوب ۵۲ دفتر اول - مکتوبات امام ربانیؒ)

۱۸ : صحابہ کرام کے معاملات میں گفتگو فضول ہے (مجدد الف ثانی)

” لیکن اصحاب کا زمانہ سب سے بہتر ہے۔ اس کی نسبت گفتگو کرنا فضول ہے۔ سابق سابق ہی میں اور بہت فہم میں مقرب ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ دوسروں کا پہاڑ جتنا سونا خرچ کرنا ان کے ایک بند جو خرچ کرنے کے برابر ہیں ہے۔“
 وَاللّٰهُ يَخْفِضُ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ (مکتوب ۲۰۹، صفحہ ۲۲۷، دفتر اول مکتوبات امام باقرؑ)

۱۹ : علی کے ساتھ حق گھوم گیا جبر علی گھومے (الحديث)

” پس حق نام ہی اس چیز کا ہے جو اس شخص کے سینے میں چمک اٹھے جس کا مطلب یہی ہے کہ حق کا وہ تابع نہیں ہوتا بلکہ حق اس کا تابع ہوتا ہے بخود حدیث میں بھی دیکھو کہ یہ نہیں کہا گیا کہ وہ حق کے ساتھ گھومتا ہے بلکہ فرمایا گیا ہے کہ حق ہی اس کے ساتھ گھومتا ہے۔“

واس الحق مع علی حیث داس — علی کے ساتھ حق گھوم گیا جبر علی گھومے (الحديث)
 (عبقات صفحہ ۳۹۲ - حضرت اسماعیل شہید)

۲۰ : دین کی اصل خلافت راشدہ ہے (شاد ولی اللہ صاحب)

جو شخص اس صل کو لڑتا ہے وہ فی الحقیقت تمام علوم دینیہ کو ملاتا ہے

” کہتا ہے فقیر میر ولی اللہ معنی خدا کہ اس زمانے میں بدعت تلبیس آشکار ہو گئی ہے اور عام لوگوں کے دل ای شہادت سے متاثر ہو گئے ہیں اور اس ملک کے اکثر لوگ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلافت کے ثبوت میں شک کرنے لگے ہیں، لہذا توفیق الہی کی روشنی نے اس بندہ ضعیف کے دل میں ایک علم پیدا کیا جس سے یقین کے ساتھ معلوم ہوا کہ خلافت ان بزرگوں کی ایک اصل ہے اصل دین سے۔ جب تک لوگ اس اصل کو مضبوط نہ پکڑیں گے کوئی مسئلہ مسائل شریعت سے مضبوط نہ ہوگا؛ کیونکہ اکثر احکام جو قرآن عظیم میں مذکور ہیں مجمل ہیں بغیر تفسیر سلف صالح کے ان احکام کا حل نہیں ہو سکتا اور اکثر حدیثیں خبر واحد میں شرح کی محتاج ہیں بغیر اس کے کہ سلف کی ایک جماعت ان کو روایت کئے اور مجتہدین ان سے استنباط کریں قابل تمسک نہیں ہو سکتیں اور نہ بدوی ان بزرگوں کی روشنی کے متعارض حدیثوں میں تطبیق کی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح تمام فنون و ذیلیات علم قرأت و تفسیر و عقائد و سلوک کے بغیر اقوال ان بزرگوں کے کسی اصل پر قائم نہیں رہ سکتے اور سلف صالحین نے ان امور میں خلفائے راشدین ہی کی پیروی کی ہے اور ان کے دامن کو مضبوط پکڑا ہے۔ قرآن کا جمع ہونا اور قرأت شاذہ سے قرأت متواترہ کا امتیازہ یا ناظرہ یا غیریہ

جی کی کوشش پر مبنی ہے اور عمدہ قضاء کے فرائض اور حدود اور احکام فقہ وغیرہ ان ہی خلفاء کی تحقیق پر مشتمل ہیں۔ لہذا ہر شخص اس اصل کے توڑنے کی کوشش کرتا ہے وہی الحقیقت تمام فنون و ہنر کو مٹانا چاہتا ہے اور نیز دای علم سے، معلوم ہوا کہ تبرا السنوت والاوقاف تبارک و تعالیٰ نے جس طرح اذل الازال میں شریعت کی تمام باتوں کو پہلے کلام نفسی کے مرتبہ میں مبین و مقرر کیا تو اسی مرتبہ کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے (ترجمہ) مبینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک باریک جوتہ ہے کتاب اللہ میں جس دن اُس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔ ان (بارہ مبینوں) میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں (یعنی ان میں غول ریزی وغیرہ کی ممانعت نہایت شدید ہے) اُس کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کبھی اجمالاً اور کبھی تفصیلاً نازل کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی صراحتاً اور کبھی اشارۃً ان تمام شرائع کو بیان فرمادیا یہاں تک کہ جو مقصود حق تعالیٰ کا تھا ظاہر ہو گیا اور اللہ کی محبت قائم ہو گئی اور ان تمام باتوں پر اعتقاد لانے اور عمل کرنے کے لیے بندوں کا تکلف ہونا واضح ہو گیا۔ اسی طرح خلفائے راشدین کی خلافت پہلے کلام نفسی میں مقرر ہوئی اور قرآن عظیم میں اجمالاً نازل ہوئی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کبھی بطور رؤیا یعنی خواب کے اور کبھی صحابہ کے خوابوں کی تعبیر میں بطور فراست کے اس اجمال کی تفصیل ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً اور اشارۃً اسی شریعتِ علم (یعنی حقیقتِ خلفائے راشدین) کی خبر دے دی یہاں تک کہ ان بزرگوں کی خلافت پر اعتقاد لانے اور عمل کرنے کے لیے بندوں کا تکلف ہونا محقق ہو گیا اور امر و خلافت سے پردہ اٹھ گیا اور قرن اول کے لوگوں (یعنی صحابہؓ) نے اسی کی منشا پر جان و دل سے عمل کیا۔

(اذالۃ النفع جلد اول و بیاض - سبب تالیف، ص ۱۰۱)

۲۱۔ حضرت عثمانؓ کی شان میں گستاخی کرنے والا علوم قرآن سے محروم ہے (مولانا محمد تاج محمد حسنؒ)

جو شاگرد استاد کی نوا میں گستاخ ہوتا ہے عادت الہیوں جاری ہے کہ علم سے بہرہ ور نہیں ہوتا۔ وجہ اس کی شاید یہ ہو کہ شکر پر وعدہ مزید نعمت ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے لَنْ يَشْكُرُوْكُمْ لَا تَزِيْدُكُمْ شُكْرًا۔ یعنی اگر شکر کرو گے تو البتہ ہم اور زیادہ دیں گے۔ تو اس صورت میں مبادات عقل کفران پر نوال نعمت مستغرق ہونا چاہیے۔ اور حدیث میں ہے۔ من بعدکم الناس یعنی جو کوئی آدمیوں کا شکر نہ کرے گا وہ اللہ کا بھی شکر نہ کرے گا، اور ظاہر ہے کہ ہر سید منعم حقیقی خداوند کریم ہے پر دولتِ علم بواسطہ استاد ہی حاصل ہوتی ہے اور نعمتِ علمی کلام اللہ کے استاد و حضرات صحابہؓ میں جی میں سے خلیفہ اول اور ثالث کو تو بوجہ تالیف مصنف مجازی کہنے کو بجا ہے پھر ایسے گستاخوں کو (مردود دی و امثالہا) یہ نعمتِ علمی عطا ہر تو کیونکر؟

باب (۵)

احادیث کے متعلق

۱ : احادیث سے علم البصیر حاصل نہیں ہو سکتا (مودودی)

”مجروح احادیث پر ایسی کسی چیز کی بناء نہیں رکھی جاسکتی جسے مدد کفر و ایمان قرار دیا جائے۔ احادیث چستہ انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچی آئی ہیں جس سے حد سے مدد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے نہ علم البصیر“
(ترجمان القرآن مارچ اپریل، مئی، جون ۱۹۳۵ء)

۲ : احادیث پر اور راویان احادیث پر کئی اعتماد نہیں کیا جاسکتا (مودودی)

”کتابتہ ان پر اعتماد کرنا کہاں درست ہے بہر حال تھے تو انسان ہی۔ انسانی علم کی جو حدیں فطرۃ اللہ نے مقرر کر رکھی ان سے آگے تو وہ نہیں جاسکتے انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے، اس سے تو ان کے کام محفوظ نہ تھے۔“

(تفہیمات جلد اول ص ۲۱۹)

۳ : سند کی صحت حدیث کی صحت پر لازمی دلیل نہیں ہے (مودودی)

”آپ کے نزدیک ہر اسی روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں۔ لیکن ہم سند کی صحت کو حدیث کی صحت کی دلیل لازمی نہیں سمجھتے۔ ہمارے نزدیک مذہبی حدیث کی صحت معلوم کرنے کا واحد ذریعہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہم یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ متن پر غور کیا جائے قرآن و حدیث کے مجموعی علم سے دین کا جو مفہوم ہمیں حاصل ہوتا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے۔“

(رسائل مسائل جلد اول ص ۲۹)

۴ : بخاری شریف پر حملہ (مودودی)

یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ بخاری میں متنی احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو بھی جوں کا توں بلا تنقید قبول کرنا چاہیے کسی روایت کے سند صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا نص مضمون بھی ہر لحاظ سے صحیح اور جوں کا توں قابل قبول ہو۔

ترجمان القرآن بابت اکتوبر نومبر ۱۹۷۲ء (حصہ ۱۱۳-۱۱۴)

۵ : سند صحیح تو حدیث پر کھنے کا معیار نہیں ہے

البتہ ذوق احادیث پر کھنے کا معیار ہو سکتا ہے (مودودی)

”جن شخص کو اللہ تعالیٰ انفق کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے اس کے اندر قرآن اور سیرت رسول کے غائر مطالعو سے ایک خاص ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس کی کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے ایک گھرانے جو ہری کی بصیرت کو وہ جو اس کی نازک سے نازک خصوصیات تک کو رکھ لیتی ہے اس کی نظر بحیثیت مجموعی شریعت حقہ کے پورے سسٹم پر پڑتی ہے اور وہ اس سسٹم کی طبیعت کو پہچان جاتا ہے اس کے سبب جزئیات اس کے سامنے آتے ہیں تو اس کا ذوق اس کو بتا دیتا ہے کہ کوئی چیز اسلام کے مزاج اور اس کی طبیعت سے مناسبت رکھتی ہے اور کوئی نہیں رکھتی روایات پر جب وہ نظر ڈالتا ہے تو ان میں بھی یہی کسوٹی رد و قبول کا معیار بن جاتی ہے اسلام کا مزاج عین ذات نبوی کا مزاج ہے جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے اور جس نے کثرت سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے وہ نبی اکرم کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اُسے بتا دیتی ہے کہ ان میں سے کوئی فعل میرے سرکار کا ہو سکتا ہے اور کوئی چیز سنت نبوی سے اقرب ہے۔ (تفہیمات ص ۲۹۵)

۶ : اسماء الزہراء میں کوئی چیز ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہو (مودودی)

ان تمام احادیث سے رواد کی جانچ پڑتال کر کے محدثین کرام نے اسمائے رجال کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا جو بلاشبہ نہایت بیش قیمت ہے۔ مگر ان میں کوئی چیز ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہو۔

(تفہیمات جلد اول ص ۲۹۱)

۷ : اسناد اور اسماۃ الرجال پر کئی اعتقاد نہیں کیا جاسکتا (مودودی)

یہ اور ایسے ہی بہت سے احمدی جن کی بنا پر اسناد اور جرح و تعدیل کے علم کو کلمۃ صحیح نہیں سمجھا جاسکتا یہ مواد اس حد تک قابل اعتماد ضرور ہے کہ سنت نبویؐ اور آثار صحابہ کی تحقیق میں اس سے مدد لی جائے اور اس کا مناسب لحاظ کیا جائے مگر اس قابل نہیں کہ اس پر کئی اعتقاد کر لیا جائے۔
(تفہیمات جلد اول ص ۲۹۵)

۸ : قادیانی (لاہوری گروپ) کے بارے میں مودودی صاحب کا عقیدہ

فرق ۲۵۰

حوالہ ۲۲۹

تاریخ ۶۸ - ۱ - ۲۹

جماعت اسلامی پاکستان

۵ - ۱ سے ذیل دار پارک

اچھرہ - لاہور

محرمی دکر می السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ مرزا ٹول کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے۔ یہ تو نہ ایک مدعی نبوت سے بالکل برأت ظاہر کرتی ہے کہ اس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جاسکے نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار کرتا ہے کہ اس کی تکفیر کی جاسکے۔
خاکسار

غلام علی معاون خصوصی
مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

یہ جواب میری ہدایت کے مطابق ہے
ابوالاعلیٰ

باب (۶)

ایمان اور عمل

۱ : جو نماز نہ پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں (موردوی)

آج کے خطبے میں میرا مقصد آپ کو صرف یہ بتانا تھا کہ نماز اور زکوٰۃ کا اسلام میں کیا درجہ ہے بہت سے مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے مولوی ان کو راستہ دل بہ اطمینان دلاتے ہیں کہ نماز نہ پڑھ کر اور زکوٰۃ نہ دے کر بھی وہ مسلمان رہتے ہیں مگر قرآن اس کی صاف الفاظ میں تردید کرتا ہے۔ قرآن کی رو سے کلمہ طیبہ کا اقرار بے معنی ہے اگر اس کے ثبوت میں نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو ۛ

(خطبات ستمبر ۱۹۶۶ء ص ۲۲۴)

۲ : حج ذکر کرنے والے کو مسلمان سمجھنے والا قرآن سے جاہل ہے (موردوی)

”جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج کو ٹاہتے رہتے ہیں اور ہزاروں مصروفیتوں کے بہانے کو کر کے سال بہ سال یوں ہی گزارتے چلے جاتے ہیں ان کو اپنے ایمان کی خیر منائی چاہیے، ربے وہ لوگ جن کو عمر بھر کبھی یہ خیال ہی نہیں آتا کہ حج بھی فرض ان کے ذمہ ہے دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں۔ کچھ یورپ کو آتے جاتے جہاز کے ساحل پر سے بھی گزر جاتے تھے جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گزرتا ہے وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن سے جاہل ہے جو نہیں مسلمان سمجھا ہے ۛ

(خطبات . سترھویں ایڈیشن ستمبر ۱۹۶۶ء ص ۲۱۸)

۳ : جو نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو کلمہ طیبہ کا اقرار اس کے لئے بے معنی (موردوی)

”ربے وہ مسلمان جن کو عمر بھر کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے دنیا بھر کے سفر کرتے

پہنرتے ہیں کچھ یورپ کو آتے جاتے جہاز کے ساحل پر سے بھی گزر جاتے ہیں جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گذرتا تو وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں مجھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن سے جاہل ہے جو ان کو مسلمان سمجھتا ہے ؟
خطبات صفحہ ۱۸۶

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے بغیر نماز روزہ اور ایمان کی شہادت سب بریکار ہیں کسی چیز کا بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا ۔

(خطبات صفحہ ۱۲۷) شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی گوشہ محل حیدر آباد دکن
" ان دو ارکان اسلام (نماز و روزہ) سے جو لوگ روگردانی کریں ان کا دعویٰ ایمان مجھوٹا ہے ؟
(خطبات صفحہ ۱۲۷ زکوٰۃ)

" قرآن کی رو سے کلمہ طیبہ کا اقرار ہی سب سے معنی ہے اگر آدمی اس کے ثبوت میں نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو ؟
(خطبات صفحہ ۱۳۲)

۴ : اعمال میں کوتاہی سے ایمان اور اسلام زائل نہیں ہوتا
اعمال کی کوتاہی سے فقیہ آج کے کفر نہیں آتا (شیخ الاسلام مولانا حبیب الرحمن)

تمام اہل سنت والجماعت مسلمان ہمیشہ سے اس امر پر متفق ہیں کہ جو شخص کلمہ طیبہ لا ایلہ الا اللہ وان محمد المرسل اللہ صدق دل سے کہے اس کا ایمان اجمالی اور ایمان متحقق ہو جاتا ہے اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیگانی ہوئی تمام یقین باتوں و وعدہ انیت ، رسالت ، ملائکہ ، کتاب ہائے خدا وندہ ، قیامت تقدیر ، ختم نبوت وغیرہ قطعیات (کو دل سے مان لے وہ اقرار کر لے اس کا تفصیل ایمان متحقق ہو جاتا ہے اور وہ مسلمان اور ملت اسلامیہ کا فرد بن جاتا ہے ۔ اعمال میں کوتاہی سے ایمان و اسلام زائل نہیں ہوتا ، اعمال فردیہ کی کوتاہی سے صرف فسق آتا ہے کفر نہیں آتا ۔ ہاں اگر ان امور ایمانیہ کا انکار و جہود پایا جائے تب بے شک استغنا کفر ہو جاتا ہے ۔ اعمال خواہ کسی درجہ کے ہوں ان کا ترک کرنے والا کافر نہیں ہوتا البتہ گمراہ فرستے خارج معزلہ وغیرہ لاذنب یہ ہے کہ اعمال مرضیہ کے ترک کرنے سے یا کبیرہ گناہ کے مرکب ہونے سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے ۔ آج ہندوستان بھڑی مودودی صاحب اور ان کی جماعت بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے اور اسی کی تعلیم متبعین کو دیتی ہے مودودی کی تفصیل محاستہ پر غور فرمائیے پاکستان اور ہندوستان کے وہ تمام سربراہان و رہنما مسلمان لیڈر جو کہ ہوسر اقتدار میں اور دور دور کے ممالک یورپ اور امریکہ وغیرہ کا سفر کرتے رہتے ہیں یا زمانہ سابق میں ان دور دور

ممالک بالخصوص انگلستان کے سفر کر چکے ہیں اور نعمت حج و زیارت مدینہ منورہ سے فائز نہیں ہوئے، سرسید اور جسٹس محمود سے لے کر اس زمانہ کے جملہ اشخاص جن میں علامہ اقبال، قائد اعظم، نواب یاقوت علی خاں، سیدنا غلام الدین وغیرہ بے شمار لیڈران قوم آتے ہیں، سب کے سب کو یک قلم قطعی اور یقینی طور پر اسلام اور ایمان سے خاص کر دیا گیا اور فتویٰ صادر کر دیا گیا کہ ان کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا جھوٹ ہے۔ جو شخص بھی ان کو مسلمان کہے وہ قرآن سے جاہل ہے۔ اسی طرح وہ تمام اسلامیات کے دعویدار جو زکوٰۃ نہیں دیتے یا نماز نہیں پڑھتے یا روزہ نہیں رکھتے ان کا دعویٰ ایمان جھوٹا ہے۔ ان کا کلمہ طیبہ پڑھنا بے معنی اور ان کے ایمان کی شہادت غیر معتبر اور بے کار ہے چونکہ ایمان اور کفر میں کوئی واسطہ نہیں ایک کے زوال سے دوسرے کا آجانا یقینی ہے۔ اس لیے جب ان لوگوں کو ایمان اور اسلام سے قطعی طور پر نکال دیا گیا تو قطعی طور پر کفر میں بھی داخل کر دیا گیا۔ اس طرح کی عمومی تکفیر صرف مودودی صاحب اور ان کی جماعت یا خارج کے سوا کونکر کر پائی امت محمدیہ کی کس نے کی اور کب کی گئی؟ بیشک ایسے لوگ خرافات کے تارک گناہ گار مستحق عذاب میں ان کو جلد سے جلد توبہ کرنا اور اپنی براہ عملوں کو ترک کر دینا ضروری ہے و اگر نذو ہوں اور خداوندی عذاب کے مستحق ہیں (اگر بلا توبہ مر گئے ہوں) مگر وہ دائرہ اسلام سے خارج نظر شرع میں نہیں کئے جاسکتے کلمہ لا الہ الا اللہ اور ایمان ضروریہ الغزوہ ان کو لے پھانسنے کا۔ اگرچہ جاملوں کی سزا کے بعد ہی را اگر شفاعت یا دیگر وجوہ رحمت سے مستفید نہ ہو سکے، مگر ایسے لوگ مخلوقی انار سے محفوظ رہیں گے۔ ذبح برابر بھی ایمان کا درجہ ان کے لیے مخلوقی انار سے محافظ اور جنت کے دخول کا ذریعہ ہوگا۔ مودودی صاحب ایمان کی جماعت کا یہ عقیدہ امت محمدیہ پر انتہائی عقلمند و خارج کی طرح علوی الدین ہے۔

۵ : اعمال کو جزو ایمان قرار دیا

اس مقدمہ پر جب یہ کہا گیا کہ اعمال اسلامیہ کو جزو ایمان بجز فرقہ ہائے ضالہ خارج اور معتزلہ وغیرہ کسی ملحد قرار نہیں دیا اور نہ یہ کہا کہ ان کے ترک سے ایمان سے خارج ہو جائے گا۔ جیسا کہ مودودی صاحب اور ان کے متبعین ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ ان کا مسلک اہل سنت و الجماعت کے مسلک کے بالکل خلاف اور عادیث صحیحہ اور آیات صریحہ کے بالکل منافی ہے توبہ جواب دیا جاتا ہے کہ اعمال کے جزو ایمان ہونے کے قائل تو تمام سلف محدثین اور شافعیہ اور اہل ظاہر وغیرہ ہیں جو کہ اہل سنت میں سے ہی ہیں مگر یہ جواب بالکل غلط اور دھوکا ہے۔ شافعیہ اور محدثین اعمال کو ایمان کا جزو موقوف نہیں کہتے کہ اس کے عدم سے انعدام ایمان اسی طرح ہو جائے جس طرح جزو کے انعدام سے کل کا انعدام ہو جاتا ہے۔ بلکہ جو متمم اور مکمل کہتے ہیں اور ان کے انعدام سے کمال ایمانی معدوم ہو جاتا ہے نفس ایمان معدوم نہیں ہوتا جیسا کہ اجسام انسانہ کے دو قسم کے اجزاء ہیں بعض مکمل ہیں جیسے انقباض

ناک، کان، آنکھ، ہاتھ، پیر اور بعض مقررہ جسمیں جیسے دل، دماغ، جگر وغیرہ اعضائے رئیسہ پہلے قسم کے اعضاء
 کٹ جانے سے انسان مرنے نہیں دیتا۔ اس کے جسمانی کمال میں نقصان ہو جاتا ہے، اگر خلاف دوسری قسم کے
 اجزاء کے کہ اگر وہ باقی نہ رہیں تو انسان فنا ہو جاتا ہے۔ اس لیے تارک اعمال کی تکفیر نہیں کی جائے خواہ وہ اعمال
 کتنی ہی عظیم الشان اہمیت رکھتے ہوں۔ امام بخاری فرماتے ہیں۔ **المعاصی من امر المجاہلین ولا یکفر صاجہا**
بما ارتکابھا الا بالشراک الخ معاصی رسوم جاہلیہ میں سے ہیں (لیکن) عداۃ کو جب تک کہ ان کی معصیت
 حد شرک میں نہ داخل ہو کہ منکر نہ کہا جائے گا۔ **مکتوبات شیخ الاسلام جلد سوم مکتوبات غیبیہ**

علم اور مشائخ

۱: علمدار اور مشائخ سب گمراہ ہیں (موردی)

الف: ”اور یہی جماعت ہم ایک نہایت قلیل جماعت کے مواعشرِ شرقی سے لے کر مغرب تک مسلمانوں میں ماں دیکھ رہے ہیں خواہ اپنی پڑھ پر ام ہوں یا دستارِ جندِ علما یا آخرتہ پوش مشائخ یا کاجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات ان سب کے خیالات اور طور طریقے ایک دوسرے سے بدرجہا مختلف ہیں مگر اسلام کی حقیقت اور اس کی روح سے ناواقف ہونے میں سب یکساں ہیں۔“

(تفہیمات ج ۱ صفحہ ۲۶)

(ب) سیاسی میڈرموں یا علمائے دین و مفتیان شرعاً متین دونوں قسم کے رہنا اپنے نظریہ اور افہامی پالیسی کے لحاظ سے یکساں کم کردہ راہ ہیں دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔

(سیاسی کونسل کی پیشکش ج ۲ صفحہ ۷۷)

۴: تعداد چینیہا یکم ہے (موردی)

”پہلی چیز جو محمد کو حضرت مجدد الف ثانیؑ کے وقت سے شاہ صاحبؒ اور ان کے خلفاء و ملک کے تجدیدی کاموں میں کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا برا اندازہ نہیں لگایا اور دانستہ ان کو پھروں غذا دیدی جس سے مکمل یہ سب کرانے کی ضرورت تھی“

فوت : اس وقت حضرت مولانا شرف علی خان قادری علامہ شیر احمد خاں کی امت مقلد کفایت اللہ حضرت مولانا سید حبیب احمد خان مدظلہ العالی ، علامہ بریلوی شیخ الحدیث مولانا ذکریا صاحب مولانا یوسف بنوری ، مقلد شیعہ صاحب اور دیگر بڑے علماء رہے تھے ۔

پس جس طرح پانی جیسی حلال چیز بھی اس وقت عورت ہوجاتی ہے جب وہ مریض کے لیے نقصان دہ ہو۔ اسی طرح یہ غالب بھی مباح ہونے کے باوجود اس بنا پر قطعی چھوڑ دینے کے قابل ہو گیا ہے کہ اس کے لباس میں مسلمانوں کو ایٹون کا چسکا لگا یا گیا ہے اور اس کے قریب جاتے ہی ان مریض مریضوں کو پھر وہی جینا بیگم یاد آجاتی ہے جو صدیقوں ان کو تھک تھک کر سلاتی رہی ہیں ۴

۳۔ سید شہید اور امین شہید کی تحریک جہاد میں صوفیت کے جراثیم تھے (مودودی)

”مسلمانوں کے اس مریض سے نہ حضرت مجدد صاحب ناواقف تھے نہ شاہ صاحب دونوں کے کلام میں اس پر تنقید موجود ہے، مگر غالباً اس مریض کی شدت کا پورا اندازہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں بزرگوں نے ان بیماریوں کو پھر وہی غذاوی جو اس مریض میں ملک ثابت ہو چکی تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ دونوں کا حلقہ پھر اس پرانے مریض میں متاثر ہوتا چلا گیا۔ اگرچہ مولانا امین شہید نے اس حقیقت کو ابھی طرح سمجھ کر تھک وہی روش اختیار کی جو ابن تیمیہ کی تھی لیکن شاہ ولی اللہ کے لٹریچر میں تو یہ سلمان موجود ہی تھا کچھ اثر شاہ امین شہید کی تحریروں میں باقی رہا اور پیری مریض کا یہ سلسلہ بھی سید صاحب کی تحریک میں حل رہا تھا اس لیے مریض صوفیت کے جراثیم سے یہ تحریک پاک نہ رہ سکی۔ حتیٰ کہ سید صاحب کی شہادت کے بعد ہی ایک گردہ ان کے حلقہ میں ایسا پیدا ہو گیا جو شیعوں کی طرح ان کی غیوریت کا قائل ہوا اور اب تک ان کے ظہور ثانی کا منتظر ہے۔“

۴۔ اب تجدید دہائیے دین کیلئے مسلمانوں کو بزرگوں کے مسائل اور ان کے طریقوں سے

اس طرح پر سیز کر لیں جس طرح ذیابیطس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرنا پڑتا ہے (مودودی)

”اب جس کسی کو تجدید دین کے لیے کوئی کام کرنا ہو اس کے لیے لازم ہے کہ مفسوفین کی زبان اور اصطلاحات سے رموز و اشارات سے لباس و اطوار سے پیری مریض سے آبر اس چیز سے جو اس کی طرح کی یاد تازہ کرنے والی ہو، مسلمانوں کو اس طرح پر سیز کرائے جیسے ذیابیطس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرایا جاتا ہے ۵ تجدید دہائیے دین۔ اشاعت ہشتم جون سیکڑو ص ۱۱۶/۱۱۷/۱۱۸/۱۱۹/۱۲۰

۵۔ مشائخ کے معتقدین کا گردہ باہلیت اور شرک میں گرنا ہے (مودودی)

”جاہلیت خالصہ کے بعد یہ دوسری قسم کی جاہلیت ہے جس میں انسان قدیم ترین زمانہ سے مبتلا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ گھٹیا درجہ کی دماغی حالت ہی اس کی کیفیت رونما ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے

جہاں لوگ اللہ واحد تبار کی خدائی کے قائل ہو گئے دیوں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں، مگر انبیاء اولیاء شہداء صالحین، مجاذیب، اقطاب، ابدال، علماء مشائخ اور خلل اللہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ دکھائی ہی رہی۔ جاہل و مائلوں نے مشرکین کے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنایا جن کی ساری زندگیاں بندوں کی خدائی خدمت کرنے اور صرف اللہ کی خدائی ثابت کرنے میں صرف ہوئی تھیں۔ ایک طرف مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاختہ انبیا رست، نیاز، تضرع، عرض، صندل و چڑھائے افشان علم، تعزیئے اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی گئی۔ دوسری طرف بغیر کسی غوث ملی کے ان بزرگوں کی ولادت، وفات، غور، غیاب، کرامت، خوارق، انبیاءات و تصرفات اور اللہ کے ہاں ان کے قرب کی کیفیات کے متعلق ایک پوری میتھما لوجی تیار ہو گئی جو میت پرست مشرکین کی میتھما لوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔ تیسری طرف تو سل اور اسمداد روحانی اور اکتساب فیض وغیرہ ناموں کے خوشناما پردوں میں وہ سب معاملات جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ ان بزرگوں سے متعلق ہو گئے اور علماء وہی حالت قائم ہو گئی جو اللہ کے ماننے والے ان مشرکین کے ہاں جن کے نزدیک بادشاہ عالم انسان کی رسائی سے بہت دور ہے اور انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام امور نیچے کے اہلکاروں ہی سے وابستہ ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ ان کے ہاں اہلکار علیہ الرحمہ، ولیو تاء، اتوار یا ابن اللہ کہلاتے ہیں اور یہ انہیں غوث، قطب، ابدال، اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں۔

دیکھیدہ اچانکے دیں۔ اشاعت مہتمم جون سنہ ۱۳۰۱ھ

۶ : صوفیاء حضرات جاہلیت راہبانہ پھیلاتے رہے (مودودی)

”جب یہ راہبانہ فلسفہ اور اخلاق انسانی فطرت سے شکست کھا جاتا ہے تو کتب الجمل کی تصنیف شروع ہو جاتی ہے۔ کہیں کفارہ کا عقیدہ ایجاد ہوتا ہے تاکہ دل کو ٹھکانا دیا جاسکے اور جنت بھی ہاتھ سے نہ جائے کہیں ہوس رانی کے لیے عشق مجازی کا حیلہ نکالا جاتا ہے تاکہ دل کی قبیحیہاں لچک جائے اور تقدس بھی جو کانوں قائم رہے۔ اور کہیں ترک دنیا کے پردے میں بادشاہوں اور رئیسوں سے سناٹھ گھانٹھ کی جاتی ہے اور روحانی امارت کا وہ حال پھیلا یا جاتا ہے جس کی بدترین مثالیں روم کے پاپاؤں اور مشرقی چنگے گری لیشیوں نے پیش کی ہیں۔“

”یہ تو جاہلیت کا معاملہ اپنی ہم جنس بہنوں کے ساتھ ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کی امتوں میں جب یہ گھس آتی ہے تو کچھ اور بھی گل کھلاتی ہے۔ خدا کے دین پر اس کی پہلی ضرب یہ ہوتی ہے کہ یہ دنیا کو دارالعمل

دارالامتحان، مندرجہ بالا آخری کے بجائے دارالغرائب اور مایا کے جال کی حیثیت سے آدمی کے سامنے پیش کرتی ہے۔ نقطہ غلط کے اس بنیادی تغیر کی وجہ سے آدمی یہ حقیقت بھول جاتا ہے کہ وہ اس دنیا میں خدا کے خلیفہ کی حیثیت سے مامور ہے وہ یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ میں یہاں کام کرنے اور دنیا کے معاملات کو چلانے نہیں آیا ہوں بلکہ گندگی اور نجاست میں پھینکا گیا ہوں جس سے مجھے بچنا اور دور بھاگنا چاہیے، میرے لئے صحیح پوزیشن یہ ہے کہ میں یہاں ناک کو اپریٹر کی طرح ہوں اور ذمہ داریوں کو قبول کرنے کی بجائے ان سے کنارہ کروں۔ اس تصور کے ساتھ آدمی دنیا اور اس کے معاملات پر سہمی ہوئی نگاہ ڈالنے لگتا ہے اور بار خلافت کو سنبھالنا تو دور گنہگار تہدیک کو بھی اپنے سر لیتا براؤر تا ہے اس کے لیے پورا نظام شریعت بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے عبادات اور آدمی و فواجی کا یہ مفہوم بالکل ساقط ہو جاتا ہے کہ یہ حیات دنیا کی اصلاح اور فرائض خلافت کی انجام دہی کے لیے تیار کرنے والی چیزیں ہیں۔

برعکس آدمی یہ سمجھنے لگتا ہے کہ عبادات اور چند خاص مذہبی اعمال اس گناہ زندگی کی کفارت ہیں۔ پس اپنی کو پورے اہنٹاک سے ششک ناپ تول کے ساتھ انجام دیتے رہنا چاہیے تاکہ آخرت میں نجات حاصل ہو۔
 ”اس ذہنیت نے انبیاء کی امتوں میں سے ایک گروہ کو مراقبہ و مشاکشتہ چل گئی اور ریاضت اور او
 وظائف و احباب و اعمال، سیر مقامات اور حقیقت کی فلسفیانہ تعبیروں کے چکر میں ڈال دیا ہے اور مستجاب
 اور فاعل کے التزام میں فرائض سے بھی زیادہ اہنٹاک کر کے خلافت الہیہ کے اس کام سے غافل کر دیا
 جس کو جاری کرنے کے لیے انبیاء علیہم السلام آئے تھے۔“

(تجدید و احیائے دین، اشاعت ہشتم جون ۱۹۶۲ء)

۷ : مشائخ عظام کا مقام بہت عالی ہے (حضرت اسماعیل شہید)

حضرت اسماعیل شہید فرماتے ہیں:

”خصوصاً ماثورہ صافیہ کے طبقہ کا ان لوگوں میں بڑا مقام عالی ہے، اس سلسلہ میں انہیں بالادستی کا امتیاز حاصل ہے، قوم کے شہسواروں میں ان بزرگوں کے حدود و تک پہنچنے میں کوئی بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ خواہ جتنی بھی تدبیروں سے انہوں نے کام لیا ہو اور ہزار ہا ہزار قسم کے ساتھ میدان میں اترے ہوں یہ تو یہ ہے خبروں کے سننے کا جسے شوق ہو چلیے کہ ان ہی بزرگوں کی وہ خبریں سننے اور دوسروں کے نقش قدم پر چلنا ہو وہ ان ہی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے، کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے ہم نشین کہیں ناکام و نامراد نہیں ہوئے، اور ان کے وابستوں میں جو شریک ہو اس نے کبھی کوئی خطرہ

عکس نہیں کیا کیونکہ اپنی ذمہ داریوں کی خلاف ورزی بزرگوں کی اس جماعت نے کبھی نہیں کی ان کے طور و طریق پر نکتہ چینی نہیں کی گئی۔ ہارش کے سامنے جس نے ہاتھ پھیلا دیا وہ میرا اب مرگیا آدمی اسی کے ساتھ رہتا ہے جسے وہ محبوب رکھتا ہے ۶

(عقبات صفحہ ۴۲)

۸ : اکابرین کے راستے سے بٹنا جو دین کا چور ہے اس کی صحبت زہر قاتل ہے (حدیث مجدد الف ثانی ۱)

۱۱ : اسے شرافت اور نجابت کے مرتبہ دسلے۔ تمام نصیحتوں کا خلاصہ و بنداروں اور شریعت کے پابندوں کے ساتھ میل جول رکھنا ہے اور دین و شریعت کا پابند بننا تمام اسلامی فرقوں میں سے فقہ نامیہ یعنی اہل سنت و جماعت کے طریقہ حق کے سلوک پر وابستہ ہے۔ ان بزرگوں کی متابعت کے بغیر نجابت محال ہے اور ان کے عقائد کے اتباع کے بغیر خلاصی دشوار ہے۔ تمام عقلی، نقلی اور کشفی دلیلیں اس بات پر شاہد ہیں۔ ان میں سے کسی میں خدات احتمال نہیں ہے۔ اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ان بزرگوں کے سیدھے راستے سے دیکھ رانی کے برابر بھی الگ ہو گیا ہے تو اس کی صحبت کو زہر قاتل جانتا چاہیے۔ اور اس کی ہم نشینی کو زہرِ اخیال کرتا چاہیے۔ بیک طالب علم خواہ کسی فرد سے ہوں۔ دین کے چور ہیں ان کی صحبت سے بھی بچنا ضروری ہے یہ سب فتنہ و فساد جو دین میں پیدا ہوا ہے ان ہی لوگوں کی گنجشکی سے ہے کہ انہوں نے دنیاوی اسباب کی خاطر اپنی آخرت کو قربان کر دیا ہے۔

اَذْنَيْكَ اَلَّذِيْنَ اَشْتَرَا بِصَلَاةٍ رَبَّآ اَهْدَىٰ فَتَنًاۙ يَخْتَرُ بِيَعَاۤرَ تَكْتُمُ

وَمَا كُنَّا نَدْعُهُمْ كُفْرًاۙ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا يَّضِلُّوْنَ
پس ان کی اس تجارت نے ان کو نفع نہ دیا اور نہ ہی انہوں نے ہدایت پائی
کسی شخص نے ایسے کو دیکھا کہ آسودہ اور نازک بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے ہاتھ کوتاہ کیا ہوا ہے اس نے اس کا سہم پوچھا۔ تعین نے کہا اس وقت کے برے علماء میرا کام کر رہے ہیں اور گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذمہ دار ہوئے ہیں ۱۲

(مکتوب مسدود فر اول مکتوبات امام ربانی)

۹ : صلح امت کی تعمیر کرنے والا اگر اچھے اور قرآنی ہدایت سے محروم ہے (حدیث شیخ الحدیث)

یضل بہ کثیرا و یهدی بہ کثیرا ۱۳
گمراہ کرتا ہے خدا تعالیٰ اس مثال سے بہتر دلوں کو ہدایت

وَمَا يَنْصِلُ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۚ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ
عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ ۚ وَيَقْطَعُونَ مَا
أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ ۚ وَيُفْسِدُونَ
فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَالِفُونَ ۚ

کرتا ہے اس سے بہتروں کو اور گمراہ نہیں کرنا اس
مثال سے مگر یہ کاروں کو جو توڑتے ہیں خدا کے عہد کو
مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس
کو اللہ نے فرمایا ملانے کو اور فساد کرتے ہیں ملک
میں وہی ہیں نوٹے ولے (ترجمہ حضرت شیخ الہند)

تفسیری نوٹ، اس کلام سرایا ہدایت سے بہتروں کو گمراہی میں ڈالنا اور بہتروں کو راہ راست دکھانا
منظور ہے یعنی اہل حق اور اہل باطل میں تمیز تمام منظور ہے (جو نہایت مفید اور ضروری ہے۔ قطع کرتے ہیں
اس چیز کو جس کو اللہ نے فرمایا ملانے کو جیسے قطع رحم کرنا، انبیاء کو غلام، و غنیلین اور مومنین اور نماز اور دیگر عباد
امور خیر سے اعراض کرنا، نساؤ سے مزایہ ہے کہ لوگوں کو ایمان سے نفرت و لاسے تھے اور مخالفان اسلام
کو درغلا کر مسلمانوں سے مقابلہ کراتے تھے اور حضرات صحابہ اور صلحاء امت کے محبوب نکال کر تشہیر کرتے تھے
تاکہ آپ کی اور دین اسلام کی بے وقعتی لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے اور مسلمانوں کا راز مخالفوں تک پہنچائے
تھے اور طرح طرح کی رسوم و بدعات خلاف طریقہ اسلام پھیلانے میں سعی کرتے تھے لیکن ان حرکات
ناشائستہ سے اپنا ہی کچھ کھوتے ہیں۔ تو ہیں اسلام اور تحقیر صلحاء امت کچھ بھی نہ ہو سکے گی۔
(حضرت شیخ الہند ج ۲)

۱۰۔ فلاح تین چیزوں پر موقوف ہے

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں :-

”خواجہ جمال الدین حسینی جوانی کے وقت کو نصیحت جانیں اور جہاں تک ہو سکے حق تعالیٰ کی رضا مندی
میں صفت کریں۔ یعنی اولیٰ لازم ہے کہ اپنے عقائد کو اہل سنت و جماعت و شکر اللہ تعالیٰ سیحہ و اللہ تعالیٰ ان
کی کوششوں کو مشکور فرمائے) کے عقائد کے مطابق اپنے عقائد کو ٹھیک کریں۔ دوسرے احکام شریعہ فقہیہ
کے موافق عمل کریں اور تیسرے صوفیہ کلام قدس سرہم کے بلند طریقہ پر سلوک طے کریں۔“

وَمَنْ وَفَّقَ لِهَٰذَا اَلْحَقُّ نَارُ دُرِّ اَعْيُنِنَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْ هَٰذَا اَفْتَدَّ خَبِيرُ
خُشُونَا مَبِيشَا۔

جو کہ اُس کی توفیق حاصل ہوئی وہ دونوں جہان میں برا کامیاب ہو گیا اور جو ان سے محروم رہا اس کو
بڑا خسارہ حاصل ہوا۔

(مکتوب رضا و فقر اول مکتوب امام ربانی)

باب

اسلامی نظام کی حقیقت

۱ : موجودہ معاشرہ میں مدد و کفالتِ ظلم ہے (موجودی)

روٹین جہاں حالات اس سے مختلف ہوں، جہاں مورتوں اور مردوں کی سوسائٹی مخلوط رکھی گئی ہو جہاں مدرسوں میں دفاتروں میں، کلبوں میں اور تفریح گاہوں میں خلوت اور جلوت میں ہر جگہ حیران مرد اور بی بی عورتوں کو آزادانہ ملنے جلنے اور ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا ہو، جہاں ہر طرف بے شمار صنعتی محرکات پھیلے ہوئے ہوں اور ازدواجی رشتہ کے بغیر خواہشات کی تسکین کے لیے ہر قسم کی سہولیتیں بھی موجود ہوں، جہاں معیارِ اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ معیوب نہ سمجھا جاتا ہو، ایسی جگہ زنا اور نفرت کی شرعی حد جاری کرنا بلا جبرِ ظلم ہو گا؟

ابھی پر حد رسد کو قیاس کر لیجیے کہ وہ صرف اس سوسائٹی کے لیے مقرر کی گئی ہے جس میں اسلام کے معاشی تقصیرات اور اصول اور قوانین پوری طرح نافذ ہوں اور جہاں یہ نظم معیشت نہ ہو وہاں جو رو کے ہاتھ کاٹنا دہرا ظلم ہے یہ نصیحت مجددِ مبراہ

نورث : ان دو اقتباسات سے یہ واضح ہو گیا کہ سودی مجروحہ زمانہ میں حد نفرت جتنا زیادہ جبرِ ظلم کے خلاف کو ظلم کھنچے گی۔
 ڈیڑھ سے ظلم سے مراد یہ ہے ایک تو سرمایہ دارانہ دھوکے، دلی تباہیوں میں برا اور سزا شریک دی جاسے گویا دہرِ ظلم ہوا، اگر باری تعالیٰ کی شادی اور بڑے ظلم ثابت کیا جائے پھر وہ دلی ظلم ہی نہیں بلکہ ظلمِ ظہری ہے، یہ وہی ظلم ہے جو حضرت علیؑ کو کافرانہ سزا دی گئی تھی۔
 شریعت پر مبنی صفات البیڑا اسناد البیڑ میں قید ہاں لگا سے یا پھر اس سے اور زبردستی وہ ہے جو باری تعالیٰ کی یا خدا کی عزت، نہ گئے اور غلامِ سب سے زیادہ اگر سے۔
 تہذیبِ اسلامی کی بنیاد پر قائم رہنا ہے۔ ریاست ملی خاں مروجہ کے نصف میں بعض ذہن بھری اور محدود سنے بھی اس قسم کا شرعاً ظلم تھا کہ اسی اسلامی قہر کے خلاف کے لیے اعلیٰ تیار نہیں ہوا اور انہیں بیعت کرنا تھا جو وہ ترقی یافتہ زمانہ میں چودہ سو برس پر اپنا قانون کیسے ہی سکتا ہے۔ آج کل کی سب سے غریبہ ذہن کی کہتے ہیں، محدودی نے کیا کیا ہے جو آج کل کے گروہ کو اپنی حیثیت ہی بکھر رہے ہیں، عربی اتحاد و سربراہی کا فرق ہے۔ علامہ شیر احمد عثمانی نے خلیفہِ صدرت و عالمگیر اسے کوئی کچھ فرق جواب دیا ہے

باب

اسلامی نظام کی حقیقت

۱ : موجودہ معاشرہ میں مدد و کفالتِ ظلم ہے (موجودی)

روٹین جہاں حالات اس سے مختلف ہوں، جہاں مورتوں اور مردوں کی سوسائٹی مخلوط رکھی گئی ہو جہاں مدرسوں میں دفاتروں میں، کلبوں میں اور تفریح گاہوں میں خلوت اور جلوت میں ہر جگہ حرجان مرد اور بی بی عورتوں کو آزادانہ ملنے جلنے اور ساتھ اسٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا ہو، جہاں ہر طرف بے شمار صنعتی محرکات پھیلے ہوئے ہوں اور ازدواجی رشتہ کے بغیر خواہشات کی تسکین کے لیے ہر قسم کی سہولیتیں بھی موجود ہوں، جہاں معیارِ اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ معیوب نہ سمجھا جاتا ہو، ایسی جگہ زنا اور نفرت کی شرعی حد جاری کرنا بلا جبرِ ظلم ہو گا؟

ابھی پر حد رسد کو قیاس کر لیجیے کہ وہ صرف اس سوسائٹی کے لیے مقرر کی گئی ہے جس میں اسلام کے معاشی تقصیرات اور اصول اور قوانین پوری طرح نافذ ہوں اور جہاں یہ نظم معیشت نہ ہو وہاں جو رو کے ہاتھ کاٹنا دہرا ظلم ہے یہ نصیحت محدود و محدود

نوٹ : ۱۔ ان دو اقتباسات سے یہ واضح ہو گیا کہ سودی موجودہ زمانہ میں حد نفرت جتنا زیادہ جبرِ ظلم کے خلاف کو ظلم کھنچے ہو، وہ بے ظلم سے مراد یہ ہے ایک تو مظلوم کو لانا دوسرے، حوالہ تیار نہیں ہوا اور سزا شریعت کی جتنی گویا و دہرا ظلم ہوا، اگر ہادی تعالیٰ کی شادی اور بزرگوار ثابت کیا جائے پھر وہ بی بی بی بیس جگہ ظلم غرض سے گا، یہ وہی کے عہد میں اور تفریق نہیں ہو تو قصہ کرائی کو کفالتِ سزا کی کہتے ہیں، محدود ہے جہاں ظلم شریعتیہ صفت البیہ و الاساءہ میں فیہ ہاں لگا سے یا سہا کر سے اور زانیہ وہ ہے جو بادی تعالیٰ کی یا خدا کی عزت نہ لگے اور غلام سب سے زیادہ اگر سے۔ تفریقِ بی بی بی بیس پر مبنی ہے۔ ریاست ملی خاں مرحوم کے زمانے میں بعض زانیہ تھیں اور محدود سے بھی اس قسم کا شرعاً ظلم تھا کہ اسی اسلامی قہر کے خلاف کے لیے اعلیٰ تیار نہیں ہوا اور بی بی بیس کے تحت رعایت کیجئے تھے کہ جو محدود ترقی یافتہ زمانہ میں چودہ سو برس پر آتا تو یہ کیسے ہی سکتا ہے۔ آج کل میں سب سے غریب خاندان کو گھر کی کہتے ہیں، محدودی نے گھر کی کہتے ہیں جو آج کل کے گراہ لوگ اپنی حیثیت ہی بکھر رہے ہیں، صرف انکو دوسرے پر یا ان کا فرق ہے۔ ملازمین احمد عثمانی نے خلیفہ صدارت ڈاکٹر برائے کوئی کو اچھے فرقہ جواب دیا ہے

۲ : ماحول تیار نہ ہونے کا عذر لنگھتا اور بے معنی ہے (علامہ عثمان)

”بہت سے مغرب زدہ لوگ جو اپنی اسلامی بصیرت کھوپچے میں اور جو خفاش کی طرح ظلمت سے نکل کر روشنی میں آنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے بلکہ اور دل کا راستہ بھی روک چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ چودہ سو برس کا معاشرہ اقد فرسودہ نظام اس نئی روشنی کی دنیا میں کہاں چل سکتا ہے؟ لیکن جو نئی دنیا کی طرح اس نئی روشنیوں کے باوجود کروڑوں برس کے فرسودہ شمس و قمر سے ہنوز بے نیاز نہیں ہو سکی، تو چودہ سو برس کے قرآنی نظام سے اس کا آنکھیں چراتا کہاں ملک حق بجانب ہو سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قرآنی نظام پلاسٹک کے نیچے ابھی ماحول تیار نہیں۔ لیکن قرآنی جس وقت دنیا میں آیا، اگر ماحول کی تیاری اور فضا کی سازگاری کا انتظار کرتا، تو شاید قیامت تک بھی یہ انتظار ختم نہ ہوتا قرآن تو اپنے لیے خود ماحول بناتا ہے اور قرآنی نظام کے نافذ ہونے سے بڑی حد تک فضا بدلنے لگتی ہے۔ آپ سعودی حکومت ہی کو دیکھ لیجئے صرف دو تین دن چوروں کا ہاتھ کھٹنے کے بعد حجاز میں مسک میں چوری کاری بھی باقی نہیں رہا۔ اور ان متزین کو یہ بھی کہ قعب ہو گا اور شاید کچھ انوس بھی ہو کہ حجاز میں شہر دی اور نوجوان کو کوئی بڑا شہر تو کجا چھوٹا سا گاؤں بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ آسمانی قانونی کے اجراء کی یہی توبہ است ہے کہ اس میں جرم کی سزا جرم کو دوتی ہے، مجرم کو جینے کی سزا اور لوگوں کو پختہ معجز نہیں بنایا جاتا۔“

”لوگ کہتے ہیں کہ قطعید و حیثانہ منزل و ظلم ہے جو اس دور تہذیب کے شہیدان نہیں۔ مگر جس جرم کی یہ سزا ہے وہ کون سا مذہب نفع ہے۔ پس اگر ایک دو وحشوں کے ارتکاب سے ہزاروں وحشوں کا خاتمہ ہوتا ہو تو مذہب سوسائٹی کو خوش پس ہونا چاہیے کہ ان کے تہذیبی مشن کے کامیاب ہونے میں اس سے بڑی مدد ملی۔“

”اچھا خیر! اگر ان حضرات کو یہی امر ہے کہ مریض کے تندرست ہونے کے بعد دو کا بندوبست کیا جائے یعنی پہلے ماحول ٹھیک کر لو پھر قانون اسلامی جاری کریں گے۔ ...“ خطبہ صدارت (دھاکہ سٹند)

۳ : کنسز الد قائل اور بدایہ اور عالمگیری کے حاملین قابلِ لعنت ہیں (سوددی)

”کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ دینی پیشواؤں سے جواب طلبی فرمائے گا کہ تم نے قرآن کے سوا فقہ کے احکام کی تعمیل پر لوگوں کو کیوں مجبور کیا تھا یہاں تک کہ وہ تنگ آکر سرے سے دین چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے اور تم نے ان کے واسطے احکام دین میں تغیر و تبدل کر کے ان کو آسان کیوں نہ بنایا، تو امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنسز الد قائل اور بدایہ اور عالمگیری کے معصنین کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی البتہ جملہ کفر و مباحہ

کرنے کا موقع ضرور مل سکے گا۔ اِنَّا وَتَبْنَا اَطَعْنَا سَادَتُنَا وَكَبِّرْنَا كَمَا صَلَّوْا نَا النَّبِيَّ لَعَنَّا اَبْعَثْ مُنْعَفِيْن
مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا۔

ترجمہ : یا اللہ ہم نے تابعداری کی اپنے نمبرداروں اور اپنے بڑوں کی تو گروہ کیا انہوں نے ہم کو صحیح راستہ سے اس
ہمارے رب انہیں دو چند عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت نازل فرما :
اور یہی ان اہل حقاری بابت جو لائی اگست مسند حقوق المروجین ص ۱۷۱

۴ : کمالی آثار تک کے لادینی قوانین کے خلاف ترکی میں

اسلامی قانون پر علماء و مشائخ کا اصرار طاقت نہ تھی (مودودی)

”ایک طرف ترکی کی قوم میں اتنے بڑے انقلاب کی ابتدا ہو رہی تھی دوسری طرف ترکی کے علماء و مشائخ تھے کہ
چوتھی صدی کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے وہ بھی تک فلسفہ و کلام کی وہی کتابیں پڑھانے میں مشغول تھے
جن کو بھینک کر ذرا نیا پانچ سو برس آگے بڑھ چکا تھا۔ وہ اب بھی اپنے مذہبوں میں قرآن کی وہی تفسیر اور وہی معتدل
حدیثیں سن رہے تھے جن کو سن کر آج کل کے دماغ صرف ان مفسرین اور محدثین ہی سے نہیں بلکہ خود قرآن اور
حدیث سے بھی منحرف ہو جاتے ہیں وہ اب بھی امر اور نہی کے سچے کہ ترک کی قوم میں وہی لفظی قوانین نافذ کئے جائیں
گے جو شامی اور کنزالدقائق میں لکھے ہوئے ہیں۔“

”پرانے مذہبی خیال کے لوگ فوجان ترکوں پر کفر و فسق کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ مگر ان کو خبر نہیں کہ زیادہ گناہگار
تو ترکی کے علماء و مشائخ ہیں انہیں کے جمود نے ایک مجاہد قوم کو اسلامیات سے فریگیٹ کی طرف
دھکیلا ہے۔“ (تفتیحات صفحہ ۸۲ تا ۸۵ سہ ۲)

۵ : دنیا کو ایک نئے سلام کی ضرورت ہے پرانا ڈھانچہ بوسیدہ ہو چکا ہے (مودودی)

اسلام میں ایک نشاۃ جدیدہ کی ضرورت ہے پرانے اسلامی مفکری و تحقیقی کا سرمایہ اب کام نہیں
درسکتا دنیا اب بہت آگے بڑھ چکی ہے اس کو اب اسٹیل پاؤں ان منازل کی طرف دلچسپی ہے جہاں ہمیں نہیں
ہے جو سے وہ چھ سو برس پہلے گزر چکی ہے (تفتیحات صفحہ ۱۶ سہ ۱۹)

۶ : (الف) رقعہ کا نیا مجموعہ

قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے لیے کار آمد نہیں ہیں۔

”چند ایسے فضلاء کی خدمات حاصل کی جائیں جو مذکورہ بالا علوم پر جدید کتابیں تالیف کریں خصوصیت کے ساتھ اصول فقہ، احکام فقہ، اسلامی معاشیات، اسلام کے اصول عمران، اور حکمت قرآن پر جدید کتابیں لکھنا نہایت ضروری ہیں کیونکہ قدیم کتابیں اب درس و تدریس کے لیے کارآمد نہیں ہیں اور باب اجتہاد کے لیے بلاشبہ ان میں اچھا مواد مل سکتا ہے۔ مگر ان کا جو ان کا توں سے کم موجود زمانے کے پڑھانا طلباء کو پڑھانا بالکل ہی بے سود ہے۔“

(حقیقات سلسلہ ۲۴)

رب، (۱) ایک نیا مجموعہ قوانین اسلام کا مرتب کرنے کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ قدیم فقہی کتابوں میں جتنے احکام ہیں کئے گئے ہیں ان میں زیادہ تر عام انسانی حالات کو پیش نظر رکھا گیا ہے ان احکام کو حفظ بلفظ لے کر ہر جگہ ہر معاملہ پر بے تکلف جاری کر دینا اصلاً غلط ہے ان کی صحیح تفسیر و توفیق ہے اس پر کہ :-

اولاً جس اسلامی معاشرے میں ان کو نافذ کیا جا رہا ہے اس کے اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور معاشی حالات کو پیش نظر رکھا جائے یہ بھی دیکھا جائے کہ ان کے اجتماعی عادات و خصائل اور رسم و رواج کس قسم کے ہیں وہ کس ماحول میں رہتے ہیں اس ماحول کے ان پر کیا اثرات ہیں اور ان کی سیرت، اور ان معاملات میں اسلام کا اثر کس قدر قوی یا ضعیف ہے، یہ تمدنی اثرات سے ان کے اصولی حقائق میں کس قدر فرق واقع ہوا ہے اور تمدنی حالات سے معاملات کی فقہی حیثیت میں کیا تغیرات رونما ہوئے ہیں ؟

ثانیاً ہر مقدمہ کے مخصوص انفرادی، عورت پر نظر رکھی جائے فریقین کی سیرت، عمر، تعلیم، جسمانی حالات، معاشی اور تمدنی حیثیت، گزشتہ تاریخ، خاندانی روایات، اور ان کے طبقے کے عام حالت سب پر نگاہ ڈالی کر اسے قائم کی جائے ایک خاص جوہر معاملہ میں ان پر قانون کا نفاذ کس طریقہ سے کیا جائے جس سے قانون کا مقصد بھی ٹھیک ٹھیک پورا ہو جائے اور اصول قانون سے انحراف بھی نہ ہونے پائے ؟

(حقوق الزوجین - ابراہیم سلسلہ ۱۸ ص ۱۸)

۷ : فقہاء کے اجتماعات اس زمانہ میں ناقابل اطلاق ہیں

معاشرہ کی تبدیلی کے ساتھ قوانین اسلام میں رد و بدل (مردودی)

الف : قدیم فقہی کتابوں میں جتنے احکام، مبالغہ کئے گئے ہیں ان میں زیادہ تر عام انسانی حالات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ان احکام کو حفظ بلفظ لے کر ہر جگہ ہر معاملہ پر بے تکلف جاری کر دینا اصلاً غلط ہے۔ ان کی صحیح تفسیر و توفیق ہے اس پر کہ اولاً جس اسلامی جماعت میں ان کو نافذ کیا جا رہا ہے اس کی اخلاقی، تمدنی، معاشرتی اور معاشی

حالات کو پیش نظر رکھا جائے یہ بھی دیکھا جائے کہ ان کے اجتماعی عادات و خصائل اور رسم و رواج کس قسم کے ہیں ؟
(حقوق الزوجین ص ۶۷)

(ب) جو حالات عند رسالت اور بعد صحابہ میں عرب اور دنیا سے اسلام کے تھے لازم نہیں کرھینے وہی حالات ہر زمانے اور ہر ملک کے ہوں۔ لہذا احکام اسلامی پر عمل کرنے کی جو صورتیں ان حالات میں اختیار کی گئی تھیں ان کو ہر جو مقام زمانوں اور تمام حالات میں قائم رکھنا اور مصالح اور حکم کے لحاظ سے ان کے جزئیات میں کسی قسم کا رد و بدل نہ کرنا ایک طرح کی رسم پرستی ہے جس کو روئے اسلامی سے کوئی واسطہ نہیں ہے (تغیبات مضمون ۳)

۸ : جدید مسائل حل کرنے کیلئے نئی قوت اجتماع کی ضرورت ہے (مودودی)

اور دوسرا سبق جو اسی سے قریب الماخذ ہے یہ ہے کہ اب تجدید کا کام نئی اجتماعی قوت کا طالب ہے محض وہ اجتماعی بصیرت جو شاہ ولی اللہ صاحبؒ یا ان سے پہلے کے مجتہدین و مجددین کے کارناموں میں پائی جاتی ہے اس وقت کے کام سے عہدہ برآ ہونے کے لیے کافی نہیں ہے۔ جاہلیت جدیدہ بے شمار نئے وسائل کے ساتھ آئی ہے اور اس نے بے حساب نئے مسائل زندگی پیدا کر دیئے ہیں جن کا وہم تک شاہ صاحبؒ اور دوسرے قدما و کے ذہن میں نہ گزرا تھا۔ صرف اللہ جل جلالہ کے علم اور اس کی بخشش سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت پر یہ حالات روشن تھے۔ لہذا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہی وہ تنہا ماخذ ہے جس سے اس دور میں تجدید ملت کا کام کرنے کے لیے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے اور اس رہنمائی کو اخذ کر کے اس وقت کے حالات میں شاہراہ عمل تعمیر کرنے کے لیے ایسی مستقل قوت اجتماعیہ درکار ہے جو مجتہدین سلف میں سے کسی ایک کے علوم اور منہاج کی پابند نہ ہو اگرچہ استفادہ ہر ایک سے کرے اور پرہیز کسی سے نہ کرے ؟
(تجدید و احیائے دین . اشاعت ہشتم جون سنہ ۱۹۷۹ء ص ۱۲۹)

۹ : حکمت اور اجتماع کی حقیقت (مولانا محمد قاسم صاحبؒ)

بعد غور بشرط سلامت ذہن و شہادت عقل یوں معلوم ہوتا ہے کہ لفظ حکم و حکمت سے جو کلام اللہ میں جا بجا آتا ہے علم نسبت حکیمہ حقیقیہ احکام شرعیہ مراد ہے لیکن نسبت حکیمہ حقیقیہ کی حقیقت شہد طلب ہے اس لیے گزارش ہے کہ کوئی صفت کس موصوف میں بالذات ہوتی ہے اور کس موصوف میں باعرض موجب موصوف میں وہ صفت بالذات ہے وہ موصوف تو اس صفت کا محکوم علیہ حقیقی ہے اور وہ صفت اس موصوف کیلئے

محکوم بہ حقیق اگرچہ بوجہ مفقود ہونے محل مواظاة کے باعتبار طرف صفت و موصوف کو محکوم علیہ و محکوم بہ نہ کہ سیکر علیٰ ہذا القیاس نسبت فی مابین نسبتہ حکمیہ حقیقیہ ہے اور اگر مابین صفت و موصوف ارتباط اور اتصاف ذاتی نہیں تو سب مجازی سمجھیے، مگر نسبت حقیقیہ کی اطلاع تین طریق سے متصور ہے۔ محکوم علیہ سے محکوم بہ کو دریافت کیجئے اور اس طریق سے نسبت فیما بین کو دریافت کر لیجئے یا دونوں کو دریافت کیجئے اور نسبت فیما بین کو سمجھانے یا محکوم بہ سے محکوم علیہ کی طرف جاریئے اور نسبت فیما بین کی خبر لائیئے، مگر چونکہ شکل اول میں طرف اولیٰ معنی محکوم علیہ کا علم ضروری ہے اور شکل ثالث میں طرف ثانی کا علم کا لازم ہے اور شکل ثانی میں دونوں کی اطلاع کی اولیٰ حاجت ہے تو بالخصوص حکماء دین مراتب حکمیہ میں بترتیب متفاوت ہوں گے۔ معتمد اسرار طریق اول کے محکومات بہا کی اطلاع بجز تفقہ انبیاء متصور نہیں کیونکہ عقول ناقصہ اور اک محکومات علیہا میں کافی نہیں، علاوہ بریں ایک محکوم علیہ کا علم اس کے سارے لوازم معنی محکومات بہا کو مستلزم ہو سکتا ہے اور محکوم بہ کا علم اگر مستلزم بھی ہو دے تو ایک ہی محکوم علیہ کے علم کو مستلزم ہوتا ہے اس وجہ سے بھی مرتبہ اول قابل اولیت ہے پھر باقی درجہ کو مرتبہ ثالث اولیٰ و ثانی سے بالفات متاخر ہے اس کا مرتبہ بھی ان دونوں کے بعد ہی ہوگا۔ سو مرتبہ اول بدرجہ کمال تو انبیاء ہی کے ساتھ مخصوص نظر آتا ہے اگرچہ کسی قدر متجان یا اخلاص بھی ان کے شریک ہوں چنانچہ قبل ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تحیۃ الوصو پر حضرت بلالؓ کا مداومت فرمانا اور بہت سے احکام میں حضرت عمرؓ کے موافق دینی کا آنا اس پر شہاد ہے علیٰ ہذا القیاس حضرت بایزید مصطفائیؒ اور حضرت شیخ علی الدین مرثیٰؒ کے وہ اقوال جن سے احکام شرعیہ کے درس و تدریس فقط مجوزہ الہام ان کا مطلع ہونا ثابت ہوتا ہے عجیب نہیں کہ اس پر محمول ہوا کہ احتمال ہے کہ فقط علم احکام مراد ہو یہ اس کے کہ ان کے محکومات علیہا معلوم ہوں چہ جائے کہ اس سے محکومات بہا معنی احکام کی طرف ذہن کو انتقال واقع ہوا ہو اور مرتبہ ثانی کا براہ ویار و مجتہدان با اتفاق کے لیے ہے۔ راجع مرتبہ ثالث وہ معرکہ کراؤ کیا امت ہے۔ ماوراء اس کے تقلید بحث ہے۔ بظاہر علم ہے اور حقیقت میں جہل ہے۔ الغرض جو شخص علیٰ بعیدہ اور قریب پر مطلع ہوگا۔ وہ عالم اور حکیم کمال اور مصداق ومن یوقی الحکمۃ فقد اوقیٰ خیراً کشیدہ ہوگا ورنہ اگر کج محفوظ کا بھی محافظ ہو تو عالم نہیں جاہل ہے۔

باب (۹)

تقلید کے متعلق

۱: تقلید کے بارے میں (مردودی)

میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لیے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے (یعنی شرک و کفر) ۱
(رسائل مسائل جلد اول ص ۲۴۲)

۲: اپنے بارے میں (مردودی)

میں نہ مسلک اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت کا پابند ہوں۔ لیکن کوئی وجہ نہیں کہ جماعت اسلامی میں جو لوگ شریک ہوں ان کا فقہی مسلک لازماً میرے فقہی مسلک کے مطابق یا اس کے تابع ہو۔ (رسائل مسائل صفحہ ۲۴۲ جلد اول طبع دوم)

۳: تقلید مامورین اللہ ہے

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

و تقلید مطلق فرض ہے بقولہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتمھ لا تعلمون الاٰیۃ۔ حق تعالیٰ نے اس آیت میں مطلق تقلید کو فرض فرما دیا ہے اور تقلید کے دو فرد ہیں ایک شخصی کہ سب مسائل ضروریہ ایک ہی عالم سے پوچھ کر عمل کرے دوسرے غیر شخصی کہ جس عالم سے چاہے دریافت کرتے اور آیت بسبب اپنے اطلاق کے دونوں قسم تقلید کو متضمن ہے لہذا دونوں قسم کی تقلید مامورین اللہ تعالیٰ اور مفرض حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور جس فرد تقلید پر کوئی عمل کریگا۔ حق تعالیٰ کے حکم پر فرض کا عامل ہوگا۔ لہذا جو شخص نقطہ شخصی کو جو مامور مفرض میں اللہ تعالیٰ ہے۔ شرک یا بدعت کہتا ہے وہ جاہل و گمراہ ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی مخالفت میں خدا تعالیٰ کے مفرض کو شرک کہتا ہے ۲
(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۱۸)

باب

احکام شریعت میں قطع برید

۱ : متعہ کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں (مودودی)
 متعہ کی حرمت قرآن سے ثابت ہے (حضرت شیخ الحداد)

سورہ مومنوں کی آیت مَا لَیْزٌ عَلَیْکُمْ لَیْسَ بِکُمْ حَافِظُونَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِکُمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ
 اَیْمَانُکُمْ (اور کامیاب ہیں وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ موائی
 بیویوں اور باندیوں کے) کی تفسیر میں مودودی لکھتے ہیں :-

”بعض لوگوں نے متعہ کی حرمت بھی اس آیت سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ان کا استدلال یہ ہے
 کہ متعہ عورت نہ تو بیوی کے حکم میں ہے نہ وہ نہ مذہبی کے حکم میں۔ نہ مذہبی تو ظاہر ہے کہ وہ نہیں ہے اور
 بیوی اس لیے نہیں ہے کہ زوجیت کے لیے جتنے قانونی احکام ہیں ان میں سے کسی کا بھی اس پر اطلاق نہیں
 ہوتا۔ وہ نہ مرد کی وارث ہوتی ہے۔ نہ مرد اس کا وارث ہوتا ہے، نہ اس کے لیے عدت ہے۔ نہ
 طلاق۔ نہ نفقہ نہ ایثار، نہ نگہار، نہ لحان وغیرہ بلکہ چار بیویوں کے مقررہ حد سے بھی وہ مستثنا ہے
 لیکن واقعہ یہ ہے کہ آیت تحریم متعہ کے بارے میں صریح بھی نہیں اور اس سے تحریم پر استدلال
 ان ثابت شدہ احادیث کے بھی خلاف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناجائز
 تک جائز رکھتے رہے لہذا متعہ کی حرمت قرآن کے کسی صریح حکم پر مبنی نہیں بلکہ سنت پر مبنی ہے اور
 متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں شیعوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس
 میں بحث و مناظرہ نے بیجا شدت پیدا کر دی ہے درحقیقت معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

انسان کو لمبا اوقات ایسے حالات سے سابلغہ پیش آ جاتا ہے جس میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ دنیا
 متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ایسے حالات میں دنیا کی نسبت متعہ کو لینا بہتر ہے
 مثلاً فرض کیجئے کہ ایک جہاز سمندر میں ٹوٹ جاتا ہے۔ اور ایک مرد عورت نچتے پر بیٹھے ہوئے ایک مسافر

باب

احکام شریعت میں قطع برید

۱ : متعہ کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں (مودودی)
 متعہ کی حرمت قرآن سے ثابت ہے (حضرت شیخ الحداد)

سورہ مومنوں کی آیت مَا لَیْزٌ عَلَیْکُمْ لَیْسَ بِکُمْ حَافِظُونَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِکُمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ
 اَیْمَانُکُمْ (اور کامیاب ہیں وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ موائی
 بیویوں اور باندیوں کے) کی تفسیر میں مودودی لکھتے ہیں :-

”بعض لوگوں نے متعہ کی حرمت بھی اس آیت سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ان کا استدلال یہ ہے
 کہ متعہ عورت نہ تو بیوی کے حکم میں ہے نہ وہ نہ مذہبی کے حکم میں۔ نہ مذہبی تو ظاہر ہے کہ وہ نہیں ہے اور
 بیوی اس لیے نہیں ہے کہ زوجیت کے لیے جتنے قانونی احکام ہیں ان میں سے کسی کا بھی اس پر اطلاق نہیں
 ہوتا۔ وہ نہ مرد کی وارث ہوتی ہے۔ نہ مرد اس کا وارث ہوتا ہے، نہ اس کے لیے عدت ہے۔ نہ
 طلاق۔ نہ نفقہ نہ ایثار، نہ نگہار، نہ لحان وغیرہ بلکہ چار بیویوں کے مقررہ حد سے بھی وہ مستثنا ہے
 لیکن واقعہ یہ ہے کہ آیت تحریم متعہ کے بارے میں صریح بھی نہیں اور اس سے تحریم پر استدلال
 ان ثابت شدہ احادیث کے بھی خلاف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے نجس کہہ
 تک جائز رکھتے رہے لہذا متعہ کی حرمت قرآن کے کسی صریح حکم پر مبنی نہیں بلکہ سنت پر مبنی ہے اور
 متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں شیعوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس
 میں بحث و مناظرہ نے بیجا شدت پیدا کر دی ہے درحقیقت معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

انسان کو لمبا اوقات ایسے حالات سے سابعہ پیش آ جاتا ہے جس میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ دنیا
 متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ایسے حالات میں دنیا کی نسبت متعہ کو لینا بہتر ہے
 مثلاً فرض کیجئے کہ ایک جہاز سمندر میں ٹوٹ جاتا ہے۔ اور ایک مرد عورت نچتے پر بیٹھے ہوئے ایک مسافر

جزیرہ میں جا پہنچے جس جہاں کوئی آبادی موجود نہ ہو وہ ایک مسافت رہنے پر مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ باہم خود ہی ایجاب قبول کر کے اس وقت تک کے لیے عارضی نکاح کر لیں جب تک کہ وہ ایسی نہ پہنچ جائیں کم دیش ایسے ہی اضطرار صورتیں اور بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اسی طرح کی اضطراری حالتوں کے لیے بے جواز مجامعت اضطرار اور ابدی حرمت کے خلاف نہیں ہے جو بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ ہے بالکل اسی طرح جیسے مردار کو بحالت اضطرار کھانا اس ابدی حرمت کے خلاف نہیں جو قرآن سے ثابت ہے :

(ترجمان القرآن جلد ۱۴ ص ۱۷۱ اگست ۱۹۵۵ء)

۲ : متعہ کی حرمت کا قرآن سے ثبوت وَأَعِزَّ لَكُمْ مَا ذَرَأَ ذَايَكُمُ أَنْ تَبْتَغُوا بِهَا مَوَاطِنَ

تخصیصیہ یعنی شیعیت ط کی تشریح میں حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں :
یعنی جن عورتوں کی حرمت بیان ہو چکی ان کے سوا سب حلال ہیں چار شرطوں کے ساتھ اول یہ کہ طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب و قبول دونوں طرف سے ہو جائے دوسری یہ کہ مال میں ہمدینا قبول کرو تیسری یہ کہ ان عورتوں کو قید میں لانا اور اپنے قبضہ میں رکھنا مقصود ہو صرف مستی زکات اور شہوت رانی مقصود نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے یعنی ہمیشہ کے لیے وہ اس کی ذبح ہو جائے چھوڑے بغیر کبھی نہ چھوڑے طلب یہ کہ کوئی مدت مقرر نہ ہو اس سے متعہ کا حرام ہونا معلوم ہو گیا !!
(ترجمہ و تفسیر حضرت شیخ الحدیث علامہ عثمانی ص ۷۲)

۳ : نماز قصر کے لئے مسافت کا شرعی میں کوئی تعین نہیں (مردودی)

۱۰ فقہاء کے اراد اس معاملے میں مختلف ہیں چنانچہ قصر صلوٰۃ کے لیے کم از کم ۹ میل اور زیادہ سے زیادہ اڑتالیس میل کا انصاب مقرر کیا گیا ہے۔ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت سے اس معاملہ میں کوئی فرق ارشاد منقول نہیں ہے۔ نفس صریح کی غیر موجودگی میں جن دونوں سے استنباط کیا ہے اس کے اندر مختلف اقوال کی گنجائش ہے۔ صحیح یہ ہے کہ قصر کے لیے مسافت کا ایسا تعین جس میں ایک لفظ خاص سے تجاوز کرتے ہی قصر کا حکم لگایا جاسکے شارع کا منشا نہیں ہے۔ شارع علیہ السلام نے سفر کے مفہوم کو عرف عام پر چھوڑ دیا ہے :

(رسائل مسائل جلد اول ص ۲۱۴)

۴ : قرأت ثبات الامام میں مودودی مسلک

”جو کچھ میں نے تحقیق کیا ہے اس کی رو سے صحیح مسلک یہ ہے کہ جب امام آباد پڑھ رہا ہو تو مقتدی خاموش رہے اور جب امام آہستہ پڑھ رہا ہو تو مقتدی بھی فاتحہ پڑھے اس طرح حکم قرآنی اور کسی حدیث کی خلاف ورزی کا خدشہ نہیں رہتا اور تمام مختلف دلائل کو دیکھ کر یہ ایک متوسط طریقہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔“

نوٹ: اس مسئلہ کو حضرت شیخ الحدیث کی کتاب البیان الاطلاق میں ملاحظہ فرمائیں اس کتاب میں خود رد مجتہدین کے اجتہادات کی قلع کھول گئی ہے۔ (مؤلف)

۵ : اسوہ سنت اور بدعت کا دستور مودودی کی نظر میں

(الف) ”اسوہ اور سنت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان معنومات کو غلط بلکہ دین میں تحریک کا موجب سمجھا ہوں جو بالعموم آپ حضرات کے دل رائج ہیں آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی وارسی رکھتے تھے اتنی بڑی وارسی رکھنا سنت رسول یا اسوہ رسول سے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء مبعوث کئے جاتے رہے مگر میرے نزدیک صرف یہ نہیں کہ یہ سنت کی تعریف نہیں ہے بلکہ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور ان پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دینی۔“

(فتح رسائل مسائل جلد اول صفحہ ۲۰۷)

نوٹ: لیکن سنت عام طور پر اسی امر کو کہا جاتا ہے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہو خواہ وہ قول نبی ہو یا فعل یا کسی کے عمل پر سکوت۔ اس معنی میں علماء اہول حدیث کے نزدیک سنت اور حدیث ایک ہی چیز ہے لیکن ان لوگوں کے قول کے مطابق جنہوں نے حدیث کو صرف آنکھوں کے قول میں منحصر کیا ہے سنت عام ہوگی اور حدیث خاص۔

(فتح الملبم مقدمہ ص ۲ . علامہ عثمانی ص ۲)

(ب) ”مجھے انوس ہے کہ بڑے بڑے علماء خود حدود شرعیہ کو نہیں سمجھتے اور ایسے فتوے دیتے ہیں جو پرچا حدود شرعیہ سے متجاوز ہیں، وارسی کے متعلق شاعرانے کوئی حد مقرر نہیں کی علامہ نے جو حد مقرر کرنے کی کوشش کی ہے وہ بہر حال ایک استنباطی چیز ہے اور کوئی استنباط کیا ہوا حکم دو حیثیت حاصل نہیں کر سکتا جو نفس کی جوتی ہے کسی شخص کو اگر فاسق کہا جائے تو صرف حکم منصوص کی خلاف ورزی پر حکم مستنبط کی خلاف ورزی فی الواقع

میں نہیں آتی۔ وغیرہ وغیرہ ۲ (رسائل مسائل حصہ اول ص ۱۸۶، ۱۸۷)

۴: حقوق الزوجین (مودودی)

الف) اگر عورت پر الزام لگانے کے بعد شوہر لعان سے انکار کرے تو جہور کی رائے میں وہ کافی نہیں بلکہ قید کا سزاوار ہوگا۔ اسی طرح اگر شوہر کے لعان کے بعد عورت لعان سے انکار کرے تو شافعی اور مالک رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ اس کو رجم کیا جائے گا۔ اس باب میں امام اعظمؒ کا مذہب زیادہ صحیح اور منہی برصطحت ہے۔ لیکن ہندوستان کے موجودہ حالات میں اس کی گنجائش نہیں ہے کہ لعان کے انکار کرنے کو جرم مستلزم قرار دیا جائے۔ اس لیے مردست ضابطہ شرعیہ میں اس کے لیے مناسب مشکل یہ ہوگی کہ اگر مرد لعان سے انکار کرے تو عورت کو اس پر الزامِ مشیتِ مرفی کا دعویٰ دائر کرنے کا حق دیا جائے۔ (حقوق الزوجین ص ۱۹۱)

نوٹ: یہ اجتہاد بلا دلیل ہے

ب) تطلیقات در مجلس واحد پر ایسی پابندیاں عادی کر دی جائیں جن کی وجہ سے لوگ اس فعل کا انکباب نہ کر سکیں۔ مثال کے طور پر اس کی ایک صورت یہ ہے کہ مطلقہ عورت کو جسے ایک وقت تین طلاقیں دی گئی ہیں عدالت میں ہر جانے کا دعویٰ کرنے کا حق دیا جائے اور ہر جانے کی مقدار کم از کم ہر ایک نصف مقدار تک مقرر کی جائے۔ (حقوق الزوجین ص ۱۹۱) نوٹ: یہ اجتہاد بلا دلیل ہے۔

ج) یہ مسئلہ کہ باپ اور واد اکونا یا نوز پر ولایت اجار حاصل ہے اور ان کے کئے ہوئے نکاح میں لڑکی کو خیار بلوغ استعمال کرنے کا حق نہیں ہے قرآن مجید کی آیت یا بنی صل اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ پھر لایچ وجوہات بیان کر کے ارشاد ہے:

د ان وجہ سے فقہ کے اس جزیئر پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور مصالح کا اقتضایہ یہ ہے کہ اس خالص اجتہادی مسئلے میں ترمیم کر کے صغیر و صغیر کو ہر حال میں خیار بلوغ دیا جائے۔ (حقوق الزوجین ص ۱۹۱)

نوٹ: حضرت عائشہؓ کے معاملہ میں ایسا نہیں ہوا۔

۵: حلت اور حرمت میں مودودی کا اجتہاد

گھر اس کے بعد پھر مختلف چیزوں کی حلت و حرمت میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہوا ہے، مثلاً پالتو گدھے کو امام ابو حنیفہ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ حرام قرار دیتے ہیں لیکن بعض دوسرے

فقہا کہتے ہیں کہ وہ حرام نہیں ہے۔

دردہ جانوروں اور شکاری پرندوں اور مردار و خور حیوانات کو حلیفہ مطلقاً حرام قرار دیتے ہیں۔ لیکن امام مالک اور اوزاعی کے نزدیک شکاری پرندے حلال ہیں۔ لیٹ کے نزدیک جلی حلال ہے۔ امام شافعی کے نزدیک صرف وہ درندے حرام ہیں جو انسان پر حملہ کرتے ہیں۔ جیسے شیر، بھیریا، چیتا وغیرہ۔ مکرر کے نزدیک کوا اور بچو و دونوں حلال ہیں۔ اس طرح حلیفہ تمام حشرات الارض کو حرام قرار دیتے ہیں مگر ابن ابی یسار، امام مالک اور اوزاعی کے نزدیک سانپ حلال ہے۔ ان تمام مختلف اقوال اور ان کے دلائل پر غور کرنے سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ دراصل شریعت الہیہ میں قطعی حرمت ان چار چیزوں کی ہے جن کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے (مردار، مبتلا ہوا خون، خنزیر، غیر اللہ کے نام کا مذبح) ان کے سوا دوسری حیوانی غذاؤں میں مختلف درجہ کی کراہت ہے۔ جہیزدول کی کراہت صحیح روایات کے مطابق بنی صلح سے ثابت ہے وہ حرمت کے درجہ کے قریب تر ہے اور جن چیزوں میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہوا ہے ان کی کراہت شکوک ہے یہی طبیعت کراہت یا تحویم کی کراہت تو شریعت الہیہ کسی کو مجبور نہیں کرتی کہ وہ خواہ غناہ ہر اس چیز کو ضروری کھائے جو حرام نہیں کی گئی ہے۔

تفسیر القرآن طبع دوم سنہ ۱۹۵۴ء

نوٹ: تحفہ لمحہ از مولانا محمد قاسم صاحب مطالعہ کریں

۸: سینما فی نفسہ جائز ہے (مودودی)

میں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ خیال ظاہر کر چکا ہوں کہ سینما بجائے خود جائز ہے۔ البتہ اس کا ناجائز استعمال اس کو ناجائز کر دیتا ہے۔ سینما کے پردے پر جو تصویر نظر آتی ہے۔ وہ دراصل تصویر نہیں بلکہ پرچھائیں ہے جن طرح آئینہ میں نظر آیا کرتی ہے۔ اس لیے وہ حرام نہیں بلکہ وہ عکس جو فلم کے اندر پڑتا ہے تو وہ جب تک کاغذ یا کسی دوسری چیز پر چھاپ نہ لیا جائے نہ اس پر تصویر کا اطلاق ہو سکتا ہے اور نہ وہ ان کاموں سے کسی کام کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے جس سے باز نہ رہنے ہی کی خاطر شریعت میں تصویر کو حرام کیا گیا ہے ان وجوہ سے میرے نزدیک سینما بجائے خود مباح ہے۔

سینما کے پردے کی تصویر دراصل سایہ ہے وہ تصویر ہی نہیں اور فلکی عکس کو جب تک کاغذ پر چھاپ نہ لیا جائے وہ بھی تصویر نہیں ہے۔ جن امور سے باز رہنے کی خاطر تصویر کو حرام کیا گیا ہے وہ فلم کی تصویروں میں نہیں ہیں۔

(رسائل مسافر جلد دوم صفحہ ۲۹)

نوٹ: سینما کے بارے میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا ایکہ نصیرت افروز مضمون ہے جس میں نفی دلائل کے

ماتحت بتایا گیا ہے کہ سینما دیکھنا جائز نہیں ہے یہ سمون اخبار دینہ، بجزر میں شائع ہوا تھا، اگر یہ معنون دستیاب ہو گیا تو ہم انشاء اللہ سلسلہ میں اس کو شائع کریں گے۔ سلسلہ میں انشاء اللہ مودودی کے مزاح کہ خیالات کا جواب دیا جائے گا۔

(۹) احکام مستخرجہ کا خلاف بھی موجب فسق ہے (مولانا محمد قاسم صاحب)

فقہاء و رباب اقوال مستخرجہ دو منصب رکھتے ہیں ایک تو یہی منصب استخراج و استنباط دوسرے منصب لایتنیہ کہنا کہ اس حکم کے لیے کوئی ناخذ ہے کیونکہ یہ منصب ثانی اگر ان کے لیے تجویز نہ کیا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ یہ لوگ کذاب اور دروغ گو تھے سرنا وجود آثار صدق و دیانت اگر کسی کو کذاب کہنا جائز ہے تو راہیان حدیث صحیح کے کذاب کہہ دینے سے نمون مانع ہے۔ وجوب متعلق احکام مستخرجہ فقہاء و مسلمین وجوب متعلق احکام منصوبہ سے رتبہ میں کم ہو گا مگر یہ کی ایسی ہوگی جیسے نماز کی فرضیت اور روزہ کی فرضیت میں تفاوت کی بیش سے اس لیے یہ کہنا تو فطک کہ قابل تسلیم نہیں ہاں یہ بات مسلم ہے کہ اس کے انکار سے کفر عائد نہیں ہوتا پر انکار تو حدیث واحد کا بھی موجب کفر نہیں اگر ہے تو بموجب فسق ہے سرور ہی فسق یہاں بھی لازم آئے گا۔ بہت نہیں تھوڑا ہی ہیں لیکن اتنا اور ملحوظ رکھنا چاہیے کہ منصب مذکور کے حاصل ہونے سے پہلے خود رائی ایسی ہے جیسے اندھا بے کسی کی ہدایت کے رہروی اختیار کرے فقط عربی ترجمہ کر لینے سے یہ بات حاصل نہیں ہو جاتی اگر کوئی شخص عربی زبان حافظ کلام اللہ و حدیث بھی ہو تو کیا ہے اندھا شیع کے با تقدیر سے لینے سے سوچا کا نہیں ہو جاتا۔ اور ہناری دواؤں کے جان لینے سے طیب نہیں بن جاتا باقی تفاوت واقع فیما بینا اور علماء کرام مسلم مگر یہ تفاوت تادرج وجوب مذکور میں درجہ وہ تفاوت جو خدا تعالیٰ اندام علیہ السلام میں واقع ہے اس تفاوت زیادہ ہے جو پیغمبروں اور ان کی امتوں میں ہوتا ہے سو اگر محض تفاوت موجب سقوط اعتبار ہے تو یہ بات تو دور تک پہنچتی ہے اور اگر اضافت خداوندی یعنی یہ بات کہ اقوال انبیاء کرام و پروردہ فرمودہ خدا تعالیٰ ہوتے ہیں موجب وجوب اعتبار ہے تو یہاں بھی یہ اضافت اپنا کام کرے گی۔

۱۔ اُمتِ مسلمہ کی فضیلتِ کلی (تفسیر عثمان: ۱۳۳-بقرہ، ۱۱۰-آل عمران)

نوٹ : مودودی نے سورہ بقرہ کی آیت ۱۳۳ کی غلط تفسیر لکھی ہے۔ اس تفسیر سے امتِ مسلمہ کی فضیلت ختم ہو جاتی ہے۔ آخر میں لکھا ہے کہ ہماری امامت کے دور میں ہماری واقعی کوتاہیوں کے سبب جتنی گمراہیاں دنیا میں پھیلی ہیں تو اُمتِ شر اور شیاطین کو اس وجہ کے ساتھ ہم بھی ماخوذ ہوں گے۔ ہم سے پوچھا جائے گا کہ جب دنیا میں مصیبتِ ظلم اور گمراہی کا یہ طوفان برپا تھا تو تم کہاں مر گئے تھے۔ (تفسیر القرآن) اور تبہ سے پوچھ نہیں کہ کافروں کو مسلمان کیوں نہ کیا۔“ (۱۱۹-بقرہ) یہ مضمون شاہِ محدث نے تفسیر میں بیان کیا ہے۔

۲۔ نکاح کے چار شرائط اور متعہ کی حرمت (تفسیر عثمانی) (پنجوی پائے کی پہلی آیت)

قرآن کریم سے متعہ کی حرمت ثابت ہے مگر مودودی متعہ کی حرمت کا قائل نہیں اور اضطرابی حالت میں مودودی نے متعہ کی حرمت کو ختم کر کے باطل جائز ہی کر دیا۔ اضطراب بھوک میں تو ثابت ہے اور عقل مانی ہے کہ زندگی بچانے کے لیے حرام چیز کھانی لینا جائز ہو سکتا ہے۔ مگر شہوانی حالت کو اضطراب میں داخل کرنا عقل کے نزدیک مسلم نہیں۔ چونکہ شہوانی حالت کو جائز تدابیر سے اعتدال پر لایا جاسکتا ہے بشرطیکہ تزکیہ اور ضبط نفس کا خیال ہو۔

۳۔ مشائخ کی بیعت کا قرآن سے ثبوت (۱۲-ممتد)

اس آیت میں بیعتِ اسلام مراد نہیں چونکہ مومنات سے خطاب ہے اور بیعتِ جہاد بھی مراد نہیں چونکہ مومنات سے خطاب ہے اور مومنات پر جہاد فرض نہیں، اس بیعت سے وہی بیعت مراد ہے جو مشائخ میں مروج ہے۔ مشائخ حضرات بیعت لیتے وقت اسی قسم کا عہد لیتے ہیں جو آیت ۱۲ سورہ ممتد میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ بات ہم کو ہمارے مرشد نے بتائی۔ مگر مودودی نے لکھا ہے کہ اب جس کو تجدید و احیاء دین کا کام کرنا ہے اس کو پیری مریدی، حجتہ قلا، صوفیانہ رموز و اشارات بلکہ ہر اس چیز سے جو اس سلسلہ (بیعتِ ارشاد) کی یاد تازہ کرانے والی ہو اس طرح پر مہر کرانے جس طرح ذیابیطس کے مریض کو شکرے پر مہر کرتے ہیں۔“

۴۔ قرآن کی تفسیر وہی معتبر ہے جو احادیث نبوی کے مطابق ہو

تفسیر عثمانی (جلد ۲۲-۲۳) =====

مگر مودودی نے احادیث سے ہٹ کر اپنی تفسیر کو جدید تاریخی تحقیقات و آثار قدیمہ کی تاریخ، یہودیوں کی انسائیکلو پیڈیا، بائبل کے واقعات اور دیگر اسرائیلات سے بھی دنگین کیا ہے جو موجودہ زمانے کے آدمی کے لئے تو ایک فلسف اور مجلس کا کام دے سکتے ہیں مگر قرآن کی تفسیر کے معاملہ میں احادیث اور آثار صحابہؓ سے مقابلہ میں ان کی کچھ حیثیت نہیں اور جہاں ان کی توجیہات آثار اور احادیث کو پس پشت ڈالتی رہیں اور محض عقلی گفتوں پر تکیہ کر کے ان کو تائید میں پیش کیا گیا ہے وہ بالکل ملود اور مردود ہیں۔ صرف اسی حد تک ان تحقیقات کو استعمال کیا جاسکتا ہے جہاں کسی تاریخی معنوں کی وضاحت منظور ہو جیسا کہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے سورہ روم کی شروع آیات کی تفسیر میں انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا سے کچھ روم اور ایران کی لطایفوں کے واقعات کا حوالہ دیا جس کا نفس تفسیر سے کچھ تعلق نہیں۔ صرف ایک پیشین گوئی کی مقانیت کو ثابت کرنے کے لئے تاریخی واقعات کا حوالہ دیا ہے۔ حضرت علامہ نے کسی مقام پر بھی تفسیر کو تاریخ جدید یا آثار قدیمہ کا تابع نہیں بنایا۔ مودودی نے حضرت سلیمانؑ کے واقعہ میں صحیح احادیث کو غلط قرار دے کر عقل تک بند یوں سے کام لیا اور صحابہؓ کے مدول ہونے کو مشتبہ بنا دیا یہی طرح تخت پر دھڑکانے کے واقعہ کو تاریخ بنی اسرائیل کی بنیاد پر غلط زدگی میں پیش کر کے غلط نتائج نکالے اور پوری تفسیر کو ایک لغو کمانی بنا دیا۔ اسی طرح حضرت سلیمانؑ کے معجزہ تیسرے برا کو عیسائیوں کی بائبل کی بنیاد پر بالکل مسخ کر دیا۔ داؤدؑ کے معجزہ کو کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جاتا تھا کا عدم قرار دے کر آثار قدیمہ کے حوالہ کر دیا۔ یہ لکھ دیا کہ انھوں نے حق قرآن کی لوہے کی دریافت کردہ صنعت کو سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر جتنی مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ حضرت داؤدؑ کے زمانے کو لوہے کا زمانہ قرار دیا۔ حالانکہ فوج کی کشتی کو تختوں والی اور کیلوں والی کہا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا کہ لوہے کی چیزیں فوج یا اس سے بھی پہلے استعمال میں آچکی تھیں۔ حضرت سلیمانؑ کی مدد و سلطنت کے بارے میں لکھا کہ مفسرین نے ان کی حد و سلطنت کے بابے میں مبالغہ سے کام لیا حالانکہ خود قرآن میں ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کی اولاد کو ملک عظیم عنایت فرمایا۔ عرض جگہ جگہ تاریخی تحقیقات اور اثری دریافت پر تفسیر کو گھڑا۔ مودودی کی تفہیم القرآن ایسے ناقص حوالوں سے سہری پڑی ہے۔ مودودی نے کچھ پروا نہیں کی کہ یہ غیر محکم اور غیر تحقیقی واقعات تفسیر قرآنی کو خراب کر دیں گے۔ تفسیر بہت نازک چیز ہے۔ تفسیر قرآنی دراصل منشاء الہی کا ڈھیر نام ہے جو تفسیر بالقرآن کے ضد ہے۔ مودودی کی ان بیہودہ تشریحات کو

سورۃ انبیاء، سورۃ سبأ، سورۃ صٰح و غیرہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ چونکہ تفسیر مشاء افنی کا دوسرا نام ہے۔ اسی لئے جو تفسیر احادیث کے مطابق ہے وہ مقبول ہے چونکہ حضور صلعم کے سوائے دوسرا کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مشاء کا حقیقی ترجمان ہے۔ صحابہؓ نے حضور صلعم کی احادیث کو ہی بنیاد قرار دیا ہے تاکہ عقلی تمسک بندین اور عصری تاریخی تحقیقات کو۔ ہم نے مختصر لکھ دیا ہے ورنہ مودودی نے اس نسخ پر جو غرائز لائی ہیں وہ سود و سو مسوغات میں بھی نہیں آسکتیں۔ اس معنوں کے لئے مستقل تصنیف چاہیے۔

۵۔ تقلید مامور من اللہ ہے

----- تفسیر عثمانی، نمل، ۴۲ -----

تفسیر عثمانی میں تقلید کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت داخل کیا گیا ہے یعنی تقلید کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ مگر مودودی نے لکھا ہے کہ تقلید ایک پڑھے لکھے آدمی کے لئے ناجائز اور گناہ جبکہ اس سے بھی زیادہ شدید ہے۔ (یعنی کفر و شرک)

۶۔ بد قولی کا خیال تبھی پیدا ہوتا ہے جب ادبار ہونا ہوتا ہے

(تفسیر عثمانی - نمل، ۹۱ تا ۹۲)

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ بد قول اور بد عہدی سنگین جرم ہے۔ بد عہدی کہ کے سلطان کو بدنام نہ کر دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسری اقوام مسلمانوں کے پست کردار کو دیکھ کر اسلام کی طرف مائل ہونے کے بجائے اسلام سے نفرت کرنے لگیں اور تم پر اسلام سے روکنے کا گناہ چڑھے جس کی سنت مزا ہے۔ مودودی جامعہ کے مشنریں جو کچھ لکھا گیا ہے مودودی جامعہ نے اس کی مکمل خلاف ورزی کی ہے۔ جو لوگ ان کے قریب ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں کہ ان کے قول و فعل میں کتنا تضاد ہے۔ موجودہ دور میں تو ان کا منافقانہ کردار بالکل واضح ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت لوگ ان سے اور مودودی سے بیزار ہو گئے ہیں۔

۷۔ حقیقت رُوح

----- تفسیر عثمانی - (۸۵، بنی اسرائیل) -----

تفسیر عثمانی میں روح انسانی پر بصیرت افزہ کلام کیا گیا ہے۔ روح انسانی کی حقیقت کو قرآن کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ مگر مودودی نے اس آیت میں روح سے مراد روح انسانی کو غلط قرار دیا ہے۔ مودودی

سے کوئی پوچھے کہ پھر قرآن کریم کی وہ کونسی آیت ہے جس میں روحِ انسانی کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ روحِ انسانی کی حقیقت کو اگر قرآن بیان نہیں کرے گا تو پھر کس کے بس کی بات ہے کہ ایسی طبعیت کی حقیقت کو بیان کرے۔ مودودی نے مفسرین کو غلط قرار دے کر اپنی فطری جاثیت کا ثبوت دیا ہے۔

۸۔ نماز سے مقصود اعظم اللہ کی یاد ہے

تفسیر عثمانی - (۱۴ - طہ)

سورہ طہ کی آیت ۱۴ میں صاف تصریح ہے کہ نماز قائم کر دہاری یاد کے لئے۔ اللہ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے۔ گویا نماز کا مقصود اعظم بھی سب سے بڑا ہے۔ مگر مودودی کتاب ہے کہ نماز ایک تم کی ٹریننگ گراڈنٹ ہے ایک بڑے مقصد کے لئے یعنی حکومتِ الہیہ کے لئے۔ گویا نماز مودودی کے نزدیک حکومت حاصل کرنے اور چلانے کا ایک تکنیکی ادارہ ہے۔ مودودی کے نزدیک نبوت کا انتہائی مقصد بھی حکومتِ الہیہ کا قیام ہے۔ قرآن کریم میں کسی مقام پر مودودی کے ان دلغریب افکار کی تائید نہیں ہے۔ اصل میں حکومت حاصل کرو چاہے کسی طرح حاصل ہو۔ موجودہ دور میں مودودیوں کی طلبِ حکومت کی شدید خواہش کا راز افشا ہو گیا۔

۹۔ جنت میں مراتبِ تزکیہ پر موقوف ہیں

تفسیر عثمانی - (۷۶ - طہ)

قرآن کریم کے پورے مطالعے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مذاہبِ آسمانی کا مشترک مقصد تزکیہ ہے۔ تزکیہ پر جہنم سے بچاؤ موقوف ہے۔ نیت کی پاکی تزکیہ سے حاصل ہوتی ہے۔ خلافتِ راشدہ تزکیہ پر موقوف ہے، فہمِ قرآنی تزکیہ پر موقوف ہے، کمالاتِ عرفانی کا حصول تزکیہ پر موقوف ہے۔ علم اور حکمت کے خزانوں کا حصول تزکیہ پر موقوف ہے۔ تفسیرِ قرآنی تزکیہ پر منحصر ہے۔ مگر مودودی نے تزکیہ کے ائمہ پر حملے کر کے، تزکیہ کے طریقوں پر زبانِ درازی کیونکہ مغزِ اسلام (تزکیہ) پر ضرب لگائی ہے۔ تزکیہ مقاصدِ بعثتِ انبیاء کی روحِ رواں ہے۔ مقاصدِ بعثتِ پر وہی شخص تبرماں سکتا ہے جس میں وجہِ موجود ہو۔ وجہِ نبوت کی ضد ہے۔

۱۰۔ سامریت حق اور باطل کا امتزاج ہے

تفسیر عثمانی - (۹۵، ۹۶ - طہ)

حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی (دفتر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی) نے لکھا ہے کہ سامری کا بچپن پاک الہ

ناپاک کا مجموعہ تھا۔ مٹی مٹی پاک حضرت جبریلؑ کے قدموں کی اور سونا تھا ناپاک فریب سے لیا ہوا قوم فرعون سے۔ پاک اور ناپاک یعنی حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ بن گیا۔ اس میں ایک بے معنی آواز پیدا ہو گئی اور حق لوگ اس بچھڑے پر فریفتہ ہو گئے۔ یہی حال تفہیم القرآن اور دیگر کتابوں کا ہے کہ حق اور باطل کا ایک مرکب معجون ہے جو جسم روحانی کے لئے زہر سے زیادہ مہلک ہے۔ لوگوں کو چاہیے ایسی سامری پروڈکشن سے بچیں۔

۱۱۔ جو دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ سامری اور خابرجی ہے

تفسیر عثمانی - موضح القرآن (۹۷ - طہ)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے لکھا ہے اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس کو نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور صلعم کو کہا جبکہ حضور صلعم مال تقسیم فرما رہے تھے ”انصاف سے بانٹو“ حضور صلعم نے فرمایا: ”اس کی جنس کے لوگ نکلیں گئے“ چنانچہ یہ اٹھے خارجی جو گئے اپنے بڑوں پر اعتراض کرنے اور جو دین کے پیشواؤں پر اعتراض کرے ایسا ہی ہے۔ کیا مودودی لوگ اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں کہ مودودی نے ایضاً، ائمہ ہدایتؒ اور مشائخؒ کسی کو بھی نہیں چھوڑا جن پر رکیک جملے نہ لکھے ہوں۔ پچھلے دنوں ریڈیو پاکستان پر یہاں تک کہ دیا کہ حضور صلعم اپنے آپ پر نکتہ عینی کی خود دعوت دیتے تھے (معاذ اللہ) حضور صلعم پر نکتہ عینی کفر ہے۔ تو کی حضور صلعم کھنڈ کی دعوت دیتے تھے؟

۱۲ صحابہ کرامؓ کی بصیرت منصوص ہے

تفسیر عثمانی - (۱۰۸ - یوسف)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی بصیرت کو بیان کیا ہے۔ مودودی نے صحابہؓ کی بصیرت کو مجروح کیا ہے۔ خلافت و ملکیت، تفہیم القرآن اور دیگر کتابوں میں یہ مواد موجود ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ مودودی نے صحابہ کرامؓ کی شان پر گستاخانہ جملے لکھے ہیں اور ان کی بصیرت کو مجروح کیا ہے اور اس کا نام آمنوں نے قید رکھا ہے جو حقیقت میں تنقیص ہے۔ مگر جن کی بصیرت پر قرآن گواہ ہو کیا ایسا شخص ان پر تنقید کر سکتا ہے جس کی بصیرت منصوص نہیں ہے؟ مودودی خود بصیرت سے محروم ہے اس لئے صاحب بصیرت حضرات پر تنقید کرتا ہے جس طرح ایک اندھا آنکھ والوں کا مذاق اڑاتا ہے۔

۱۳۔ اقوام عالم میں صحابہؓ کا ایثار اور قربانی بے مثال ہے

===== تفسیر عثمانی (۲۴ سے ۲۶ - مائدہ) =====

قرآن کریم نے صحابہ کرامؓ کی تعریف کی ہے۔ اُن کی قربانی اور ایثار بے مثال ہے۔ وہ پوری امت کے لئے نمونہ ہیں۔ پھر ایسے حضرات پہ زبان طعن و راز کرنا دراصل قرآن کی چھپی تنقید ہے۔ گویا باری تعالیٰ سے یہ کہنا ہے کہ تم کتنی ہی ان حضرات کی تعریف کرو مگر ہم اُن کے اندر کیڑے ضرور نکالیں گے۔ مودودی نے صحابہؓ میں کیڑے نہ نکال کر قرآن کو مجروح کیا ہے۔

۱۴۔ خلفائے راشدین کی تعریف

=====

تفسیر عثمانی - (سورہ نور - ۵۵)

اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کی تعریف کی ہے۔ ابن کثیرؒ نے خلفاء کی تعریف میں نہایت بعیرت افروز جملے لکھے ہیں۔ حضرت علامہؒ نے ان جملوں کو آیت ۵۵ - سورہ نور کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ مگر مودودی نے اس آیت کی لفظ تفسیر بیان کی ہے۔ ابن کثیرؒ نے خلافت کے دور کو چاروں خلفاء پر منطبق کیا ہے اور مودودی نے تین خلفاء کو شمار کیا ہے اور حضرتؓ کو چھوڑ دیا۔ قرآن کی تفسیر میں حضرت علیؓ کو چھوڑ دیا اور خلافت و ملکیت بدنام اور مردود کتاب میں حضرت عثمانؓ کو خلافت راشدہ سے خارج کر دیا اور ملکیت کا بانی قرار دیا۔

۱۵۔ صحابہؓ کا ایمان معیارِ ایمان اور ہدایت ہے

===== تفسیر عثمانی (۱۲۶ - بقرہ) =====

قرآن کریم صاف اعلان کر رہا ہے کہ اہل کتاب اُسی وقت ہدایت حقیقی پر آسکتے ہیں جبکہ وہ اس طرح ایمان لادیں جس طرح اسے صحابہؓ تم ایمان لائے ہو۔ مگر مودودی کا مشورہ عقیدہ ہے کہ صحابہؓ کو عام معیار حق نہیں ہیں۔ اس طرح صحابہؓ کی تنقید کے ساتھ ساتھ قرآن کی وائے نفی ہوتی ہے۔ اسے لوگوں پر اس قسم سے صحابہؓ حضور صلعم کے کمالات کے آئینے ہیں۔

۱۶۔ جو لوگ ذکر اللہ سے غافل ہیں اُن کا شمار عقل والوں میں نہیں

=====

تفسیر عثمانی - (آل عمران - ۱۹۰-۱۹۱)

اللہ تعالیٰ نے ذاکرین کی تعریف کی ہے جو کھڑے بیٹے اور کروٹ پر لیٹے ذکر کرتے ہیں۔ موصوفیا حضرات نے اسی

آیت پر عمل کیا ہے اور کرایا ہے اور کرداروں انسانوں کو اللہ سے حاصل کر دیا مگر مودودی نے صوفیا کے طریقوں کو ایہوں سے تعبیر کیا ہے۔ مودودی کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جو گمراہ، روٹی روٹی زبان سے جتنا رہے تو اس کو کیا حاصل ہوگا۔ اُس کے اندر ششاس یا نرمی تو پیدا نہیں ہو سکتی۔ ذکر اللہ بطریق صوفیا کا مودودی نے مذاق اڑایا ہے۔

۱۷۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی پر مسترآن کی گواہی!

تفسیر عثمانی — (۲۱/۱۱ - سورہ نور)

حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی پر اللہ تعالیٰ نے آیات قرآنی کو نازل فرمایا۔ اس حقیقت سے حضرت عائشہؓ کی غایت درجہ کی کرامت، طہارت اور اعلیٰ ظرفی ظاہر ہوتی ہے۔ قرآنی آیات نے اُن کو زندہ جاوید بنا دیا۔ ہمارا منشاء یہ ہے کہ ان آیات سے صرف اُن کے کیر کھیر کو ظاہری طور پر پاک ہی قرار نہیں دیا گیا بلکہ اُن کے باطن کو اخلاقِ حمیدہ سے مزین قرار دیا گیا۔ اگر صرف ایک پہلو کو صاف کرنا تھا تو مجھ دوحی سے بھی ممکن تھا مگر حضرت عائشہؓ کو بذریعہ قرآن طیب قرار دیا گیا۔ مگر مودودی نے ان کو زبان و آواز کہہ کر اُن کے اخلاقِ باطنی کو گندہ بنا دیا۔

۱۸۔ جو شخص حضرت عائشہؓ یا ازواجِ مطہرات میں سے کسی کو مستہم کرے

وہ کافر، مکذّب قرآن اور دائرہ رسالہ سے خارج ہے

تفسیر عثمانی (۲۳ - نور)

گندہ کام گندے اخلاق کا مظہر ہوتا ہے۔ حضراتِ ازواجِ مطہرات کے اخلاق پاکیزہ ہیں۔ جب اُن کے اخلاق پاکیزہ پر طغیانی کا لفظ بول کر اور سورہ احزاب میں یہ کہہ کر کہ ہم تم کو بالکل مطہر بنانا چاہتے ہیں قرآن نے اُن کو اخلاقِ باطنی کا پیکر بنا دیا تو اب تمت سے نیچے کوئی بُرائی اُن کی طرف منسوب کرنا بھی حرام ٹھہرا۔ لہذا جو شخص بھی ازواجِ مطہرات کی شان میں غلط الفاظ استعمال کرے گا وہ قرآن سے باغی ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو ایذا پہنچائے گا اور امت مسلمہ کو صدمہ پہنچائے گا۔ اگر مرتد نہیں تو منافق، زندیق اور محمد ضرور ہوگا۔

۱۵۔ اجماعِ اُمت کا مخالف جہنمی ہے

تفسیر عثمانی (۱۱۵ - نساہ)

تفسیر عثمانی آیت ۱۱۵، سورہ نساہ میں لکھا ہے کہ اجماعِ اُمت کا مخالف جہنمی ہے۔ بعض مشنوں پر اُمت کا اجماع ہے۔ مثلاً طریقِ مشائخ طریقِ ہدایت ہے۔ اُمت پر اُمت کا اجماع ہے۔ اور مودودی طریقِ مشائخ کو شرک، بت پرستی، ایڈن وغیرہ میوہ الفاط سے یاد کرتا ہے۔ اُمتِ اربع سب صحیح ہیں اور کسی ایک کی تقلید کرنا حرام کے لئے ضروری ہے مگر مودودی تقلید کو گناہ کہتا ہے۔ غرض اُمت کے دونوں گروہ (۱) اُمتِ فقیہہ ظاہری (۲) اُمتِ فقیہہ باطنی جن پر اُمتِ مسلمہ کا مدار ہے۔ مودودی کے نزدیک ناقابلِ تقلید ہیں۔ پھر ناظرین غور کریں کہ ایسے شخص کا کیا مقام ہونا چاہیے۔

۲۰۔ بد عقیدہ اور گنہگار کا فسق

تفسیر عثمانی (۸۱ - سورہ توبہ)

حضرت شاہ صاحب اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایسا کو فساق گناہ ہے جو حضور صلعم کے استغفار سے نہ ہنستا جائے مگر بد عقیدہ کے لئے حضور صلعم کا استغفار بھی نافع نہیں ہے۔ پچھلی سیاست میں اسی نگینہ پر اُمت کے بڑے بڑے لوگوں کو امتحان میں ڈالا گیا۔ مودودی بد عقیدہ ہے۔ ایک گنہگار کی تائید تو ہو سکتی ہے مگر ایک بد عقیدہ کی تائید نہیں ہو سکتی۔ موجودہ سیاست میں اس نگینہ کو پیش نظر رکھنا از مد ضروری ہے۔ ہمارے بڑے بڑے لوگوں نے اس نگینہ کو نظر انداز کر کے سیاست مکی اور عالم اسلام کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا یا ہے۔

۲۱۔ ذکر اللہ کی فضیلت - ذکر سب سے بڑی چیز ہے

تفسیر عثمانی (۴۵ - عنکبوت)

طریقِ مشائخ عین طریقِ ذکر اللہ ہے۔ حضرت شاہ الدین مہرودی، خواجہ ہاد الدین نقشبند، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، حضرت جنید بغدادی، حضرت داتا گنج بخش جویہی، حضرت خواجہ ابجدی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت حاجی ادا واللہ علی، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گلگوتی اور دیگر ہزاروں مشائخ حضرات اس بات پر جمع ہیں کہ طریقِ مشائخ عین طریقِ ذکر اللہ ہے۔ مگر مودودی نے ان تمام حضرات کو مشرکانہ اطوار کا پھیلائے والا اور ایمنوں میں مبتلا کرنے والا اور طریقِ انبیاء

سے بہت کر لوگوں کو چلانے والا اور چلنے والا قرار دیا ہے (تجدیدِ احیائے دین)

۲۲ — مکہ معظمہ کے لئے جو دعا حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی

اُس کا اثر آج تک مشہور ہے

===== (۲۷ - ابراہیم) =====

حضرت ابراہیمؑ نے اہل مکہ کے لئے خوشامی کی دعا فرمائی تھی جس کا اثر آج تک مشہور ہے مگر مودودی نے عربوں کی بے حد بُرائی کی ہے۔ خطبات میں لکھا ہے کہ وہاں سوائے ہنست گری اور دنیا پرستی، ہوس والی، گرسے ہوئے اخلاق کے کچھ بھی نہیں۔ حکومت (مذہبیہ) نے اُن کو اخلاق کی پستی میں دھکیل دیا ہے۔ حج کے ارکان مجاہدوں کو فیس دیئے بغیر ادا نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ تجارتی ایجنٹوں کی طرح دنیا بھر میں حاجیوں کو گھیرنے کے لئے پھیل جاتے ہیں۔ قرآن و حدیث سناتے ہیں اس لئے نہیں کہ اللہ کا فرمن یا دولا یا جائے بلکہ اس لئے کہ اُن کی جیبوں سے پیسہ کھینچا جائے۔ ان کی حالت ہر روز اور ہر بنا س کے پتلا توں جیسی ہے اور اس کا روناہ میں حکومت، حجاز، معلم، سطوت اور کلید بردار سب حقہ دار ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ حضرت ابراہیمؑ دُعا فرما رہے ہیں اور مودودی اُن کی دُعا کو رد کر رہا ہے۔ (معاذ اللہ)

۲۳ — ابراہیمؑ موحّدین کے امام اور اپنی ذات میں ایک عظیم امت تھے

ابراہیمؑ سے کبھی بھی شرک سرزد نہیں ہوا، عارضی طور پر ہی

تفسیر عثمانی - (۱۲۰ - نخل ، ۱۲۰ - نخل)

پوری امت جانتی ہے کہ ابراہیمؑ امام الموحّدین اور نہ اُس التوحید میں مگر مودودی نے تعظیم القرآن میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سے ارتکابِ شرک بڑا عارضی طور پر سہی۔ پھر لکھا ہے کہ اعتبارِ بیچ کی منزلوں کا نہیں ہوتا بلکہ آخری منزل کا ہوتا ہے۔ بیچ کی منزلیں ہر جویائے حق کے لئے ناگزیر ہیں (سورہ العام) ہر جویائے حق میں تو حضورِ مہدی اللہ علیہ وسلم ہی آگئے چونکہ ابراہیمؑ پیغمبر ہیں پیغمبروں کے ذکر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آگئے۔ شرک تو تمام اعمال کو مناجع کر دیتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ اگر پیغمبر حضرات سے بھی شرک ہوتا تو اُن کے اعمال ضائع ہو جاتے۔ اب بتاؤ کہ مودودی کو کس مگر وہیں شامل کرو گئے۔ تاریخ امت میں یہ مناجات کسی نے نہ کی کہ ابراہیمؑ پر ارتکابِ شرک کی تمت نکلتا!

۲۲۔ شہرت اور مقبولیت میں لائق

تفسیر عثمانی (۹۶ - سورہ مریم)

سورہ مریم کی آیت ۹۶ کی تفسیر ضرور مطالعہ کریں۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہؒ نے مقبول اور مشہور کا فرق بیان کیا ہے۔ شیطان کی طرح ایک شخص مشہور ہو سکتا ہے مگر شہرت مقبولیت عند اللہ کی دلیل نہیں۔ ایک شخص گناہ ہو کر مقبول ہو سکتا ہے۔ سب سے پہلے مقبولیت ملاء اعلیٰ میں اُترتی ہے۔ پھر آسمان کے دوسرے فرشتے اس مقبول شخص سے محبت کرتے ہیں۔ اگر ترتیب اُعلیٰ ہو گئی کہ پہلے گمراہ لوگ چکر میں آ گئے پھر بعض خاص بندے بھی عارضی طور پر متاثر ہو گئے تو یہ مقبولیت کی دلیل نہیں بلکہ وہ شخص بدنام و مردود ہے۔ مردودی کے حال کو اسی کلیہ پر قیاس کر لو۔

۲۵۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہا نرم کر دیا تھا

تفسیر عثمانی (۸۰ - انبیاء: ۱۰، ۱۱)

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "حضرت داؤدؑ لوہے کی زرہ بناتے نقطہ ہاتھ سے موڑ کر اور بناتے ہیں آگ سے" (موضع القرآن) مگر مردودی نے سورہ انبیاء کی اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ "حق تو مہ لوبے کی صنعت ایجاد کی اور لوہے کا زمانہ وہی ہے جو حضرت داؤدؑ کا زمانہ ہے۔ یہ صنعت موجودہ دور کی (BLAST FURNACE) کی صنعت سے کم نہ تھی۔ حضرت داؤدؑ نے اس صنعت دریافت کو سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر جنگی سامان بنانے کے لئے استعمال کیا۔ یہ غلام ہے مردودی کی تحقیق کا اور اس تحقیق سے حضرت داؤدؑ کی مثبت ایک مثال لوہار سے زیادہ قائم نہیں ہوتی۔ اس میں حضرت داؤدؑ کا کیا کمال عطا اور اس سے پہلے یہ ہے کہ داؤدؑ کے ساتھ پہاڑ اور طیور بھی زبور پڑھتے تھے۔ اب غور کرو کہ اس معجزہ داؤدی کے ساتھ حضرت داؤدؑ کو بہترین لوہار بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اسی قسم کی خرافات سے تفہیم العصر آن بھری پڑی ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا کہ ہم نے نوحؑ کو اٹھایا اس تختوں والی اور کیلوں والی رکشتی میں (قرآن) اس کے معنی یہ کہ حضرت داؤدؑ سے پہلے لوہے کی اشیاء بنائی جاتی تھیں۔ لوہے کا زمانہ اس سے قبل ہے۔

۲۶۔ تختِ سلیمانی کو زمین سے فاصفہ اٹھاتی تھی اور فضا میں رُخا لے جاتی تھی

————— (۸۱۔ انبیاء۔ ۷۶۔ ص ۱) —————

مگر مودودی نے تختِ سلیمانی کا ذکر نہیں کیا بلکہ عیسائیوں کی بائبل کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک بحری بیڑہ (ترسی بیڑہ) تھا جس کو بحردوم کے سفر میں آنے میں بھی اور جاتے ہوئے بھی بادِ موافق ملتی تھی۔ یہ بات دراصل بھٹی طور پر معجزہ سلیمانی کی نفی کرتی ہے۔ ہوا پر حضرت سلیمانؑ کو مکمل کنٹرول تھا اور وہ اس کو ریگولیشن کی طرح ہلکے اور تیز کر سکتے تھے۔ جب تخت کو اڑانا ہوتا تو بمثل درعاصف پیدا کرتے اور جب بلندی پر ہوتا تو نرم ہوا (دُرخا) کے ذریعہ اُس کی رفتار کو درست کرتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سارے کارخانوں سے اور لوگوں سے اس پر بیٹھے پھر اذاتی دور سے، اُس کو زمین سے اُٹھا کر، اوپر نرم بادِ ملتی زمین سے شام کو اور شام سے صبح کو جیسے کی راہ دوپہر میں پہنچاتی۔ (روضۃ القرآن)

۲۷۔ تختِ سلیمانی میں سے شام اور شام سے صبح ایک ماہ کی

راہ چاند گھنٹوں میں فضا میں طے کرتا تھا

————— (۸۱۔ انبیاء) —————

یہ عجیب کہ بحری بیڑہ ایک ماہ کی راہ سمندر میں چند گھنٹوں میں طے نہیں کر سکتا۔ دوسرے فاصفہ یعنی جبکہ سے تو سمندری یا زمینی سواری اُٹ کر ہی رہ جائے۔ سمندری اور زمینی سواری کے لئے پہلے درخا ہو اور پھر عاصف ہو تو کچھ سمجھ میں بھی آتا ہے مگر وہاں پہلے جبکہ ہے اور پھر نرم ہوا ہے۔ فاصفہ اور درخا صرف ایئر ویکس میں تو فٹ ہوتے ہیں مگر زمینی یا سمندری ڈائنامکس (DYNAMICS) میں فٹ نہیں ہوتے۔ جیٹ میکینکس بھی یہی ہے کہ پہلے جبکہ پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر بلندی پر مقدر سسٹم پیدا کیا جاتا ہے۔ مودودی نے بحری بیڑہ کو آیت کی تفسیر میں بیان کر کے کمالِ جہالت اور کوتاہ فہمی کا ثبوت دیا ہے۔

۲۸۔ سلیمانؑ کے لئے ہوا اور جنوں کو مسخر کر دیا تھا

————— (۸۱۔ انبیاء) (۱۷، ۱۳۔ ص ۱) —————

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کے لئے جنوں کو بھی مسخر کر دیا تھا۔ ان سے غوطہ لگواتے۔ جو ہر سمندر میں سے نکلاتے جہاں آدمی کا مقدر نہیں۔ عبادت میں مبادی کام اُن سے کرداتے۔ سفر میں حوضِ بادِ لگن تانبے کی

اور کنوئیں برابر دی گئیں اٹھائے چلتے اور اُن میں کھانا پکاتے اور سنت سنت کام اُن سے لیتے۔ (موضع القرآن) مودودی نے لکھا ہے: "ہر مصریٰ سے لے کر یو بارک کی ٹلک ٹلک عمارتوں تک کس میز کو انسان نے نہیں بنایا ہے اور کس بادشاہ یا رئیس یا ملک التجار کے لئے قوچن اور شیشیاہین فراہم نہیں ہوئے جو آپ حضرت سلیمان کے لئے فراہم کر دیے ہیں؟ (تفسیر القرآن - سورہ انبیاء - آیت ۸۲) مودودی کے عقیدہ مند بتائیں کہ ان تلمیذانہ جملوں سے مودودی کی کیا مراد ہے؟

۲۹۔ حضرت یونس علیہ السلام سے اجتہاد فی غلطی ہوئی تھی

فریقہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی تھی

(۸۷ - سورہ انبیاء - ۹۸ - سورہ یونس - ۱۲۹ تا ۱۳۲ - سورہ طہ - ۵۰ تا ۵۸ - سورہ ق) حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: "تو نیاں صواب و بیکہ کر یقین لانا کسی کو کام نہ آیا مگر قوم یونس کو۔ اس واسطے کہ اُن پر حکم مذاب کا نہ پہنچا تھا۔ حضرت یونسؑ کی مشابہی سے نفس صورت مذاب کی نمودار ہوئی تھی (ان کی نظر میں حضرت یونسؑ کی بات بھوٹی نہ ہو) وہ ایمان لائے پھر بچ گئے اور صورت مذاب بٹالی گئی جیسے شکرین مکہ کہ فتح مکہ میں فوج اسلام اُن پر پہنچ کر قتل و غارت کے لئے لیکن اُن کا ایمان قبول ہو گیا اور ایمان ملی۔ (تفسیر عثمانی آیت ۵۹ - یونس)۔ مگر مودودی نے لکھا ہے کہ حضرت یونسؑ سے فریقہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں وغیرہ۔ فریقہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی سے اللہ کے انتخاب پر حریف آتا ہے جو علم الہی کے خلاف ہے۔ اجتہاد فی غلطی تو پیغمبر سے ہو سکتی ہے چونکہ اس سے تعلیم وغیرہ پاک ہے مگر فریقہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں ہو سکتی۔ یہ بات کسی مفسر نے نہیں کہی۔ یہ بات مودودی کی طرف سے پیغمبر پر اتمام ہے اور شان پیغمبری سے عجیب ہے اور علم الہی کے خلاف ہے۔ عصمت کے خلاف ہے۔

۳۰۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور خلفائے راشدین کی حقانیت و حقانیت

اور عقیدت کا ثبوت تاریخ کا محتاج نہیں بلکہ قرآن میں ہے

===== (تفسیر عثمانی - ۳۱ - سورہ ج - ۱) =====

تفسیر عثمانی میں لکھا ہے کہ صحابہؓ کی ایسی قوم ہے کہ اگر ہم اُن کو زمین کی سلطنت دے دیں تب بھی خدا سے غافل نہ ہوں۔ بذات خود مالی و بدنی نیکیوں میں گئے دیں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر ڈالنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اُن کو زمین کی حکومت عطا کی اور جو پیشین گوئی کی گئی تھی حق حریف بھی ہوئی۔

خَلَّلَهُ الْحَمْدُ حَمْدًا عَلَى ذُلِّكَ اس آیت سے صحابہ خصوصاً مہاجرین اور ان میں انصاف خصوص کے طور پر حضرات خلفاء راشدین کی حقانیت اور مقبولیت و منقبت ثابت ہوئی :-
اب کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جس نے خلافت و ملوکیت کتاب لکھ کر صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت عثمانؓ کی سیرت اور کردار کو مجروح کیا ہے۔ ہمارے پاس صحابہؓ کی سیرت پر لکھنے کے لئے قرآن و حدیث ہے۔ تاریخی انسانے ان حضرات کے کیر کھیر کو داغدار نہیں کر سکتے۔

۳۱۔ انبیاء علیہم السلام کے دشمن مجرمین میں سے ہوئے ہیں

(آیت ۳۱، سورہ فرقان)

جب مودودی کی مخالفت کی جاتی ہے تو مودودی لوگ کہتے ہیں کہ ابوہل اور ابولہب بھی تو حضور صلعم کی مخالفت کرتے تھے۔ مودودی نے تفہیم القرآن کے مقدمہ میں اپنے تقلید کو یہی تاثر دیا ہے کہ جب تم تفہیم القرآن کی دھوٹے لے کر اٹھو گے تو تم کو ابوہل اور ابولہب سے بھی واسطہ پڑے گا اور منافقین سے بھی واسطہ پڑے گا وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ مودودی کے مخالفوں کا موقف ابوہل اور ابولہب اور عبداللہ بن ابی کا ہے اور مودودی کا موقف (نفوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ مگر سورہ فرقان کی آیت ۳۱ میں صاف اعلان ہے کہ انبیاء اور مقبول بندوں کے مخالفین مجرمین ہوتے ہیں۔ گویا مجرمین کے مخالفین صالحین ہوتے ہیں۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے اپنی کتاب ”آب حیات“ میں لکھا ہے کہ انبیاء اللہ کو حضور صلعم سے وہی نسبت ہے جو واجبہ کو دجال سے ہے۔ یعنی جس طرح دجال اکبر سرور عالم صلعم کا دشمن ہے اسی طرح دجال کی ذریت حضور صلعم کی ذریت کی دشمن ہوگی اور پھوٹے دجال، اولیاء کرام کے دشمن اور مخالف ہوں گے۔ اب خود فیصلہ کرو کہ اولیاء کرام اور مشائخ عظام کی کس نے مخالفت کی ہے اور ان کو گمراہ اور پٹیا بیگم میں جتلا کرنے والا قرار دیا ہے۔ کیا مودودی نے مشائخ کو مشرکانہ اطوار پھیلانے والا اور انبیاء علیہم السلام کے راستہ سے ہٹا کر اعمال و احزاب اور ادو و خانقات، سیر مقامات، مراقبہ و مکاشفہ کے چکر میں لانے والا نہیں کہا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ مودودی اپنی فطرت میں اولیاء اللہ کا تہ مقابل ہے اور مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے اصول پر دجاہد کے گروہ میں شامل ہے اسی لیے مودودی کے مخالف اولیاء اللہ ہیں اور اس کے موافق دنیائے جاہ طلب اور بد باطن لوگ ہیں۔

۳۲۔ رقص و سرود، گانا بجانا وغیرہ اسلامی ثقافت میں داخل نہیں ہیں

(آیت ۵ - سورہ لقمان)

سورہ لقمان کی آیت صاف بتاتی ہے کہ رقص و سرود، گانا بجانا وغیرہ اسلامی ثقافت میں داخل نہیں۔ جو شخص مجسمہ سازی، سینما، رقص و سرود کو جائز قرار دیتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے اور منافق ہے۔ اب تم تباؤ تم پتے ہو یا ہم پتے ہیں۔ ہم قرآن کے تابع ہیں یا تم قرآن کے تابع ہو؟

۳۳۔ اپنی جان رکھتی آگ میں ڈالنا روا نہیں اگر نبی حکم دے تو فرض ہو جائے

(آیت ۶ - احزاب)

یعنی اپنی جان میں کسی مومن کا اتنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا چلتا ہے۔ کسی مومن کو دیکھتی آگ میں اپنی جان کو ڈالنا جائز نہیں، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر حکم دیں کہ آگ میں کود پڑو تو پھر آگ میں کودنا یعنی خود کو ہلاک کرنا فرض ہو جائے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حضور صلعم جان بخشی کا اختیار بھی رکھتے ہیں۔ اب تم تباؤ کہہ کر کہ حضور صلعم کو بھی کسی کو معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ کس نے کفر کیا؟ جیسا استاد ویسے شاگرد!

۳۴۔ جو طیب ظاہر سے بغاوت کرے وہ ظاہر میں ہلاک ہوگا اور جو

طیب باطن سے بغاوت کرے وہ باطن میں ہلاک ہوگا!

(آیت ۷ - یسین)

انبیاء عظیم السلام اقطاب باطنی ہیں۔ جو شخص ان کا دشمن ہوگا وہ باطن میں ہلاک ہوگا۔ انبیاء کے بعد مشائخ کرام اقطاب باطنی ہیں۔ جو شخص ان حضرات کا مخالفت ہوگا وہ بھی باطن میں ہلاک ہوگا۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مشائخ طریقت کی برائی کرنے سے دل اندھا ہو جاتا ہے۔ اب تم تباؤ مودودی پر ایمان لائے والو کہ باطن کا اندھا کون ہے؟ اگر ہمیں مکتب ہیں ملائکہ کا رطلوں تمام خراب شد

۳۵۔ تمام انبیاء عظیم السلام پر اللہ کی طرف سے سلام آتا ہے جو ان کی عظمت، عصمت،

سالم اور منصور ہونے کی دلیل ہے۔ تفسیر عثمانی ۱۸۰ تا ۱۸۲ صحت

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جس پر اللہ سلام بھیجے اس کے معنی یہ کہ اس کی پکڑ نہیں۔ حضرت علامہ

شیر احمد عثمانی نے لکھا ہے کہ تمام انبیاء پر سلام آتا ہے جس کے ساتھ معنی یہ ہیں کہ وہ معصوم ہیں۔ پس جو شخص معصیت انبیاء کو مجروح کرتا ہے وہ قرآن کی تکذیب کرتا ہے۔ عصمت لازم نبوت میں سے ہے۔ یہ نہیں کہ مصلحت اللہ تعالیٰ نبی سے گناہ جوئے نہیں دیتا۔ انبیاء میں مادہ گناہ ہی نہیں ہوتا۔

۳۶۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر جسد یعنی دھڑ ڈالنے کے معنی

===== (آیت ۳۴ - سورہ ص) =====

اس آیت کی صحیح حدیث لکھ کر حضرت علامہ شیر احمد عثمانی نے تفسیر لکھی ہے۔ مگر مودودی نے تفہیم القرآن میں لکھا ہے کہ حدیث کی روایت تو صحیح ہے مگر معلوم نہیں حضور معلّم نے کیا فرمایا اور سامعین (صحابہ) نے کیا سنا۔ حدیث کو غلط عقل قرار دے کر جو خرافات اور حیاد کے خلاف باتیں مودودی نے لکھی ہیں ان کو پڑھ کر شیطان بھی شرماتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عقل پرستی سے بچائے۔ اہل علم توجہ فرمائیں۔

۳۷۔ حضرت سلیمان کی دُعا اور دے مجھ کو وہ بادشاہی کہ

مناسب نہ ہو کسی کو میرے بعد“ (آیت ۳۵ - ص)

=====

اسی طرح سلیمان کی دُعا کے بارے میں یہودیوں کی خرافات پر مبنی تفسیر لکھی ہے جس کو پڑھ کر مرستیہ کی روح بھی تڑپتی ہوگی کہ مجھ کو بھی ایسی دُور کی نہ سوجھی۔ تفسیر ایک بہت لطیف اور دقیق فن ہے اور دُور کی سُنے اس میدان میں قدم رکھ کر سخت غلطی کی ہے اور یہودیوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ اسی لئے تفہیم القرآن کو بعض معجزات شمر لیت القرآن کہتے ہیں۔ یہاں صرف اہل علم معجزات کو اشارہ کر دیا ہے۔ یہ مختصر کتابچہ تفصیل کا متعلق نہیں۔

۳۸۔ باطل پرست چاہتے ہیں کہ اہل حق سے اُوپر ہو کر رہیں مگر

ایسا ممکن نہیں ===== (مومن - ۵۶) =====

قرآن شریف نے ایسے لوگوں کے باطل کا پردہ چاک کیا ہے جو اہل حق سے علاوہ اُلجھتے ہیں اور اُن کی مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل باطل یہ چاہتے ہیں کہ ہم اہل حق سے اُوپر ہو کر رہیں۔ مگر اللہ اُن کو ابھرنے نہیں دیتا۔ وہ لاکھ کوشش کریں مگر اہل حق کو زیر اور خود کو زبر نہیں کر سکتے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں مسیحائیں جاؤں اور مشائخ اور مفسرین کی عظمت کم کر کے خود اُن سے بڑا بن جاؤں وہ بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

۳۹۔ جو لوگ قرآن کی آیات میں الحاد کرتے ہیں ان کو

ٹھیل دی جاتی ہے مگر انجام آگ ہے

===== (۴۰۔ حسدِ معبدہ) =====

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے قرآن میں الحاد کرتے ہیں یعنی اپنی عقل سے وہ معنی نکالتے ہیں جو اللہ کا مشاء نہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم کو خوب دولت اور مشرت جو مل رہی ہے وہ ہماری خدات کا نتیجہ ہیں۔ نہیں بلکہ اللہ ان کو ٹھیل دیتا ہے اور کشاں کشاں ان کو آگ کی طرف کھینچتا ہے۔ اسی کو استدر راج کہتے ہیں۔ عزت اور مقبولیت بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کر کے حاصل ہوتی ہے۔

۴۰۔ انبیاء علیہم السلام نفسِ ایمان کے ساتھ ہمیشہ سے متصف ہوتے ہیں

===== (۵۲۔ شوریٰ) =====

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے آیت ۵۲۔ سورہ شوریٰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ انبیاء نفسِ ایمان کے ساتھ ہمیشہ سے متصف ہوتے ہیں مگر مودودی کا یہ خیال ہے کہ ”انبیاء آثارِ کائنات کے مشابہ سے توحید کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ انفام کی تفسیر میں درج ہے کہ ابراہیمؑ بنی ہونے سے قبل آثارِ کائنات کے مشابہ سے توحید کی معرفت حاصل کر چکے تھے“ لیکن ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ”ان سے عامی طور پر ہی سہی شرک سرزد ہو گیا تھا“ انبیاءِ نبوۃ سے پہلے ولی ہوتے ہیں۔ ولایت ایمان اور تقویٰ کا اعلیٰ درجہ ہوتا ہے۔ یہ کمال ان کا فطری ہوتا ہے۔ مودودی نے حقیقتِ ایمان اور حقیقتِ نبوۃ کو کسبیات سے ملا کر تلبیس پیدا کر دی ہے۔ اہل معرفت اور اہل علم کے لئے مقامِ غور ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ”خیر کشیز کا مطالعہ ضرور کریں۔

۴۱۔ قرآن کا موضوع توحید و رسالت ہے

=====

مودودی نے تفہیم القرآن کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ قرآن کا موضوع ”انسان“ ہے ”انسان“ قرآن کا موضوع نہیں بلکہ مخاطب ہے۔ قرآن کا موضوع ”توحید و رسالت“ ہے۔ الم کے بعد یہ واضح کیا جا رہا ہے کہ اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ ہدایت ہے ڈرنے والوں کے لئے۔ یعنی یہ کتاب مرحشہ ہدایت ہے جس میں توحید و رسالت کی حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تمام احکامات اسی موضوع کے تابع ہیں تمام نتائج و ثمرات اسی موضوع سے منسلک ہیں۔ اس مضمون کو آیۃ الکرسی کی تشریح میں تفسیر عثمانی میں مطالعہ کریں۔

اگر انسان اس کا موضوع ہوتا تو انسان کی انوثی، انسانیات، جسمانیات، علم الایمان، اس کے جسم کے لئے کن کن نذاؤں کی ضرورت ہے وغیرہ وغیرہ سب کی تفصیل ہوتی۔ رہا نفس الامر کا معاملہ کہ قرآن میں ان باتوں کا ذکر ہے جو انسان کے نفع و نقصان کا پتہ دیتی ہیں تو پھر معاملہ اسی مقام پر آتا ہے کہ توحید و رسالت کی صحیح معرفت میں انسان کی فلاح ہے اور اس کی غلط معرفت میں اس کا دائمی نقصان ہے۔ یوں تو جیولوجی، بیالوجی، میسٹری، جغرافیہ، فزکس، کیمسٹری، علم الحساب وغیرہ سب کا موضوع انسان ہے کہ ان علوم کے عملی فائدوں سے انسان مستفیع ہوتا ہے۔ مودودی کا وہن چونکہ سفلیات کی طرف مائل ہے اس لئے اس حقیقت کو پہنچنے میں دشواری پیش آتی۔

۴۲۔ کیا فقہاء اور متکلمین اصطلاح کفر سے ناواقف تھے؟

مودودی نے اپنے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مثلاً ایک لفظ کفر کو لیجئے جو قرآن کی اصطلاح میں اصل عربی لغت اور ہمارے فقہاء و متکلمین کی اصطلاح دونوں سے مختلف معنی رکھتا ہے۔
ذرا مودودی کے اس ناپاک جملے پر غور فرمائیں۔ یہ ہمارے فقہاء اور متکلمین (جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام مالک، امام غزالی، امام رازی، مولانا عتمہ قاسم وغیرہ) کو کیا کفر کے وہ معنی لیتے تھے جو قرآن میں لیتا۔ مگر مودودی نے یہ نہیں بتایا کہ فقہاء اور متکلمین کفر کے کیا معنی لیتے تھے اور قرآن کیا معنی لیتا ہے۔ اس کے معنی اگر غور کیا جائے تو یہ ہیں کہ ہمارے فقہاء اور متکلمین کفر کو ہی نہیں سمجھتے تھے قرآن کے مطابق۔ جب یہ حضرات کفر کو نہیں سمجھتے تھے تو پھر اسلام کو کیا خاک کچھ ہوں گے؟ کیسی بے باکی، جسارت اور کبر ہے۔ ہمارے فقہاء اور متکلمین تو کفر کو بھی خوب سمجھتے تھے اور اسلام کو بھی خوب سمجھتے تھے مگر تم نہ کفر کی حقیقت جانتے ہو نہ اسلام کی حقیقت سے واقف ہو نہ یہ خرافات نہ سمجھتے۔

۴۲۔ مدرسہ اور خانقاہ

مودودی نے مقدمہ تقسیم القرآن میں لکھا ہے کہ قرآن دنیا کے عام تصور مذہب کے مطابق ایک نئی مذہبی کتاب بھی نہیں ہے کہ ”مدرسے اور خانقاہ“ میں اس کے سارے رموز حل کر لئے جائیں۔“

مگر امام ابن کثیرؒ، ابن جریرؒ، امام رازیؒ، شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالقادرؒ، مولانا اشرف علیؒ،
 مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، صاحب جلالینؒ، صاحب روح المعانیؒ اور دیگر بڑے بڑے محدثین و مفسرین
 اور فقہاء و مدرسوں اور خانقاہوں کی ہی پیداوار ہیں۔ اگر یہ حضرات و مدرسوں اور خانقاہوں سے نہیں نکلے
 تو پھر مودودی بتائے کہ یہ کہاں کے تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ ہیں۔ اگر مودودی کا خشاء یہ ہے کہ انہیں
 کوئی بھی رموز اور اسرار قرآنی سے واقف نہیں تو یہ بات تو آج تک سچوتی ہے چونکہ صاحب کرامۃ دراصل یہ
 اور خانقاہ ہی کی پیداوار ہیں۔ یہ منکر کیا تھا یہ کیا یہ خانقاہ نہ تھی اور اصحاب اہل خانقاہ نہ تھے یہ اور
 مسجد نبوی مدرسہ نہ تھی جہاں حضور صلعم تعلیم دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول صلعم کو بھیجا
 کہ وہ آیات تلاوت فرماتے ہیں اور تزکیہ فرماتے ہیں اور کتاب سکھاتے ہیں اور حکمت سکھاتے ہیں۔ خانقاہ
 کی اصل تزکیہ ہے اور تعلیم کی اصل مدرسہ ہے یعنی خانقاہ کا قیام تزکیہ کے لئے پیش آیا اور مدرسہ کا
 قیام تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت کے لئے پیش آیا۔ صحابہ کو تجرباتی تفسیر کے لئے آنا نہیں چھوڑا گیا بلکہ
 خود حضور صلعم کو باری تعالیٰ نے قرآن کے معانی سمجھائے۔ سورہ قیامت میں ہے کہ قرآن کریم کو آپ کے سینے
 میں جمع کرنا اور پڑھنا تیری زبان سے ہمارا ذمہ ہے۔ پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتہ کی زبانی تو ساتھ وہ
 اُس کے پڑھنے کے۔ پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اُس کو سکھول کر بتلانا۔ تفسیر عثمانی میں لکھا ہے اس آیت
 کی شرح میں کہ قرآن کا یاد کرنا اور اُس کے علوم اور معارف کو تمہارے اوپر کھولنا اور تمہاری زبان سے دوسروں
 تک پہنچانا ہمارا ذمہ داری ہے۔ اسی لئے احادیث قرآن کی تفسیر میں اور احادیث دینی غیر منقولہ میں یعنی احادیث
 بھی دینی الٰہی ہے مگر وہ قرآن کی طرح تلاوت نہیں کی جاتی اور قرآن سے اُن کا رد جوشانی ہے۔ قرآن و حدیث
 اور تزکیہ و تعلیم آج تک مدرسوں اور خانقاہوں ہی کے مشاغل رہے ہیں اور ہیں۔ مودودی نے مدرسوں اور
 خانقاہوں کی اہمیت اور عظمت پر ضرب لگائی ہے۔ مودودی نے مدرسوں اور خانقاہوں پر اس لئے ضرب
 لگائی ہے کہ مودودی خود کسی عالم یا محدث سے فیض یافتہ نہیں ہے۔ ہم مودودی اور اُس کی جماعت سے پوچھتے
 ہیں کہ وہ وہ چار ایسے بڑے لوگوں کے نام بتائیں جو کسی بزرگ سے فیض یافتہ نہ ہوں بلکہ مودودی کی طرح خود
 منصب اسلام پر بیٹھ گئے ہوں۔ اگر یہ جرات تاریخ امت میں کسی نے کی تھی اور دین کا پیشوا بن گیا تو امت
 نے اُن کو ٹھکرا دیا۔

ایک دفعہ مولانا یوسف بخاری مرحوم نے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کو مودودی کی کوئی تمسکہ پر
 دکھائی۔ اور یہ کہہ کر دیکھئے حضرت مودودی نے کیا لکھا ہے۔ حضرت علامہؒ نے جواب فرمایا مولوی یوسف!
 یہ لوگ خود روپودے ہیں۔ کبھی کچھ لکھ مارا۔ کبھی کچھ لکھ مارا۔ حضرت علامہؒ کا یہ جملہ مولانا بخاری مرحوم

نے مجھ کو طرد و سنا یا تھا۔ اسی لئے شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے قرآنی آیت ”جو ہر ایک ہنر دانجہ یعنی مافوق“ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ”ہنر و ننگا وہ جو ناحیہ سرواخی کا دعویٰ کرے اور کوئی سند نہ رکھے“ جو شخص حدسہ اور خائفہ سے محروم ہے یعنی استاد علوم ظاہری اور استاد علوم باطنی کے بغیر دین کے میدان میں قدم رکھ کر لوگوں کا پیشوا بننا چاہتا ہے وہ ہنر و ننگا اور طاعت ہے۔ قرآن نے ایسے لوگوں سے بچنے اور دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ جب طب بدنی کے غیر ماہر اور غیر سند یافتہ کو علاج جہاں کی اجازت نہیں تو طب دوعانی کے غیر ماہر کو مسلمانوں کے ایمان سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اگر حکومت ایسے لوگوں کی گرفت نہیں کرتی تو حوام ایسے لوگوں کی خبر لے سکتے ہیں جو

لوگ ایسے شخص کو مفکر اسلام بنانے کے چکر میں عربوں تک کو گمراہ کر رہے ہیں وہ اپنے انجام سے آغوش بند نہ رکھیں۔ بھلا وہ شخص کیسے مفکر اسلام ہو سکتا ہے جو فیض ظاہری اور فیض باطنی دونوں سے محروم ہو۔ مثل مشہور ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اُس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے اس کے خوب معنی لکھے ہیں۔ اب ہم حدسہ اور خائفہ کی حقیقت کلیہ پر ذرا روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے ”اور نکاح مت کرو مشرک حدوتوں سے جب تک ایمان نہ لے آئیں اور البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے مشرک بی بی سے اگرچہ وہ تم کو بھلی لگے اور نکاح نہ کرو مشرکین سے جب تک وہ ایمان نہ لے آویں۔ اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے مشرک سے اگرچہ وہ تم کو بھلا لگے۔ وہ بتاتے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ بتاتا ہے جنت کی طرف اور بخشش کی طرف اپنے اذن سے اور بتاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو تاکہ وہ ضیعت قبول کریں“ (سورہ بقرہ - آیت ۲۲۱)

یہاں غور طلب معاملہ یہ ہے کہ اللہ بتاتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنے اذن سے ”اس میں اذن کی حقیقت کیا ہے۔ اذن باری تعالیٰ کا نبی حکم ہے جو عالم بالا میں سب سے پہلے رسول کی طرف منتقل ہوتا ہے یہ اذن شان رسالت اور شان نبوت کی اصل ہے اور رسول و نبی کا مطاع خاص و عام ہونا اسی اذن کی وجہ اور برکت سے ہے۔ پھر یہ اذن رسول یا نبی کے واسطے سے امت کے اصفیاء اور اقیاء و ک طرف منتقل ہوتا ہے جو نیابت کے کام پر مامور ہوتے ہیں۔ اس اذن کا دوسرا نام سند ہے۔ جب تک یہ سند حاصل نہ ہو کوئی شخص منصب ہدایت یا منصب نیابت رسول پر فائز نہیں ہو سکتا۔ یہی اذن ہے جو صحابہؓ نے تابعینؓ میں اور تابعینؓ نے تبع تابعینؓ میں اور امت کے علماء اور فقہاء اور مفتیان شرع متین

میں منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اور یہی اذن ہے جو مشائخ میں منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ شجرہ جو مشائخ میں مروج ہے اسی اذن کے انتقال کی طرف اشارہ کرتا ہے اور کوئی شخص اپنے مرشد کی اجازت نہ لے لے اذن کے بغیر منصب خلافت پر فائز نہیں ہو سکتا اگر کوئی شخص بغیر اذن مرشد جمعیت و ارشاد کا سلسلہ شروع کر دے تو اُس کے کام میں برکت نہیں

ہو سکتی اور وہ امانت خداوندی اور برکات رسالت سے محروم ہوگا اور لوگوں کو سبکدوشی کے گمراہ کرتے گا۔ مدارس میں سند کی اصل بھی یہی اذن ہے جس کا سلسلہ اوپر چلا جاتا ہے اور سرور کائنات صلعم تک پہنچتا ہے۔

اب یہ بات محقق ہوگئی کہ بغیر اذن جو شخص امت میں سرکاری اور چودہراہٹ کا دعویٰ کرتا ہے وہ جاہل گمراہ اور بدوین ہے۔ اُس کے علم کا کوئی اعتبار نہیں۔ اُس کے باطن کا کبھی تصفیہ اور تزکیہ نہیں ہو سکتا۔ اُس کے اقوال و افعال میں گمراہی غالب ہوگی اور امت میں ایک بڑا فتنہ ہوگا۔ جو لوگ کسی وجہ سے اُس کی طرف مائل ہوں گے وہ بھی گمراہ ہوں گے۔ فتنہ اور فساد اُن کے باطن میں غالب ہوگا۔ اگر آپ گمراہ فرقوں کی تاریخ پر نظر ڈالیں گے تو انشاء اللہ ہماری بات کی تصدیق کریں گے۔ امت میں جتنے گمراہ فرقوں کے پیشوا گزرے ہیں اُنہوں نے ہمیشہ عالم ہونے کا دعویٰ کیا۔ قرآن و حدیث پر غافل ہونے کا دعویٰ کرتے رہے اور بہت لوگوں کو گمراہ کرتے رہے۔ اپنی عقل سے اسلام کی تعبیر بیان کی اور یہ کہا کہ یہی اسلام کی اصل تعبیر ہے اور بڑے بڑے علماء اور مشائخ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا اور عوام میں اُن کی عظمتوں کو گھٹانے کی کوشش کی۔ بعض لوگ تو صحابہؓ پر حملے کرتے رہے۔ اُنکے بڑے والوں نے انبیاءؑ کو بھی نہیں بخشا۔ اگر آپ مودودی اور اُس کی جماعت کے احوال میں غور کریں گے تو یہ تمام باتیں آپ کو اُن کے اندر ملیں گی۔ جس قدر میں ہم یہ باتیں لکھ رہے ہیں اس میں تو ان لوگوں کی باطنی گندگی، حرص و ہوس، دین کو حصول دُنیا کے لئے استعمال کرنا، حسد، کینہ، بغض، اعداوت، شیطانی انتقام، جدو، فریب، الزام تراشی، عزم کو نسا، باطنی خبیث ہے جو حیاں نہیں ہو گیا۔ لوگوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ اسلام کے نام پر زندقہ اور الحاد، انصاف کے نام پر ظلم، اصلاح کے نام پر فساد، ہدایت کے نام پر فتنہ پھیلانے میں ان لوگوں کو کمال حاصل ہے۔ چور و دزدے سے حکومت میں آکر اپنی دیرینہ خرابی و حکومت کو پورا کیا۔ جو لوگ عدسوں اور خانقاہ سے نکلے ہوئے ہیں اُن کے علم، اخلاق، کردار، اطوار، گفتگو، عام معاملات وغیرہ کو مودودی جماعت کے لوگوں کے احوال ظاہری سے قلمبند پاؤں گے اور باطن کا معاملہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر عقل اتنی بات کا پتہ دیتی ہے کہ جن کے احوال ظاہری اتنے گندے ہیں اُن کا باطن کتنا گندہ ہوگا اور جس طرح قادیانیوں نے اپنے آپ کو احمدی کہہ کر اس پاک لفظ اور نسبت کو آلودہ کیا ہے اسی طرح ان لوگوں نے خود کو صالحین اور جماعت اسلامی کہہ کر ان پاک ناموں اور نسبتوں کو خراب کر دیا ہے۔

۴۶۔ مودودی کے کارکنوں پر آیتوں اور سورتوں کا ظہور

مقدمہ میں مودودی نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب تم دعوۃ قرآن لے کر اٹھو گے تو ابراہیم اور ابولیب منافقین اور یہود، سابقین اولین سے لے کر مؤلفۃ القلوب تک سبھی طرح کے انسانی نمونے آپ دیکھ بھی لیں گے اور بت بھی لیں گے۔ یہ ایک اور ہی قسم کا سلوک ہے جس کو میں سلوک قرآنی کہتا ہوں۔ اس سلوک میں قرآن کی آیات خود آپ کے سامنے آکر آپ کو بتاتی چلی جائیں گی کہ وہ اس منزل میں اُتری تھیں اور یہ ہدایت لے کر آئی تھیں۔ اس وقت یہ تو ممکن ہے کہ لغت اور نحو اور معانی اور بیان کے کچھ نکات سالک کی نظر سے چھپے رہ جائیں لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ قرآن اپنی روح کو اُس کے سامنے بے نقاب کرنے سے بخل برت جائے (صفحہ ۳۳۔ مقدمہ تقسیم القرآن) مگر آج تک مودودی کے ”سایکین قرآن“ نے اپنے احوال بطنی پر آگاہ نہیں کیا تاکہ دوسروں کو بھی تحریکیں جوئی قرآن کو اس نئے طریقہ سے سمجھنے کی۔ آج تک تو صرف حکومت کا لالچ دے کر یا دوسرے مادی طریقوں سے ہی لوگوں کو جماعت مودودی میں کھینچنے کی کوشش کا پتہ چلا ہے۔ جب شاگردوں پر آیات اور سورتوں کا غور بہ ایں عنوان ہوتا ہوگا تو مودودی پر تو پورا قرآن تفصیل سے دوبارہ اُترا ہوگا اور کچھ زیادہ ہی علوم کے چستے جسے ہوں گے چونکہ استاد کا علم و حال بہر حال شاگردوں سے کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر مودودی کو یہودیوں کی افسانہ نگاری یا جدید اور عصری تاریخ، آثار قدیمہ کی ناقص ریسرچ کا سہارا لے کر قرآن کی تفسیر (تقسیم القرآن) لکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اُن کو تو صاف لکھ دینا چاہیے تھا کہ فلاں آیت مجھ پر ظاہر ہوئی اور اُس نے مجھ کو اپنے یہ معنی بتائے اور فلاں سورۃ مجھ پر منتقل ہوئی اور اُس نے یہ معانی نازل کئے۔ اُستاد کو اپنے مشاہدات کا بیان کرنا اس لئے بھی ضروری ہوتا ہے تاکہ شاگردوں کو محسوس نہ لگے اور وہ کسی شیطانی خرافہ میں گرفتار نہ ہو جائیں۔

غلام احمد قادیانی تو صرف آیات قرآنی کا اپنے اوپر دوبارہ نازل ہونا بیان کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جس کو میں قرآن کہوں وہ قرآن ہے اور جس کو میں قرآن نہ کہوں وہ قرآن نہیں ہے۔ لیکن مودودی نے تو اپنے ہر ایک کارکن پر آیتوں اور سورتوں کا نزول ثانی مقرر فرما دیا۔ اس لئے یہی کہا جائے گا کہ یہ نقشہ مودودیت نقشہ قادیانیت سے بڑھ کر ہے۔ نفع

تفاوتِ قامتِ یار اور قیامت میں ہے کیا ممنون
وہی نقشہ ہے لیکن یاں فرما سانچے میں ڈھلتا ہے

گدھوں کی سی حالت ہو گئی تھی جس پر کتابیں لکھی ہوں۔ مراد یہ ہے کہ باطن گندہ تھا اور توبیت کے گن گناہ تھے اور عمل اُس کے مخالفت۔ مگر زعم یہ تھا کہ ہم اللہ کے دوست ہیں۔ بعینہ یہی حالت مودودی اور اُس کی جماعت کی ہے کہ تزکیہ سے بہت دُور ہو گئے ہیں اور اہل تزکیہ کے دشمن اور اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں اور اُن پر طعن کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم صالحین کا گروہ ہیں۔

۵۰۔ بھٹو کیس میں مودودی اور مودیوں کا معاذانہ موقف

ہم نے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے تلمیذ خاص اور جانشین مولانا احتشام الحق تھانویؒ مدظلہ سے مندرجہ ذیل سوالات کئے۔ اُنھوں نے اپنی غایت خاص سے اُن کے شافی جوابات مرحمت فرمائے۔ ہم اُن کے ممنون ہیں کہ اُنھوں نے اس پُر آشوب دُور میں جبکہ بڑے بڑے لوگ حق پوشی میں مبتلا ہیں بڑی عالمانہ تحقیق سے ان سوالات پر فتویٰ صادر فرمایا۔

سوال نمبر ۱ : وعدہ معاف گواہ کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟

سوال نمبر ۲ : اسلامی شریعت کے اعتبار سے گواہ میں کیا شرائط ہونی چاہئیں ؟

سوال نمبر ۳ : شک کا فائدہ اسلام میں کس کو ملنا چاہیے ؟

سوال نمبر ۴ : اگر گواہوں میں اختلاف ہو تو کیا اُن کی گواہی مقبول ہے یا مردود ہے ؟

ہم نے یہ سوالات اس لئے کئے کہ مودودی اور اُن کے متقلدون کے کردار کو منظر عام پر لائیں۔ ایک دفعہ مودودی نے کہا تھا کہ بھٹو صاحب کے لئے اگر ایک قانون برادر دُوسروں کے لئے دُوسرا قانون ہو تو یہ اسلام کے خلاف ہے۔ اسی طرح اُن کے شاگرد خاص محمود اعظم فاروقی نے فرمایا تھا۔ جب بھٹو صاحب کے خلاف فیصلہ ہوا کہ اسلام میں کسی کو بھی سزا کو معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے حتیٰ کہ حضورِ صلعم کو بھی کسی کی سزا کو معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح ایک مودودی نے کہا کہ یہ فیصلہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ آپ لوگوں نے اسلام کا یہ زبردست دُور لاد میں کیوں لگایا ؟ اگر دیانت تھی تو یہ کہتے کہ بھٹو صاحب پر اسلامی قانون کے مطابق مقدمہ چلانا چاہیے۔ پھر کسی کو معاف کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ اُنھوں نے مقدمہ کے سلسلے میں اسلام کا نام کیوں نہیں لیا اور اسلامی قانون کو ناقص انداز میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کے بعد کیوں اعلان کر لیا ؟ مندرجہ ذیل فتویٰ سے اُس کی حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی۔ فیصلہ ۵ مارچ ۷۹ء دکوٹھا اور اسلامی قوانین اپنی ناقص شکل میں ۱۰ مارچ ۷۹ء دکوٹھا اعلان پذیر ہوئے۔ اس سلسلہ میں معلوم ہو جائے گا کہ اسلامی قوانین کا اعلان کرانے

میں مردود ہی لوگوں نے اتنی دیر کیوں لگوائی۔ یہودی بھی جی کہتے تھے کہ جو بات پسند آئی اُس کو مان لیا اور جو بات خواہش کے خلاف ہوئی اُس کو ٹال دیا یا بدل دیا یا اس میں کانٹ چھانٹ کر لی۔

الجواب

امور مستولہ کے بارے میں ترتیب وار جوابات پیش ہیں۔

۱ : وعدہ معاف گواہین غفلتوں کا مجموعہ ہے۔ وعدہ، معاف اور گواہ یعنی وہ گواہی جو اقبالی مجرم کی سزا کو معاف کرنے کا وعدہ کر کے کسی کے خلاف حاصل کی جائے۔ یہ رومن نظام عدل اور برطانوی نظام انصاف کی ایک قسم کی قانونی شہادت ہے جو عدل کے نام پر ظلم بالائے ظلم کی بدترین مثال ہے۔ درحقیقت اس وعدہ کا مقصد بھی انصاف اور دادرسی سے زیادہ سیاسی ہوتا ہے اور عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ حکومت وقت یا حاکم کی سیاسی خواہش کے مطابق کسی انہونی سازش کو جنم دیا جاتا ہے۔ اور ایک بے تصور انسان کو مجرم قرار دے دیا جاتا ہے۔ اسلام چونکہ انصاف کا حقیقی سرچشمہ ہے اس لئے اسلامی نظام عدل میں شہادت کا معیار اس قدر بلند ہے کہ اس میں وعدہ معاف گواہ نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ کیونکہ اقبالی مجرم نے جس جرم کا اقرار کیا ہے اگر وہ حدود قصاص میں سے ہے تو اس کی سزا معاف کرنے کا اختیار نہ کسی تافہی کو ہے نہ حاکم کو۔ قتل عمد کے اقبالی مجرم کی سزا کو مقتول کے ورثاء اگر چاہیں تو قصاص و دیت اور غصوں سے بلا معاذہ معافی کو اختیار کر سکتے ہیں۔ ورثاء کی مرضی کے بغیر جج یا حاکم کی طرف سے قتل کے اقبالی مجرم کو معاف کرنا مدعی کے حقوق میں مداخلت اور جرم پر سزا نہ دینے کی شرعی وعید کا مصداق بننے کے مترادف ہے۔

پھر قتل عمد کا اقبالی مجرم مرتکب گناہ کبیرہ اور قرآن کی تصریح کے مطابق جہنمی ہے اس کی شہادت مردود اور ناقابل قبول ہے۔ ایسے مردود الشہادۃ مجرم کے بیان کو شہادت کا نام دینا غیر عادل کو عادل قرار دینا ہے۔ قرآن کریم میں ہے :

وَالشَّهَادَةُ ذِي عَدْلٍ مِنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ

پھر جس گواہی کو حاصل کرنے کے لئے جان بخشی کی ضمانت دی گئی ہو یا کسی لالچ اور خوف سے حاصل کی گئی ہو تو وہ اجرت کی یا جبر و اکراہ کی شہادت ہے جو کسی معاملہ میں بالخصوص حدود قصاص میں ناقابل قبول ہے۔

اسلامی قانون کی دوسرے کسی جرم کے ارتکاب کا اقرار شرعی حجت ہے مگر اس کا اثر اقرار کرنے والے کی ذات تک محدود ہوتا ہے کسی دوسرے کے خلاف اثر انداز نہیں ہوتا۔ اگر اقبالی مجرم اپنے اقرار کے

ساتھ کسی دوسرے پر ارتکابِ جرم پر آمادہ کرنے کا الزام بھی لگاتا ہے تو دوسرے کے بارے میں یہ ایک مستقل اور نیا دعویٰ ہے جس کے ثبوت کے لئے دو معنی اور عادل گواہوں کی شہادت ضروری ہے۔

شریعت اسلامیہ پر مبنی نظام عدل کی حکمت عملی اور پالیسی یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے حد و قصاص کو ٹالا جائے لہذا مصنوعی طریقہ پر شہادت متیا کرنا اسلامی نظام عدل کی حکمت عملی کے بالکل خلاف ہے۔
۲ : دنیا کی تمام ملتیں اور حکومتیں اس پر متفق ہیں کہ حکومت کی عرض و غایت اور اصل مقصد حقدار کو حق پہنچانا اور ظلم کو مٹانا ہے جس کا طریقہ قضا اور فصل خصومات ہے۔ قضا کے اجزاء ترکیبی میں سے سب سے اہم اجزاء قاضی اور گواہ ہیں۔ اسلام نے قاضی اور گواہ کے لئے یکساں شرائط مقرر کئے ہیں کیونکہ شہادت قاضی و حاکم کو عدل تک پہنچانے میں فیصلہ کن مدد دیتی ہے۔ البتہ قاضی کے لئے علم کی شرط زائد ہے۔ فریقین کے جان و مال اور تنگ و ناموس کے تمام حقوق کے فیصلے کا دار و مدار اسی شہادت پر ہے۔

علمائے اہل لغت نے لکھا ہے کہ شہادت شہود سے بنا ہے جس کے معنی حاضر ہونے کے ہیں اور شہادت کے لغوی معنی ہیں کسی ایسی چیز کی صحت کی خبر دینا جس کا علم چشم وید اور مشاہدہ سے حاصل ہوا ہو۔
اسلامی نظام عدل کی اصطلاح میں شہادت کی تعریف یہ ہے، مجلس قضا میں قاضی کے دو بلفظ شہادت کے ساتھ وہ سچی بات بیان کرنا جس کو بیان کرنے والے نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہو، گو یا جو بیان مجلس قضا کے باہر ہو یا قاضی کے روبرو نہ ہو یا آنکھوں دیکھا نہ ہو یا بیان جھوٹا ہو وہ شہادت کی تعریف میں داخل نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

جب گواہ واقعہ کو سورت کی طرح صاف طور پر دیکھ لے تو گواہی دے ورنہ اس کی جرأت نہ کرے پھر وعید کے انداز میں شہادت زور اور جھوٹی شہادت سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے یہاں تک کہ شہادت کا ثبوت ثابت ہو جانے پر اس کو قابلِ تعزیر بھی قرار دیا گیا۔

- ۱ : شاہد کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمان ہو۔ کسی غیر مسلم کی شہادت مسلمان کے خلاف قابل قبول نہیں
- ۲ : شاہد کے لئے سکت ہونا شرط ہے یعنی نابالغ اور دیوانہ کی شہادت قابل قبول نہیں۔
- ۳ : شاہد کے لئے عادل ہونا ضروری ہے یعنی فاسق کی شہادت قابل قبول نہیں ہے جو اسلام کے بڑے گناہوں کا مرتکب ہو۔ یا جھوٹ بولنے میں مشہور ہو۔
- ۴ : کسی غائب کی شہادت قابل قبول نہیں ہے۔
- ۵ : حدود و قصاص میں شاہد کے لئے مرد ہونا ضروری ہے۔ عورتوں کی شہادت حدود و قصاص میں معتبر نہیں ہے۔

۶ : ایسے شاہد کی شہادت معتبر نہیں جو مدعی کی کفالت میں ہو۔

۷ : ایسے شاہد کی شہادت معتبر نہیں جس کی گواہی میں شاہد کے لئے نقصان سے بچنے یا منفعت حاصل کرنے کا احتمال موجود ہو۔

۸ : ایسی شہادت قابل قبول نہیں جو باپ کی طرف سے بیٹے کے حق میں یا بیٹے کی طرف سے باپ کے حق میں دی گئی ہو۔

۹ : اجمیر کی شہادت قابل قبول نہیں۔

۱۰ : ایسے شاہد کی شہادت معتبر نہیں جس کے اور مدعی علیہ کے درمیان عداوت ہو۔

۱۱ : شہادت کے قابل قبول ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ نصاب شہادت پورا ہو۔ زنا میں چار گواہوں کا نصاب صحیح اور باقی معاملات میں دو گواہوں کا۔

۱۲ : شک کا فائدہ اسلام میں بھی مدعا علیہ کو دیا جاتا ہے، لیکن حدود و قصاص میں اسلامی عدالت کی حکمت عملی یہ ہے کہ حدود و قصاص کو ٹالنے کے لئے جیلے اور ہائے ڈھونڈے جاؤں جو شک کا فائدہ دیتے سے زیادہ بڑی رعایت ہے۔

۱۳ : اگر شاہدوں کے پہل میں اختلاف ہو تو ایسی شہادت غیر معتبر اور ناقابل قبول ہے۔

یہ جملہ تفصیلات فقہ اسلامی کی مستند کتابیں، ہدایہ، شامی اور فتاویٰ عالمگیری میں موجود ہیں۔

مولانا احتشام الحق بھٹانوی

۵۔ مودودی نے عربوں کو ہر دو بار اور

بنارس کے پٹنوں سے تشبیہ دی ہے

آج کل مودودی لوگ ریڈیو اور ٹی وی پر کنٹرول رکھتے ہیں۔ اس لئے اپنے لیڈر کی سٹائش اور قد بڑھانے میں بہت مصروف ہیں۔ فیصل فاؤنڈیشن جو آدم جی اور باوانی فاؤنڈیشن کی طرح ایک عرب دارو ہے اور جس پر مودودی جماعت مودودی کا اثر ہے اُس نے ایک سازش کے تحت مودودی کو ایوارڈ دیا ہے۔ دراصل امریکہ کا یہودی، مودودی کو عالم اسلام میں جھوٹکی جگہ لانا چاہتا ہے۔ یہ سازاکیل دی ہے۔ عرب حضرات کی مودودی نے مندرجہ ذیل تعریف لکھی ہے۔ کاش عرب کے لوگ اس کو بھی پڑھ لیں :

”جج کے پورے فائدے حاصل ہونے کے لئے موزری تھا کہ مرکز اسلام میں کوئی ایسا ہاتھ ہوتا جو اس عالمگیر طاقت سے کام لیتا، کوئی ایسا دل ہوتا جو ہر سال قائم دنیا کے جسم میں خون عمار دوڑاتا، کوئی ایسا دماغ ہوتا جو ان ہزاروں ناکھوں قاصدوں کے واسطے دنیا بھر میں سلام کے پیغام کو پھیلانے کی کوشش کرتا، اور کچھ نہیں تو کم از کم اتنا ہی ہوتا کہ دلوں خالص اسلامی زندگی کا ایک نمونہ موجود ہوتا اور ہر سال دنیا کے مسلمان دلوں سے صحیح دینداری کا تازہ سبق لے کر پٹنے، مگر وائے افسوس کہ دلوں کچھ بھی نہیں! مدت لمبے دراز سے عرب میں جمالت پرورش پارہی ہے۔ نالائق حکمران (یہ الفاظ پندرہویں ایڈیشن میں تبدیل کر دیئے گئے ہیں) اپنے دین کے مرکز میں رہنے والوں کو قتل دینے کی بجائے صدیوں سے پیہم گرانے کی کوشش کرتے رہے ہیں، انھوں نے اہل عرب کو علم، اخلاق، تدفین ہر چیز کے اعتبار سے پستی کی انتہا تک پہنچا کر چھوڑا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلا تھا آج اسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں کہ وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھی۔ اب نہ دلوں اسلام کا علم ہے، نہ اسلامی اخلاق ہے، نہ اسلامی زندگی ہے، لوگ دُور دُور سے بڑی گہری عقیدتیں لئے ہوئے حرم پاک کا سفر کرتے ہیں مگر اس علاقہ میں پہنچ کر جب ہر طرف اُن کو جمالت، گندگی، طمع، بے حیائی، دنیا پرستی، بد اخلاقی، بد انتظامی اور عام باشندوں کی گہری جھوٹی حالت نظر آتی ہے تو انکی توقعات کا سارا طلسم پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے، حتیٰ کہ بہت سے لوگ رنج کر کے اپنا ایمان بڑھانے کی بجائے اُلٹا کھاتے ہیں، وہی پُرانی محنت گہری جو حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے بعد جاہلیت کے زمانہ میں کعبہ پر مسلط ہو گئی تھی اور جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ختم کیا تھا اب پھر

تازہ ہو گئی ہے، حرم کعبہ کے منتظم اب پھر اسی طرح صنت بن کر بیٹھ گئے ہیں، خدا کا گھر اُن کے لئے جائیداد بن گیا ہے اور اُس گھر سے حقیقت رکھنے والوں کو وہ اسامی بچتے ہیں۔ مختلف ملکوں میں بڑی بڑی تنخواہیں ملنے والے ایجنٹ مقرر ہیں تاکہ اسامیوں کو گھیر گھیر کر بھجیں، ہر سال اجیر کے غلاموں کی طرح ایک لشکر کا لشکر و لالوں اور مغربی ایجنٹوں کا مکہ سے نکلتا ہے تاکہ دُنیا بھر کے ملکوں سے اسامیوں کو گھیر لائے، قرآن کی آیتیں اور حدیث کے احکام لوگوں کو سُنا کر سچ پر آمادہ کیا جاتا ہے نہ اس لئے کہ خدا کا عائد کیا ہو اقرض یا دہ لایا جائے بلکہ صرف اس لئے کہ اُن احکام کو سن کر یہ لوگ سچ کو نکلیں تو آمدنی کا دروازہ کھلے، گویا اللہ اور رسول نے یہ سارا کاروبار اپنی مہنتوں اور اُن کے دلائلوں کی پرورش کے لئے پھیلا دیا تھا، پھر جب اس فرض کو ادا کرنے کے لئے آدمی گھر سے نکلتا ہے تو سفر شروع کرنے سے لے کر واپسی تک ہر جگہ اُس کو مذہبی مزدوروں اور دینی تاجروں سے سابقہ پیش آتا ہے۔ مُتعلّم، مُطوون، وکیل مُطوون، کلید بردار کعبہ اور خود حکومت محباز سب اس تجارت میں حصّہ دار ہیں۔ حج کے سارے مناسک معاوضہ لے کر ادا کرائے جاتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے خانہ کعبہ کا دروازہ نہیں کھل سکتا — لفظ ذالہ من ذاکلٹ۔

یہ بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں کی سی حالت اس دین کے نام نہاد خدمت گزاروں اور مرکزی عبادت گاہوں کے مہجوروں نے اختیار کر رکھی ہے جس نے صنت گری کے کاروبار کی جڑیں کاٹ دی تھیں، جہاں عبادت گاہوں کے لئے کام مزدوری اور تجارت بن گیا ہو، جہاں عبادت گاہوں کو ذریعہ آمدنی بنایا گیا ہو، جہاں احکام الہی کو اس غرض کے لئے استعمال کیا جاتا ہو کہ خدا کا حکم سن کر لوگ فرض بجالانے کے لئے مجبور ہوں اس عداوت کے بل پر اُن کی جیبوں سے روپیہ کھینچا جائے جہاں آدمی کو عبادت کا ہر دُکھ ادا کرنے کے لئے معاوضہ دینا پڑتا ہو اور دینی سعادت اس طرح سے خرید و فروخت کی جنس بن گئی ہو ایسی جگہ عبادت کی روح کہاں رہ سکتی ہے، کس طرح آپ اُمید کر سکتے ہیں کہ حج کرنے والوں کو اس عبادت کے حقیقی، اخلاقی و روحانی فائدے حاصل ہوں گے جبکہ یہ سارا کام سواگری اور دوسری طرف خریداری کی ذہنیت سے ہو رہا ہے۔

(خطبات مؤلفہ ابوالاعلیٰ مودودی)

یہ ہیں مودودی کے خیالات جو اُمنوں نے عربوں کے بارے میں قصہ سنا سرین شریفین کے لئے اظہارِ فُروغ ہیں۔ ان حضرات کو بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں سے تشبیہ دینا ان لوگوں کو کافروں اور مشرکوں کی صف میں کھڑا کرنا ہے۔ کیا ان جملوں میں کمان و جل کے ساتھ حضرت ابراہیم کی دعا کی نفی نہیں ہو رہی ہے۔ کیا ان سے حضور سرور کائنات صلیم کی روح مبارک کو تکلیف نہ پہنچی ہوگی۔ جیٹ ایسے خیالات پر اور ایسے انسان پر جو خدا مکرز اسلام کو مشرکوں سے تشبیہ دے۔ ان خیالات کے ساتھ کسی مودودی کو سعادت چرچہ

ہو سکتی۔ گھوم پھر کر آجائیں وہ اور بات ہے۔

بطواف کعبہ دستم زحسم ندا برآمد
تو برون در چہ کردی کہ درون حسنا آئی

یا یوں کہہ لو: ”تو برون در چہ گفتی کہ درون حسنا آئی“

مگر زبان دل کی ترجمان ہوتی ہے۔ جب زبان میں اتنی ناپاکی ہے تو قلب کا کیا حال ہوگا۔

وَمَا تَخْفِیْ حُصْدُ ذُرِّهِمْ اَلْبَسْدُ یعنی جو کچھ دلوں میں چھپا ہے وہ زبان کی گستہ گی

سے کیس زیادہ ہے۔

میرے عرب بھائی اس فتنہ کو سمجھیں اور ان پر اپنا روپیہ ضائع نہ کریں۔ اعانت شر خود شر ہے۔ اعانت
فتنہ گناہ عظیم ہے۔

لَا تَعَاوِذُ عَلٰی الْاَشْمِ وَالْعُدُوَانِ (قرآن)

مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بات عربوں تک پہنچا دے گا۔ کیا عجب ہے کہ ناظرین میں سے کوئی
شخص اس کا عربی ترجمہ کر کے عربوں کے گوشش گزار کر دے۔

۵۲۔ رحمن اور رحیم دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں۔ رحمن میں رحیم سے

زیادہ مبالغہ ہے۔ ترجمہ میں ان سب باقول کا لحاظ ہے۔

شروع اللہ کے نام سے جب بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

===== تفسیر عثمانی۔ بسم اللہ / الحمد شریف =====

نوٹ: مودودی نے تفسیر القرآن میں لکھا ہے کہ رحمن کی کمی کو پورا کرنے کے لئے رحیم لائے۔ اس کی
مثال ایسی ہے جیسے لمبا تر لگا وغیرہ۔ الرحمن الرحیم کے لئے لمبا تر لنگا کی مثال المادنی الاسماء ہے۔ اللہ بڑا
بے لمبا نہیں۔ اللہ قدیم ہے پُرانا نہیں۔ اگر اللہ کو حقیقتاً لمبا یا پُرانا کہا یا مثلاً کما تریہ الحاد ہے۔ یہاں سے
معلوم ہوا کہ تفسیر القرآن کی بسم اللہ ہی غلط ہے۔ مودودی نے بسم اللہ کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ اللہ کے
نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔ اس کے معنی یہ کہ مودودی بسم اللہ کے ترجمہ پر بھی قادر نہیں۔ اس ترجمہ
میں معنوی غلطیاں واضح ہیں۔ رحمن و رحیم کا ترجمہ (و) کے ساتھ واضح طور پر غلط ہے۔

۵۳۔ حروفِ مقطعات کے اصل معنی تک اوروں کی رسانی نہیں

بلکہ یہ جمعیۃ اللہ اور رسول کے درمیان جو بوجہ حکمت و مصلحت ظاہر نہیں فرمایا

(النقر، تفسیر عثمانی)۔ بقرہ : ۱

نوٹ : مودودی نے لکھا ہے کہ حروفِ مقطعات کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے اسلوبِ جاہلیت کی پیروی کی ہے۔ ان کے معنی کوئی چیتان نہ تھے یہ خالص کفر اور زندقہ ہے۔ جب الحمد شریف اور بقرہ کی ابتدائی تفسیر کا یہ دُنگ ہے تو پورے قرآن کی تفسیر میں کیا کچھ کفریات نہ ہوں گے۔

۵۴۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الدُّوحِ

میں علامہ شبیر احمد عثمانی نے دوح انسانی کی بے نفیر تفسیر لکھی ہے۔ مگر مودودی نے اس آیت کی تفسیر میں دوح سے مراد دوح انسانی کو غلط قرار دیا ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل : ۸۵)

۵۵۔ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ اِلَيْهِمْ سُلْطٰنًا نّٰصِرًا

سے مراد یہ ہے کہ یا اللہ مجھ کو غلبہ و تسلط عنایت فرما جس کے ساتھ تیری مدد ہو نہ کہ حق کا بول بالا ہے اور معاندین ذلیل و پست ہوں۔ (تفسیر عثمانی۔ سورہ بنی اسرائیل : ۸۰)

نوٹ : مگر مودودی نے اس آیت کی تفسیر میں نہایت سفاهت سے اور دروغ سے کام لیا ہے اُس نے لکھا ہے کہ یا تو مجھ کو اقتدار دیدے یا کسی حکومت کو میرا مددگار بنا دے۔ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ یہی تفسیر حضرت حسنؑ حضرت تنادؑ، ابن جریر اور ابن کثیر جیسے جلیل القدر مفسرین نے لکھی ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے ابن کثیر کی تفسیر دیکھئے اس میں مودودی کا کذب اور افتراء معلوم ہو جائے گا۔

حضرت ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ شریف میں تھے پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور یہ آیت اتری۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ کفار مکہ نے مشورہ کیا کہ آپ کو قتل کر دیں یا آپ کو نکال دیں یا قید کر لیں۔ پس اللہ کا یہی ارادہ ہوا کہ اہل مکہ کو ان کی بد اعمالیوں کا مزہ چکھا دے۔ اُس نے اپنے پیغمبر کو مدینے جانے کا حکم دیا۔ یہی اس آیت میں بیان ہو رہا ہے۔ قنابہؒ فرماتے ہیں مکہ سے نکلنا اور مدینہ میں داخل ہونا۔ یہی قول سب سے زیادہ مشہور ہے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سچائی کے داخلہ سے مراد موت ہے اور سچائی سے نکلنے کی مراد موت کے بعد کی زندگی ہے اور اقوال بھی ہیں، لیکن زیادہ صحیح پہلا قول ہی ہے۔ امام ابن جریرؒ بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ پھر حکم ہوا کہ غلبہ اور مدد کی دعا کرو۔ اس دعا پر اللہ تعالیٰ نے فارس اور روم کا ملک اور عزت دینے کا وعدہ فرمایا۔ اتنا تو مضرب معلوم معلوم کر چکے تھے کہ بغیر غلبہ کے دین کی اشاعت اور زور ناممکن ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے مدد اور غلبہ طلب کیا (یہ نہیں کہ کسی حکومت کی مدد طلب کی جیسا کہ مودودی نے لکھا ہے) تاکہ کتاب اللہ اور حدود الہی فراتقن شش اور قیام دین آپ کر سکیں۔ یہ غلبہ بھی خدا کی ایک زبردست مدد ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو ایک دوسرے کو کھانا جانا، ہر زور آور کمزور کا شکار کر لیتا۔ مسططانا تفسیراً سے مراد مکمل دلیل بھی ہے، لیکن پہلا قول اولیٰ ہے۔ اس لئے کہ حق کے ساتھ غلبہ اور طاقت بھی مزدوری ہے تاکہ مخالفین دبے ہوئے رہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لوہے کے آثار کے احسان کو بیان فرمایا خاص طور سے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سلطنت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بہت سی اُن برائیوں کو روک دیتا ہے جو قرآن سے نہیں رُک سکتی تھیں۔ یہ بالکل واقعہ ہے بہت سے لوگ ہیں کہ قرآن کی نصیحتوں اور وعیدوں کو سُن کر بدکاریوں سے نہیں ہٹتے لیکن اسلامی طاقت سے مرعوب ہو کر وہ برائیوں سے رُک جاتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر - مکتبہ فیض القرآن - دیوبند - ترجمہ سید محمد انظر شاہ کشمیری مدظلہ)۔ ابن کثیرؒ نے اس تفسیر میں کہیں نہیں لکھا ”یا کسی حکومت کو میرا مددگار بنا دے“۔ نہ اُنھوں نے حضرت حسن، حضرت قنابہؒ اور حضرت ابن جریرؒ کا حوالہ دیا کہ اُنھوں نے ایسی بات کہی ہے۔ اس سے بڑا دروغ اور کذب کیا ہو گا کہ قرآن کی غلط تفسیر لکھیں اور اُس کو بڑے بڑے حضرات کی طرف منسوب کر دیا جائے۔ اسی لئے تو بعض لوگ مودودی کو امریکہ کا ایجنٹ کہتے ہیں۔ مفتی محمود نے بھی کہا ہے کہ مودودی امریکہ کا ایجنٹ ہے۔

بہر حال ایک مقام تو ہم نے دکھایا ہے باقی مقامات علماء حضرات معلوم کریں۔ جامعہ اشرفیہ کے
 عبدالمالک شرم کریں۔ مفتی محمود شرم کریں۔ مفتی شفیع مرحوم کے صاحبزادے شرم کریں۔ آج یہ لوگ کس کی
 اعانت کر رہے ہیں۔ آج یہ لوگ کس کو بانس پر چڑھا رہے ہیں۔ کیا مودودی فتنہ سے جو گمراہی پھیلی ہے اور پھیل
 رہی ہے وہ اُن کے کھاتہ میں نہیں جائے گی۔ ضرور جائے گی اور اللہ کے سامنے جواب دینا ہو گا۔ کیا ہم اپنے
 اکابرین دیوبند نے یہی کیا جو تم کر رہے ہو؟ کیا حضرت گنگوہیؒ، حضرت منوچریؒ، حضرت تھانویؒ اور
 حضرت مدنیؒ نے یہی کیا جو تم کر رہے ہو؟ قسم اللہ کی ہرگز نہیں! ان حضرات نے تو فتنوں کو مٹایا ہے۔
 آج تم طلب دنیا میں اپنے اکابرین کی عظمتوں کو پامال کر رہے ہو۔ افسوس صد افسوس!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَدَقُ اللَّهِ اعْظَمُ

موضح القرآن

(یعنی)

تفسیر عثمانی

ترجمہ: شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ (اسیرِ مانٹا)

تفسیر: علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ (شیخ الاسلام پاکستان)

تعارف و فہرست مضامین

مولانا محمد اشفاق احمد - کراچی

شافع کردہ: مکتبہ مطلوب العباسیہ، ریٹ بلاک، نارتھ ٹاؤن، کراچی

عالمین پبلیکیشنز پریس، ۲۲ ریگن روڈ، جوہی می پارک، لاہور

۱۳۹۸ھ - ۱۹۷۹ء

مکتبہ مطلوب
کی
آئندہ پیشکش

تفسیر عثمانی

کا مکمل انگریزی ترجمہ
مع عربی متن و تفسیر آن مجید

انشاء اللہ بہت جلد عالمین پبلیکیشنز پریس

۲۲/۱۰ ریٹینگن روڈ۔ جمہوری پارک لاہور سے

۲ جلدوں میں طبع ہو کر ہدیہ قارئین کیا جائے گا



شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ترجمے اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

کی تفسیر کو انگریزی زبان میں منتقل کرنے کی گرانقدر خدمت

حضرت مولانا محمد شفاق احمد صاحب انجام دے رہے ہیں

تفسیر عثمانی

دورِ حاضر میں پھیلی ہوئی گمراہیوں اور بعقیدگیوں کے سدباب کے لئے
مکتبہ مطلوب نے اسیرِ مالٹا شیخ الہند مولینا محمود حسنؒ کے ترجمہ اور
شیخ الاسلام مولینا بشیر احمد عثمانیؒ کی تفسیر پر مقل کلامِ پاک کی وسیع پیمانہ پر
اشاعت کا خصوصی اہتمام کیا ہے

تفسیر عثمانی میں شیخ الاسلام کے برادرِ بزرگ
مولینا مطلوب الرحمن عثمانی کے خلیفہ مجاز مولینا محمد شفاق احمد صاحب
کالہ سیرت افزہ مقدمہ اور آیاتوں کے حوالہ کے ساتھ قرآنی موضوعات کی
انتہائی مفید فہرست مضامین بھی شامل ہے

بہترین طباعت

اور جلد سے

آراستہ

مکتبہ مطلوب ۳۵۔ العباس مارکیٹ، بلاک اے، نارتھ ناظم آباد، کراچی

ملنے کا پتہ

عالمین سلیکبیشیز پریس ۲۲/۱ ریڈیو روڈ، بھجوری پارک، لاہور